عمران سیریز
حصہ دوم
جوانا اِن ایکشن
منظہر کلیم ایم اے

''رقم موجود ہے جانی واکر............؟''وائٹ پینتھر نے کار کے قریب کھڑے نوجوان سے اپنے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

''اوہ باس آپ............یس باس' چالیس ہزار ڈالر دو بیگوں میں موجود ہیں۔''نوجوان جانی واکر نے اچانک چونک کر مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

''او' کے..........چلو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھو۔''وائٹ پینتھر نے ساتھ والی سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے کہا اور جانی واکر نے سر ہلاتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور گاڑی کو سٹارٹ کر کے اسے اس نے بیرونی پھاٹک کی طرف موڑ دیا۔اور چند لمحوں کے بعد ہی گیٹ کراس کر کے وہ گاڑی کو آہستہ آہستہ بیرونی سڑک پر

لے آیا۔

''کہاں جانا ہے باس..........؟'' جانی واکر نے پوچھا۔

''شیراز روڈ کی تیسری کوٹھی پر چلو۔'' وائٹ پینتھر نے کہا۔اور جانی واکر نے سر ہلاتے ہوئے کار دائیں طرف موڑ دی۔

مختلف سڑکوں پر سے گزرنے کے بعد وہ شیراز روڈ پر پہنچ گئے۔ اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے تیسری کوٹھی بھی تلاش کر لی تھی۔اور جانی واکر نے کار اس کوٹھی کے سامنے روک دی وائٹ پینتھر نے خود نیچے اتر کر کوٹھی کے پھاٹک کے ایک سائیڈ ستون پر موجود کال بیک کے بٹن کو دبا دیا۔

دور کہیں گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔پھاٹک اور ستون کے درمیان جھری سے اسے پورچ میں کھڑی ہوئی جوڈش کی کار نظر آ رہی تھی۔کوٹھی پر خاموشی طاری تھی۔

چند لمحے انتظار کرنے کے بعد اس نے دوبارہ گھنٹی بجائی۔ اور اسے کافی دیر تک بجاتا چلا گیا۔

لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔ جب اس نے برآمدے میں ایک لحیم شحیم حبشی کو ہاتھ میں مشین گن اٹھائے پھاٹک کی طرف بڑھتے دیکھا۔ وہ اسے دیکھتے ہی ایک لمحے میں پہچان گیا کہ یہ جوانا ہے۔ ماسٹر کلرز کا جوانا۔ اور جوانا کو یوں جارحانہ انداز میں مشین گن اٹھائے بڑھتے دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ کوٹھی کے حالات بدل چکے ہیں۔ ورنہ جوانا اس طرح آسانی سے کوٹھی کے برآمدے میں نہ پھرتا۔ وہ تیزی سے مڑا اور سیٹ پر بیٹھ کر اس نے جانی واکر سے چیخ کر کہا۔

”جلدی کرو.........واپس چلو۔ جلدی کرو فوراً۔“ وائٹ پینتھر کے لہجے میں ایسی تیزی تھی۔ کہ جانی واکر نے گھبرا کر کار کو تیزی سے بیک کیا۔ اور پوری رفتار سے اسے آگے بڑھاتے ہوئے لیتا چلا

گیا۔

''کیا ہوا باس..........کیا ہوا۔'' کچھ دور آنے کے بعد جانی واکر نے پوچھا۔

''حالات بدل گئے ہیں..........جوڈش یا تو ہلاک ہو چکا ہے یا پھر..........'' وائٹ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''جوڈش..........کون جوڈش باس۔'' جانی واکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''شٹ اپ..........تم اپنا کام کرو۔واپس چلو۔'' وائٹ پینتھر نے چیختے ہوئے کہا۔

اور جانی واکر سہم کر خاموش ہو گیا۔

گاڑی تیزی سے واپس تھرڈ روڈ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔وائٹ پینتھر خاموش بیٹھا ہونٹ کاٹ رہا تھا۔اور پھر جیسے ہی کار تھرڈ روڈ پر

چڑھی۔ انہیں دور سے ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی۔

دھماکہ اتنا زوردار اور خوفناک تھا کہ سٹیرنگ جانی واکر کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور کار تیزی سے دائیں طرف مڑی۔ لیکن جانی واکر نے فوراً ہی اسے کنٹرول میں کرلیا۔ دھماکے کی گونج ابھی تک ماحول پر حاوی تھی۔ اور جانی واکر نے سٹیرنگ کنٹرول میں کرتے ہی کار کو سڑک کے ایک طرف روک لیا۔ دوسری کاروں کا بھی یہی حشر ہوا تھا۔

''کیا ہوا............ یہ کیسا دھماکہ تھا۔ یوں لگتا ہے۔ کہ جیسے کوئی خوفناک بم پھٹا ہو۔'' وائٹ پینتھر نے حیرت بھرے لہجے میں جانی واکر سے کہا۔

''باس............ سامنے گہرا دھوں اور مٹی کے خوفناک بادل آسمان کی طرف اٹھ رہے ہیں۔ کوئی بلڈنگ اور دھماکے سے اڑی

ہے۔" جانی واکر نے کہا۔

"آگے چلو............ یہاں کھڑے ہونے سے کیا ہوگا۔"

وائٹ پینتھر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور جانی واکر نے کار آگے بڑھا دی،

اسی لمحے دور سے پولیس گاڑیوں کے چیختے ہوئے سائرن بھی نزدیک آتے سنائی دینے لگے۔

واکر آہستہ آہستہ گاڑی آگے بڑھائے لیے گیا۔ اور پھر تھوڑا سا آگے بڑھنے کے بعد جب ان پر صورت حال واضح ہوئی۔ تو دونوں کے جسم خوف اور دہشت سے سن ہو کر رہ گئے۔ تباہ ہونے والی عمارت اعظم مینشن تھی۔ جس میں ان کا ہیڈ کوارٹر تھا۔

اوہ............ اس کا مطلب ہے۔ ہمارا ہیڈ کوارٹر اڑا دیا گیا ہے۔ اوہ، ہم بروقت نکل گئے تھے ورنہ اس وقت............" وائٹ

نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا

''بب۔ بب.........باس۔ یہ کیا ہوا۔'' واکر نے دہشت زدہ انداز میں پوچھا۔ کار اب رک چکی تھی۔

''واپس موڑو گاڑی..........ابھی پولیس چیکنگ شروع کر دے گی۔ جلدی کرو۔'' وائٹ نے تیزی سے کہا۔

اور جانی واکر نے پھرتی سے کار موڑ دی۔ اور پھر چوک پر پہنچ کر اس نے کار کو آہستہ کر دیا۔

''شیراز کالونی چلو..........جلدی کرو۔ ہیڈ کوارٹر کے تباہ ہونے کے بعد اب وہی ہمارا ہیڈ کوارٹر ہوگا۔'' وائٹ پینتھر نے تیز لہجے میں کہا۔

جانی واکر نے بڑی پھرتی سے کار موڑ دی۔ اور پھر چوک پر پہنچ کر اس نے گاڑی بائیں طرف کو جانے والی سڑک پر ڈال دی۔ اور پھر وہ

کار کو تیز رفتاری سے بھگاتا ہوا مختلف سڑکوں سے گزر کر ایک بڑی کالونی میں داخل ہو گیا۔ کالونی کی مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک بڑی سی کوٹھی کے گیٹ کے سامنے پہنچا، اور اس نے کار روک دی۔

کار میں ہی بیٹھے ہوئے اس نے مخصوص انداز میں ہارن بجایا۔ تیسرا ہارن بجتے ہی کوٹھی کے پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی۔ اور ایک نوجوان باہر آیا،

"ایگل موجود ہے.........اندر۔" وائٹ پینتھر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یہ تو پروفیسر نکلسن کی رہائش گاہ ہے..........یہاں ایگل کا کیا کام۔" نوجوان نے برا سا منہ بناتے ہوئے وائٹ پینتھر کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پروفیسر نکلسن کو کہو............کہ وہ ایگل کو باہر نکالے۔ورنہ ہم اس کی کوٹھی بھی تباہ کر سکتے ہیں۔''وائٹ نے تیز لہجے میں جواب دیا۔

''کس چیز سے تباہ کریں گے آپ اسے۔''نوجوان نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں جواب دیا۔

''ایٹم بم سے۔''وائٹ نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ'یس سر............یس سر۔''نوجوان نے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔شاید یہ عجیب وغریب کوڈ مکمل ہو چکے تھے۔

''وائٹ پینتھر زباس............جلدی کھولوں پھاٹک۔''وائٹ کا لہجہ بے حد تحکمانہ ہو گیا۔

''باس............اوہ سر'یس سر۔''نوجوان نے اس بار انتہائی

مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔ نوجوان باس کا نام سنتے ہی بری طرح گھبرا گیا، اور پھر بوکھلا کر پھاٹک کی کھڑکی کی طرف بھاگا اندر جاتے ہی اس نے پھاٹک کھول دیا۔ اور جانی واکر گاڑی کو اندر لیے گیا۔

سامنے کوٹھی کے پورچ میں دو کاریں موجود تھیں۔ جانی واکر نے کار پورچ میں کھڑی ان کاروں کے قریب کھڑی کر دی۔ اور وائٹ نے کار سے نیچے اترنے سے پہلے چہرے پر چڑھا ہوا مومی ماسک کھینچ کر اتار دیا۔ اب وہ اپنی اصل شکل میں تھا۔

اور پھر وہ جیسے ہی کار سے باہر نکلا۔ برآمدے میں کھڑے ہوئے دو مسلح آدمی بری طرح چونک پڑے۔ دوسرے ہی لمحے انہوں نے فوجی انداز میں وائٹ پینتھر کو سیلوٹ کیا۔ اور وائٹ ان کے سلام کا جواب دیئے بغیر تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا اندر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس وقت وائٹ پینتھر کے چہرے پر گہری سنجیدگی تاری تھی وہ

فوری طور پر بدلے ہوئے حالات کی تفصیل معلوم کرنا چاہتا تھا۔اس لیے اس کے قدموں میں ضرورت سے زیادہ تیزی آ گئی تھی۔
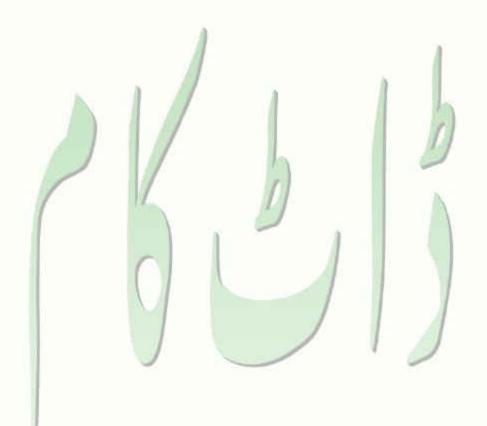
عمران نے جوڈش کی کوٹھی سے باہر نکل کر اپنی کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔ جب کہ جوانا ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور عمران نے کار آگے بڑھادی۔

''باس.............تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔'' جوانا نے پوچھا۔

''اسی کار کے ذریعے آیا تھا۔...........میں نے سوچا۔ کون بس کا انتظار کرتا رہے۔'' عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور جوانا چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے منہ موڑ کر کار سے باہر دیکھنا شروع کر دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا۔ کہ عمران ذہنی طور پر الجھا ہوا ہے۔ اور وہ خاموشی چاہتا ہے۔ اب جوانا عمران کے موڈ کو پہچانتا جا

رہا تھا۔

کار مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ایک کمرشل روڈ پر پہنچی اور پھر ایک کافی بڑی بلڈنگ کے سامنے جا کر رک گئی۔اس بلڈنگ پر کسی پراپرٹی ڈیلر کا بہت بڑا بورڈ نصب تھا۔یہ وہی پراپرٹی ڈیلر تھا جس کا کارڈ جوڈش کی میز کی دراز سے برآمد ہوا تھا۔

''تم کار میں ٹھہرو...........میں ذرا ڈیلر سے کچھ مذاکرات کر آؤں۔'' عمران نے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔اور جوانا نے سر ہلا دیا۔

عمران دروازہ بند کر کے تیز تیز قسم اٹھاتا ہوا عمارت کے اندرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جوانا اسے اندرونی دروازے کی طرف بڑھتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

پھر جیسے ہی عمران اندرونی دروازے میں داخل ہو کر اس کی

نظروں سے غائب ہوا۔اسی لمحے جوانا کے کانوں میں ایک نامانوس سی آواز پڑی۔

''مسٹر...........کیا آپ کے پاس ماچس ہو گی۔''

جوانا نے تیزی سے مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔تو اس نے ایک لیم شیحم سے نوجوان کو کار کی کھڑکی پر جھکا ہوا دیکھا۔اس کی نظریں جوانا کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔اور اس کے لبوں کے درمیان سگریٹ دبا ہوا تھا۔

''ساری..........میں سموکنگ نہیں کرتا۔''جوانا نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اوہ..........تب تو میں نے تمہیں خواہ مخواہ ڈسٹرب کیا۔ ویری سوری۔''اس نوجوان نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔اور پھر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

اس کے آگے بڑھتے ہی جوانا کو نامانوس سی بو کا احساس ہوا۔ اور اس نے چونک کر اپنے پیروں کی طرف دیکھا۔ بو اسے اسی طرف سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ اور دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔ اس نے اپنے پیروں کے قریب کاغذ کی ایک بڑی سی گولی ہوئی دیکھی۔ جس میں سے ہلکا ہلکا سا نیلے رنگ کا دھواں نکل رہا تھا۔ اور یہ بو اسی دھوئیں کی تھی۔ جوانا اس گولی کو اٹھانے کے لیے تیزی سے نیچے کی طرف جھکا' اور یہی بات اس کے لیے خطرناک ثابت ہوئی۔ کیونکہ جھکنے سے دھوئیں کی زیادہ مقدار اس کی ناک میں پہنچی۔ اور پھر اس کا سر ڈیش بورڈ سے ٹک گیا۔ جسم یک لخت ٹھنڈا پر گیا تھا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ جیسے ہی جوانا بے ہوش ہوا۔ آگے بڑھنے والا نوجوان تیزی سے پلٹا اور تقریباً بھاگتا ہوا وہ کار کے پاس پہنچا، اس نے بڑی پھرتی سے ڈرائیونگ سیٹ والا دروازہ کھولا اور اچھل کر سیٹ پر بیٹھ

گیا۔اس نے جیب سے ایک پتلی سی تار نکالی' اس تار کے عقب میں لکڑی کی ایک چھوٹی سی ڈنڈی لگی ہوئی تھی' تار اس نے سوئچ میں ڈالا اور اسے گھما دیا۔ دوسرے ہی لمحے کار کا انجن جاگ اٹھا۔ اور نوجوان اسے تیزی سے چلاتا ہوا آگے سڑک پر بڑھاتا چلا گیا۔

عمارت سے تھوڑی دور آگے بڑھتے ہی اس نے بڑی پھرتی سے کار دائیں طرف جانے والی کھلی گلی میں موڑ دی' جہاں سیاہ رنگ کی ایک کار پہلے سے موجود تھی۔ نوجوان نے عمران کی کار اس کار کے قریب روکی ،اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

''اکیلا ہے۔'' دوسری کار میں سے پوچھا گیا: اور ساتھ ہی اس کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا گیا۔

پچھلی سیٹ پر دو افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ جب کہ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک لحیم شحیم سا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اور سوال اسی نے کیا تھا۔

''ڈیس باس............ یہ جوانا بے حد خطرناک آدمی ہے۔ اسی لیے اسے بے ہوش کر کے لایا ہوں۔'' جوانا کو لے آنے والے نوجوان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جوانا والی سائیڈ کا دروازہ کھول دیا۔ اور جوانا کی بغلوں میں دونوں بازو ڈال کر اسے کار سے باہر گھسیٹ لیا۔ جوانا کا بھاری بھرکم جسم اس سے گھسیٹا نہ جا رہا تھا۔ اس لیے دوسری کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا ایک آدمی اچھل کر باہر آیا اور پھر ان دونوں نے مل کر بے ہوش جوانا کو اٹھا کر دوسری کار کی پچھلی سیٹوں کے درمیان لٹا دیا۔ جوانا کا قد چونکہ لمبا تھا۔ اس لیے اس کی دونوں ٹانگوں کو موڑ کر اندر گھسیڑا گیا تھا۔ اور جب اس طرح وہ پورا آ گیا۔ تو کار کے دروازے کو بند کر دیا گیا۔

''دوسرے کو گولی مارنی ہے یا زندہ لانا ہے۔'' جوانا کو لے آنے والے نے کار کے دروازے کو بند کر کے کار کے ڈرائیور سے مخاطب

ہو کر پوچھا۔

''کوشش کرو کہ وہ زندہ اڈے تک پہنچ جائے ....لیکن اگر گڑبڑ ہو جائے تو بے شک گولی مار دینا۔اصل آدمی تو ہاتھ آہی گیا ہے۔''ڈرائیور نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس باس۔''نوجوان نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔اور اس کے ساتھ ہی دوسری کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی۔اور سڑک پر پہنچ کر ایک طرف مڑ کر اس کی نظروں سے غائب ہو گئی۔

نوجوان اب پیدل ہی واپس سڑک پر بڑھنے لگا۔عمران کی کار وہیں گلی میں ہی رہ گئی۔سڑک پر آنے کے بعد وہ دوبارہ اس بلڈنگ کی طرف بڑھنے لگا۔جس کے سامنے سے اس نے جوانا کو اغوا کیا تھا۔

عمارت کے سامنے پہنچتے ہی اس نے اپنا ایک ہاتھ سر پر یوں

پھیرا۔ جیسے بالوں پر پڑی ہوئی گرد صاف کر رہا ہو۔ لیکن یہ ایک مخصوص اشارہ تھا۔ چنانچہ دوسرے ہی لمحے ایک ستون کی آڑ سے ایک نوجوان نکل کر تیزی سے اس کی طرف لپکا۔

''ٹونی ....وہ آدمی باہر تو نہیں آیا۔'' اشارہ کرنے والے نوجوان نے آنے والے سے پوچھا۔

''نہیں مائیکل ....ابھی وہ اندر ہی ہے۔'' ٹونی نے جواب دیا۔

''اوکے ....پھر اپنی کار یہاں لے آؤ۔ اور تیار ہو جاؤ۔ ہمیں اسے اغوا کر کے لے جانا ہے۔ لیکن باس نے کہا ہے کہ اگر وہ کوئی گڑبڑ کرے۔ تو بے شک گولی مار دینا۔'' مائیکل نے ٹونی سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔'' ٹونی نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ ایک

طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد نیلے رنگ کی ایک کار تقریباً رینگتی ہوئی عمارت کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ اس میں ٹونی موجود تھا۔

''تم اندر ہی بیٹھو.......... انجن سٹارٹ رکھنا۔ اور جیسے ہی میں اسے اندر دھکیل کر دروازہ بند کروں۔ تم بیک سائیڈ کو کنٹرولڈ کر دینا۔ تاکہ پھر وہ نوجوان باہر نہ نکل سکے۔ اور نہ ہی ہمارا کچھ بگاڑ سکے۔''

اور ٹونی نے سر ہلا دیا۔ اور مائیکل آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اندرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا۔ کہ اس نے جوانا کے ساتھی کو دروازے سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔ اور وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس کا ایک ہاتھ جیب میں رینگ گیا۔ جس کا ابھار بتا رہا تھا کہ اس میں ریوالور موجود ہے۔ جوانا کا ساتھی دروازے سے باہر نکلتے ہی ٹھٹھک کر رک گیا تھا اور حیرت سے اس جگہ کو دیکھ رہا تھا جہاں

وہ اپنی کار میں جوانا کو چھوڑ گیا تھا۔ لیکن اب وہاں نہ گاڑی تھی اور نہ جوانا نظر آ رہا تھا۔ اسی لمحے مائیکل قدم اٹھاتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔

''سنو۔'' اس نے جوانا کے ساتھی کے قریب پہنچتے ہی غراتے ہوئے انداز میں کہا اور وہ چونک کر مائیکل کو دیکھنے لگا۔

''میری جیب میں ریوالور ہے.........اور میں جیب کے اندر سے بھی دل کا نشانہ لے سکتا ہوں۔'' مائیکل نے انتہائی سخت لہجے میں کہا

''اچھا.........واہ' بہت خوب۔ واقعی۔ پھر تو یار تم بڑے عظیم آدمی ہو۔ مجھے اپنے سرکس کے لیے ایسے ہی آدمی کی ضرورت تھی۔ گڈ لک۔'' جوانا کے ساتھی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا اور اپنا ہاتھ مائیکل کی طرف یوں بڑھایا۔ جیسے وہ مسرت کے اظہار

کے طور پر اس سے مصافحہ کرنا چاہتا ہو۔

''بکواس مت کرو.........سامنے نیلے رنگ کی کار کی طرف چلو اور سنو اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی۔ تو ایک لمحے میں ڈھیر کر دوں گا۔'' مائیکل نے لہجے کو اور زیادہ سخت بناتے ہوئے کہا۔

''مگر میری اپنی کار...........اور میرا باڈی گارڈ۔'' عمران نے ٹھٹھکے ہوئے لہجے میں کہا۔

''چلو.........قدم بڑھاؤ۔ ورنہ...........'' مائیکل نے اس کے اور زیادہ قریب ہوتے ہوئے کہا۔ اور جوانا کے ساتھی نے ایک لمحے کے لیے اسے گھور کر دیکھا۔ او پھر اس کے چہرے پر خوف کے آثار طاری ہوتے چلے گئے۔

''مم۔ مم۔ مجھے مارنا مت..........ابھی تو میں کنوارا ہوں۔'' جوانا کے ساتھی نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں مائیکل کو گھگھیاتے ہوئے

جواب دیا۔

''تو چلو.........قدم بڑھاؤ۔ ورنہ کنوارے ہی مر جاؤ گے''

مائیکل نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

''ویسے مقابل کے چہرے پر خوف کے آثار دیکھ کر اس کے اعصاب پر چھایا ہوا تناؤ دور ہو گیا تھا۔

جوانا کا ساتھی سر ہلاتا ہوا نیلے رنگ کی کار کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ بڑے خوف زدہ انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا۔ جیسے موقع ملتے ہی بھاگ پڑے گا۔ لیکن مائیکل اس کے ساتھ کندھا چپکائے چلا جا رہا تھا۔ وہ پوری طرح ہوشیار تھا اسی طرح چلتے ہوئے وہ کار کے قریب پہنچ گئے۔ اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ٹونی نے انہیں دیکھتے ہی پیچھے ہاتھ کر کے پچھلا دروازہ کھول دیا۔

'اندر بیٹھو.........'' مائیکل نے اسے کندھے سے اندر دھکیلتے

ہوئے کہا۔

''یار دھکلے کیوں دیتے ہو............بیٹھ جاتا ہوں۔ مگر کرایہ دینے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں ہے، ہاں یہ سوچ لو۔'' جوانا کے ساتھی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بیٹھو............جلدی کرو۔'' اس بار مائیکل نے اسے اور زیادہ طاقت سے دھکیلتے ہوئے کہا اور جوانا کا ساتھی اندر بیٹھ گیا۔ اس کے اندر بیٹھتے ہی مائیکل نے ایک دھماکے سے دروازہ بند کر دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے اطمینان کا ایک طویل سانس نکل گیا۔ کیونکہ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اب جوانا کا ساتھی لاکھ سر پٹکے۔ ان کی مرضی کے بغیر باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ دروازہ بند کرتے ہی وہ تیزی سے کار کی پچھلی طرف سے گھومتا ہوا سامنے والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور ساتھ ہی اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو درمیان میں بلٹ

پروف شیشہ موجود تھا۔اس کا مطلب ہے۔ٹونی نے ہدایت کے مطابق کنٹرول سسٹم آن کر دیا ہے۔مائیکل نے ڈیش بورڈ کے نیچے ہاتھ ڈالا اور پھر ایک چھوٹا سا مائیک جس کے ساتھ سپرنگ نما تار منسلک تھا۔باہر کھینچ لیا۔اس نے مائیک کے ساتھ لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو پش کیا۔

''ہیلو..........کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔'' مائیکل نے مڑ کر پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے جوانا کے ساتھی کو دیکھتے ہوئے اس سے پوچھا۔

''تمہاری آواز..........ہاں' واقعی یہ تمہاری ہی آواز ہے۔ کوّے کی طرح کرخت' اور الو کی طرح کریہہ آواز تمہاری ہی ہو سکتی ہے۔'' پیچھے بیٹھے ہوئے جوانا کے ساتھی کے لب ہلے، اور اس کی آواز ڈیش بورڈ سے برآمد ہوئی۔

''اب تم جو بھی کہو............لیکن تمہیں اس ریمارک کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ اور سنو' دروازہ کھولنے یا کوئی اور حرکت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم ہماری مرضی کے بغیر باہر نہیں نکل سکتے۔'' مائیکل نے جواب دیا۔

''لیکن میری کار اور میرا باڈی گارڈ وہ حبشی............مجھے اس کی فکر ہے۔ وہ بے چارہ بھی میری طرح مفلس ہے۔ کہیں دھکے نہ کھاتا پھرے۔'' جوانا کے ساتھی کی آواز ڈیش بورڈ سے نکلی۔

''ارے تم............جوانا کی فکر نہ کرو۔ وہ پہلے ہی ہم تک پہنچ گیا ہے۔ ابھی تمہاری ملاقات اس سے ہو جائے گی۔'' مائیکل نے جواب دیا۔

''اچھا............پھر تو بہت اچھا ہوا۔ لیکن ہماری دعوت زوردار ہونی چاہئیے۔ دو روز سے کھایا ہی کچھ نہیں۔ اس نامراد شہر میں جس کی

بھی جیب کاٹی۔ اس کی جیب سے رقم کی بجائے شاپنگ کارڈ ہی نکل۔ جس کا کوڈ تو مجھے معلوم ہی نہ تھا' اس لیے اسے پھینکنا پڑا۔'' جوانا کے ساتھی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''تمہاری ایسی دعوت ہوگی کہ آئندہ کی تمام حسرتیں نکل جائیں گی۔'' مائیکل نے طنزیہ نداز میں ہنستے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے بٹن کو دوبارہ پش کر کے مائیک کو ڈیش بورڈ کے نیچے لگے ہوئے ہل میں پھنسا دیا۔

''چلو ٹونی..........اب تیزی سے نکل چلو۔'' مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹونی نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دور آگے جانے کے بعد مائیکل نے مڑ کر پچھلی سیٹ کی طرف دیکھا اور چونک پڑا۔ کیونکہ جوانا کے ساتھی کا سر سیٹ کی پچھلی نشست سے ٹکا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں بند تھیں اور جسم ڈھیلا پڑا ہوا تھا۔

''ارے ٹونی..........یہ کہیں مر تو نہیں گیا۔'' مائیکل نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس نے تیزی سے مائیک کو دوبارہ ہک سے علیحدہ کیا۔ اور اس کا بٹن دبا دیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ بولتا فرنٹ سیٹ پر خراٹوں کی آوازیں گونجنے لگیں۔ ظاہر ہے یہ آوازیں جوانا کے ساتھی کی تھیں۔ اور خراٹے لینے کا مطلب تھا کہ وہ گہری نیند ہو رہا ہے۔

''یار بڑا دلیر آدمی ہے..........اس حالت میں بھی گہری نیند سو رہا ہے۔'' مائیکل نے حیرت بھرے انداز میں بٹن کو دوبارہ پریس کرتے ہوئے کہا۔

''دلیر ہوتا تو اس طرح ڈر کر یہاں نہ آتا..........یہ حماقت کی نشانی ہے۔'' ٹونی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور مائیکل نے ہنس کر اثبات میں سر ہلا دیا۔

چوہان اپنے ساتھیوں سمیت عمران کی کال ملتے ہی شیراز روڈ پر پہنچ گیا۔ انہیں تیسری کوٹھی کے متعلق بتایا گیا تھا اور تیسری کوٹھی اب ان کی نظروں میں تھی۔

انہوں نے کار کچھ فاصلہ دے کر کوٹھی سے آگے جا کر کھڑی کی۔ چند لمحوں بعد انہیں دور سے عمران کی کار آتی دکھائی دی، عمران کی کار کوٹھی کی دوسری طرف سے کچھ پہلے ایک سائیڈ میں رک گئی تھی۔

چوہان نے نیچے اتر کر عمران تک جانے کا ارادہ کیا ہی تھا۔ کہ اچانک عمران کی طرف سے ایک سرخ رنگ کی بڑی سی کار تیزی سے آئی اور پھر تیسری کوٹھی کے پھاٹک کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ چوہان

نے اس کار کو رکتے دیکھ کر باہر نکلنے کا ارادہ ملتوی کر دیا کیونکہ اس طرح وہ اس کار والوں کی نظروں میں آ سکتا تھا۔ البتہ بیک مرر میں اس نے عمران کو اپنی کار میں سے اتر کر ایک درخت کی آڑ میں ہوتے دیکھ لیا تھا۔

سرخ کار میں سے ایک لمبا تڑنگا آدمی نکل کر ستون پر لگے ہوئے کال بیل کے بٹن کی طرف بڑھا۔ اور اس نے کال بیل بجائی اور جھری میں سے اندر جھانکنے لگا۔ اسی لمحے چوہان نے عمران کو اس درخت کی آڑ سے نکل کر گیٹ کے اور زیادہ نزدیک آتے دیکھا۔ عمران قریب ہی ایک درخت کی اوٹ میں ہو گیا تھا۔ اور چوہان سمجھ گیا کہ عمران ان کار والوں کو قریب سے شناخت کرنا چاہتا ہے۔

کار سے نکلنے والے لمبے تڑنگے آدمی نے دوبارہ کال بیل کا بٹن پریس کیا۔ اور اس کی انگلی کافی دیر تک اس پر جمی رہی۔ چند لمحوں بعد

اس نے اس لمبے تڑنگے آدمی کو چونک کر پیچھے ہٹتے اور پھر تیزی سے اپنی کار کی طرف لپکتے ہوئے دیکھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی غیر متوقع آدمی کو کوٹھی کے اندر دیکھ کر چونکا ہے دوسرے لمحے کار تیزی سے بیک ہوئی اور پھر اسی رفتار سے چوہان کی طرف بڑھتی چلی آئی۔ اور دوسرے لمحے وہ انتہائی تیز رفتاری سے ان کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔ چوہان ابھی حیرت سے اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔ کہ اس کی کلائی پر ضربیں پڑنی شروع ہوگئیں اور اس نے چونک کر ریسٹ واچ کا ونڈ بٹن پریس کر کے اسے کان سے لگا لیا۔

"عمران سپیکنگ ....فوراً اس کار کا تعاقب کرو۔ انتہائی احتیاط سے نگرانی کرو۔ اوور اینڈ آل۔ دوسری طرف سے عمران کی تیز آواز سنائی دی۔

اور عمران نے چوہان کی طرف سے کوئی فقرہ سنے بغیر ہی اوور اینڈ

آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وقت ضائع کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ چنانچہ چوہان نے بھی بجلی کی سی تیزی دکھائی۔ اس نے ونڈ بٹن کو دوبارہ پریس کیا۔ اور سوئچ گھما کر گاڑی سٹارٹ کر کے تیزی سے روڈ پر لے آیا۔

''کیا ہوا؟............'' ساتھ بیٹھے ہوئے نعمانی نے چونک کر پوچھا۔

''سرخ گاڑی کا تعاقب کرنا ہے............'' چوہان نے کہا۔ اور نعمانی نے سر ہلا دیا۔ پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا صدیقی خاموش بیٹھا رہا۔ اس کی ویسے بھی عادت تھی کہ بہت ہی کم بات کیا کرتا تھا۔

سڑک پر کاروں کا رش زیادہ نہ تھا۔ اس لیے چوہان تیزی سے مختلف کاروں کو کراس کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔۔ اسے صرف یہی خطرہ تھا کہ کہیں نزدیک ہی کسی چوک سرخ کار کسی طرف مڑ نہ گئی ہو۔

ایسی صورت میں اسے تلاش کرنا مشکل ہو جاتا لیکن یہ سڑک دور تک سیدھی چلی گئی تھی، اس لیے چوہان نے جلد ہی اس سرخ کار کو دیکھ لیا۔ اور پھر اسے دیکھتے ہی اس نے کار کی رفتار کم کر دی۔ اور کئی کاروں کے پیچھے رہ کر اس نے اس کا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ مختلف سڑکوں پر سے گزرنے کے بعد جب وہ ایک ایسی سڑک پر پہنچے جہاں بڑی بڑی عمارتیں تھیں کہ اچانک ایک خوف ناک اور کان پھاڑ دھماکہ سنائی دیا اور سٹیرنگ چوہان کے ہاتھوں میں لرز گیا، اور چوہان نے بے اختیار کار کو بریک لگا دیئے۔ دوسری کاریں بھی رک گئیں تھیں اور سرخ رنگ کی کار بھی کافی فاصلے پر ذرا سی ٹیڑھی ہونے کے بعد رک گئی تھی۔

"اوہ، اوہ.........کوئی عمارت تباہ ہوئی ہے۔ وہ دیکھو سامنے دھوئیں اور گرد کا بادل۔" نعمانی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہوں .... لگتا تو ایسا ہی ہے۔ انتہائی خوفناک دھماکہ تھا۔"

چوہان نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

اور اسی لمحے اس نے سرخ کار کو آگے کی طرف رینگتے ہوئے دیکھا۔ چوہان نے بھی کار کو دوبارہ آگے بڑھانا شروع کر دیا۔ اور دور سے پولیس گاڑیوں کے سائرن بھی اب نزدیک آتے سنائی دینے لگے تھے۔

سرخ رنگ کی کار ذرا سا آگے بڑھ کر یک لخت بیک ہوئی اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی ان کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔

چوہان نے بھی تھوڑا سا وقت دے کر کار کو موڑا۔ اور شاید یہ پولیس سائرن کی آواز تھی، جن کی وجہ سے دوسری گاڑیاں بھی تیزی سے مڑنا شروع ہو گئی تھیں۔

چوہان کار کو موڑ کر آگے بڑھتا چلا گیا۔ اب پھر سرخ کار کا

تعاقب شروع ہو گیا تھا۔

"میرا خیال ہے اس عمارت سے ان کار والوں کا کوئی نہ کوئی تعلق تھا..........ورنہ وہ سب سے پہلے نہ مڑتے۔" صدیقی نے پہلی بار کہا۔

"ہاں..........آگے بڑھنے کے بعد ان پر صورت حال واضح ہوئی ہے۔ بہر حال دیکھو۔" چوہان نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد سرخ کار ایک بڑی سی کالونی میں داخل ہوئی۔ اور ایک بڑی سی کوٹھی کے گیٹ پر رک گئی۔

چوہان نے اسے رکتے دیکھ کر کافی فاصلے پر اپنی کار روک لی۔

اِدھر اُدھر چونکہ اور بھی بہت سی کاریں پارک تھیں۔ اس لیے وہ اطمینان سے اپنی کار ہی میں بیٹھے رہے۔ سرخ کار سے تین بار ہارن بجایا گیا اور پھر کوٹھی کے پھاٹک کی ذیلی کھڑکی میں سے ایک نوجوان

باہر نکلا۔ اور اس نے سرخ کار والوں سے گفتگو شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں مڑا اور ذیلی کھڑکی میں گھس گیا اور چند لمحے بعد پھاٹک کھل گیا اور سرخ کار کوٹھی کے اندر چلی گئی۔ پھاٹک دوبارہ بند کر دیا گیا۔

''اب کیا کریں.........عمران صاحب سے بات کریں۔'' چوہان نے کہا۔

''کیا ضرورت ہے.........انہوں نے نگرانی کے لیے کہا ہے۔ اور وہ ہو رہی ہے۔'' پاس بیٹھے ہوئے نعمانی نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''صرف نگرانی سے تو مسئلہ حل نہیں ہوتا.........اور یہ بھی تو ہو سکتا ہے۔ یہ کوٹھی کے کسی عقبی رستے سے نکل جائیں اور ہم بیٹھے پھاٹک کو ہی دیکھتے رہ جائیں۔'' چوہان کے بولنے سے پہلے صدیقی

بول پڑا۔

''ہاں .... تمہارا خیال درست ہے۔ ہو سکتا ہے، ہمارے تعاقب کو انہوں نے چیک کر لیا ہو۔ میرا خیال ہے۔ ہم میں سے ایک کو عقبی طرف جانا چاہئیے۔'' چوہان نے سر ہلاتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

''میں جاتا ہوں .... تم یہیں بیٹھو۔'' صدیقی نے دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔

''کوئی چکر ہو تو واچ ٹرانسمیٹر پر کاشن دے دینا.........''

چوہان نے کہا۔ اور صدیقی سر ہلاتا ہوا سڑک کراس کر کے کوٹھی کی سائیڈ گلی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

سائیڈ گلی کراس کر کے صدیقی کوٹھی کے عقب کی طرف مڑ کر ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ ابھی صدیقی کو مڑے ہوئے چند ہی

لمحے گزرے ہوں گے۔ کہ اچانک چوہان بری طرح اچھل پڑا۔ اس کی کلائی پر ضربیں لگنی شروع ہو گئی تھیں۔ اس نے چونک کر ڈائل پر نظر ڈالی۔ تو وہاں بارہ کا ہندسہ سرخ رنگ میں بڑی تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔

''اوہ.......... صدیقی خطرے میں گھر گیا ہے۔'' چوہان نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

دوسری طرف سے نعمانی بھی اتر آیا۔

''تم کچھ وقفہ دے کر میرے پیچھے آؤ.......... تاکہ میرا عقب آسانی سے سنبھال سکو۔'' چوہان نے مڑ کر نعمانی سے کہا۔ اور پھر خود تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس گلی میں داخل ہو گیا۔ جس میں کچھ دیر پہلے صدیقی گیا تھا۔ موڑ کے قریب پہنچ کر اس نے اپنی رفتار آہستہ کر لی۔ اور ساتھ ہی جیب سے ریوالور نکال لیا۔ لیکن دوسری طرف خاموشی

تھی۔ پھر وہ بلی کے سے انداز میں دبے پاؤں آگے بڑھا۔ گلی کا موڑ مڑ کر وہ کوٹھی کے عقب کی گلی میں پہنچ گیا۔ اور چوہان یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ گلی خالی پڑی ہوئی تھی اور اس طرف کوٹھی کی دیوار بھی خاصی اونچی تھی۔

چوہان حیران ہو گیا تھا کہ صدیقی کو کیا مشکل پیش آ گئی۔ صدیقی بھی کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ ابھی اس نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ اچانک اس کے قدموں تلے سے زمین یک لخت سرک گئی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا۔ وہ سر کے بل گہرائی میں گرتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک دھماکے سے کسی جال پر گرا۔ اور جال اس کے جسم کے ساتھ لپٹتا ہوا ایک طرف کو کھنچا چلا گیا۔ چوہان جال پر گرنے کی وجہ سے زخمی ہونے سے تو بچ گیا تھا۔ لیکن جال کچھ اس بری طرح اس کے جسم کے گرد لپٹا تھا کہ وہ اپنے آپ کو پوری طرح سنبھال ہی نہ

سکا۔ دوسرے ہی لمحے جال نے اسے چھوڑ دیا اور وہ ایک سخت سی جگہ پر گر گیا۔ چونکہ یہاں گہرائی زیادہ نہ تھی اس لیے نیچے گرتے ہی وہ تیزی سے اٹھا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے ہاتھ اوپر کو اٹھتے چلے گئے۔ کیونکہ اس کے سامنے چار مشین گنوں سے مسلح افراد موجود تھے۔ جن کی مشین گنوں کی نالیاں اسی کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔

ابھی چوہان نے ہاتھ اٹھائے تھے کہ اچانک گڑ گڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ اور پھر اس کمرے کی سائیڈ والی دیوار تیزی سے ہٹی اور نعمانی بھی چوہان کے سے انداز میں اس کمرے میں آ گرا۔ جال جو نعمانی کو لے آیا تھا تیزی سے ہٹ گیا تھا اور دیوار برابر ہو گئی تھی۔ نعمانی نے بھی سنبھل کر کھڑے ہوتے ہوئے ہاتھوں کو اوپر اٹھا دیئے تھے۔

چاروں مشین گن بردار خاموش کھڑے تھے۔ انہوں نے ان

دونوں سے ایک لفظ بھی نہ کہا تھا۔ صدیقی وہاں نظر نہیں آرہا تھا۔

ان دونوں کو بلیک روم میں پہنچا دو............" اچانک کمرے میں ایک سخت آواز گونجی۔ اور ایک مشین گن بردار نے ان دونوں کو سائیڈ کے دروازے کی طرف چلنے کا اشارہ کیا اور باقی مشین گن بردار گھوم کر ان کے پیچھے آ گئے۔ وہ دونوں چلتے ہوئے جیسے ہی اس بند دروازے کے قریب پہنچے' دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور وہ دونوں دروازہ کراس کر گئے۔ دروازہ کراس کرتے ہی وہ ایک بڑے سے ہال میں پہنچ گئے۔ جہاں صدیقی ایک ستون سے بندھا ہوا نظر آرہا تھا۔ اس حال میں اس کے قریب ہی مسلح افراد بھی موجود تھے۔ جب کہ سامنے رکھی ایک اونچی نشست کی کرسی پر ایک لمبا تڑنگا آدمی بیٹھا ہوا انہیں گھور رہا تھا۔ اس کا قد وقامت اور لباس تو وہی تھا جو سرخ کار والے کا تھا لیکن اس کی شکل دوسری تھی۔

”ان دونوں کو بھی باندھ دو............لیکن تلاشی لے کر اور اگر یہ کوئی حرکت کریں تو گولیوں سے چھلنی کر دو۔“ کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے انتہائی سخت لہجے میں مسلح افراد کو حکم دیتے ہوئے کہا اور پھر ان دونوں کو انتہائی پھرتیلے انداز میں نہ صرف ستونوں سے باندھ دیا گیا۔ بلکہ ان کی تلاشی لے کر ان کی جیبوں سے ریوالور بھی نکال لیے۔ اور ساتھ ہی ان کے ہاتھوں سے گھڑیاں بھی اتار لی گئیں

”اور تو کوئی ان کے پیچھے نہیں ہے ایگل............؟ کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے قریب کھڑے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں باس............کار میں صرف یہی تین افراد تھے۔ ہم نے چیک کر لیا ہے۔“ ایگل نے جواب دیتے ہوئے کہا اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

''تم کب سے ہمارے تعاقب میں تھے..........'' باس نے کرسی سے اٹھ کر صدیقی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''شیراز روڈ سے..........'' چوہان نے جواب دیا۔

باس تیزی سے چوہان کی طرف مڑ گیا۔

''اوہ..........تم لیڈر ہو'' باس نے چوہان کے قریب آ کر اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''ہاں..........یہی سمجھ لو'' چوہان نے بے باک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا تعلق کس پارٹی سے ہے..........'' باس نے پوچھا۔ لہجہ بے حد کرخت تھا۔

''ٹی پارٹی سے..........'' چوہان نے جواب دیا۔

''ٹی پارٹی..........کیا مطلب؟ یہ کون سی پاٹی ہے..........''

باس نے حیران ہو کر پوچھا۔

''تم نے کبھی چائے پی ہے..........''چوہان نے باس سے سوال کیا۔

''چائے.......... ہاں پی ہے۔ کیوں؟ کیا تم پاگل بننے کی کوشش کر رہے ہو۔'' باس نے کہا۔

''چائے پینے والے پاگل نہیں ہوتے مسٹر باس..........

بہر حال ہر چائے پینے والا ہماری پارٹی کا ممبر ہے۔ اس لحاظ سے تم بھی ہماری پارٹی کے ممبر ہو۔ یا ہم تمہاری پارٹی کے ممبر ہیں۔ ٹی پارٹی جو ہوئی۔'' چوہان نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیا۔

باس کافی دیر تک اسے گھورتا رہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ چوہان کو پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

''تم باتیں تو عمران جیسی کر رہے ہو..........لیکن تم عمران نہیں

ہو۔عمران کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔وہ قد و قامت میں تم سے مختلف ہے۔ورنہ ہوسکتا تھا۔مجھے میک اپ کا شک پڑ جاتا۔باس نے بڑ بڑاتے ہوئے کہا۔

''تم عمران کو جانتے ہو.........اس بار حیران ہونے کی باری چوہان کی تھی۔

''ہاں..........اچھی طرح جانتا ہوں۔وہ میرا بے تکلف دوست ہے۔اگر تم اس سے متعلق ہو۔تو مجھے بتا دو۔پھر تم میرے دوست ہو گے۔ورنہ دوسری صورت میں ابھی تمہاری ہڈیاں یہاں فرش پر بکھری ہوئی نظر آئیں گی۔''باس نے نرم لہجے میں کہا۔

''ہاں.........ہمارا تعلق عمران سے ہے۔''چوہان نے جواب دیا۔اور باس جا بے اختیار مسکرا دیا۔

''تو اس کا مطلب یہ ہوا۔کہ پرنس پارٹی دراصل عمران

ہے.........چلو یہ مسئلہ تو حل ہوا۔" باس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اور چوہان باس کا طنزیہ انداز سن کر چونک پڑا۔ اب اسے اپنی حماقت کا احساس ہوا تھا کہ وہ خواہ مخواہ باس کے چکر میں آ گیا ہے۔

"تم عمران سے کیسے رابطہ رکھتے ہو.........کیا عمران شیراز روڈ والی کوٹھی میں موجود تھا۔" باس نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"پہلے تم اپنا تعارف کراؤ۔ اس کے بعد میں جواب دوں گا۔" چوہان نے محتاط انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے نہیں جانتے.........صرف عمران جانتا ہے۔ اسی لیے تو پوچھ رہا ہوں کہ تم عمران سے کیسے رابطہ قائم کرتے ہو۔ تا کہ میں اس سے بات کر کے تمہارے متعلق تسلی کر لوں۔ ایسا نہ ہو کہ تم مجھے ڈاج دے کر بچ نکلو۔" باس نے کہا۔

’’تمہاری بات درست ہے..........میں تمہاری ٹرانسمیٹر پر بات کرا دیتا ہوں۔‘‘ چوہان نے جواب دیا۔

’’تم فریکوئینسی بتاؤ..........بات میں خود کرلوں گا۔‘‘ باس نے جواب دیا۔

نہیں..........میں خود بات کروں گا۔ یہ میری شرط ہے۔‘‘ چوہان نے ضد کرتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے..........لے آؤ ٹرانسمیٹر۔‘‘ باس نے مڑ کر ایگل سے کہا۔ اور ایگل سر ہلاتا ہوا ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری میں سے ایک وسیع رینج کا ٹرانسمیٹر اٹھایا۔ اور اسے لا کر کرسی کے ساتھ پڑی ہوئی میز پر رکھ دیا۔

’’اس کو آزاد کردو..........لیکن محتاط رہنا۔ اگر یہ کوئی حرکت کرنے کی کوشش کرے تو بے شک گولی مار دینا۔‘‘ باس نے واپس

کرسی کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔ اور ایگل کے اشارے پر دو آدمیوں نے آگے بڑھ کر چوہان کو رسیوں سے آزاد کر دیا۔

چوہان اطمینان سے قدم بڑھاتا ہوا باس کی طرف بڑھا۔ باس نے بڑی پھرتی سے جیب سے ریوالور نکال لیا۔

''دوستی کے دعوے بھی کرتے ہو..........اور ڈرتے بھی ہو۔''
چوہان نے اس کے قریب پہنچتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''احتیاط میری فطرت میں شامل ہے..........تم کال ملاؤ۔''
باس نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ اور چوہان میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کی جانب بڑھا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔

''اوہ..........یہ تو بی ون ٹرانسمیٹر نہیں ہے۔ ہمارا رابطہ صرف بی ون پر ہو سکتا ہے۔'' چوہان نے مڑتے ہوئے کہا۔

''شٹ اپ..........کال ملاؤ' جلدی۔ اب چکر دینے کی

کوشش نہ کرو۔" باس نے بھلائے ہوئے انداز میں کہا اور اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی چمک دیکھ کر چوہان سمجھ گیا کہ یہ عمران کا دوست نہیں ہوسکتا.........چنانچہ وہ بڑے اطمینان سے دوبارہ ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھا۔اس نے جھک کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ بٹن آن ہوتے ہی ٹرانسمیٹر میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔اور کئی بلب بیک وقت جلنے بجھنے لگے.........اسی لمحے چوہان بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے وہ باس کو اپنے سینے سے لگا کر پچھلی دیوار تک گھسیٹے لیے گیا۔ باس کا ریوالور اب اس کے ہاتھ میں تھا۔

"خبردار.........!میں گولی ماردوں گا۔" چوہان نے چیختے ہوئے کہا۔اور ہال میں موجود سب مسلح افراد حیرت سے بت بنے کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ان کے ذہن کے کسی خانے میں بھی یہ تصور نہ تھا کہ چوہان اتنے مسلح افراد کی موجودگی اور اپنے ساتھیوں

کے بندھے ہونے کے باوجود یہ حرکت کر گزرے گا۔

باس سنبھلتے ہی تیزی سے جھکا اور چوہان اس کے سر کے اوپر سے اٹھتا ہوا آگے کی طرف آیا۔ باس چوہان سے زیادہ طاقتور تھا۔ لیکن چوہان نے اس کے سر کے اوپر سے اٹھتے ہی تیزی سے پہلو بدل گیا اور پھر وہ باس کے آگے کی طرف گرنے کی بجائے سائیڈ میں کھڑے ہوئے ایگل سے ٹکرایا اور دوسرے لمحے ایگل کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن جھپٹتا ہوا وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اس نے فائر کھول دیا۔ اس نے کسی کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا تھا۔ اور مشین گن کی تیز ترین بوچھاڑ نے دوسرے ہی لمحے ایگل سمیت چھ افراد کو خون میں نہلا دیا۔ فائر کھولتے ہی چوہان ایک بار پھر بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور ساتھ بڑی ہوئی کرسی کے پیچھے دبک گیا۔ اور اس طرح وہ دوسری سائیڈ پر کھڑے ہوئے دو افراد کی بوکھلائے ہوئے انداز میں کی

جانے والی فائرنگ سے نہ صرف بچ گیا۔ بلکہ ان کی فائرنگ نے ایگل سمیت دو افراد کو فرش چاٹنے پر مجبور کر دیا۔ نیچے دبکتے ہی چوہان نے ایک بار پھر فائر کھولا اور اس بار وہ دونوں بھی لہرا کر زمین پر گرے۔ اسی لمحے باس نے جو بت بنا کھڑا تھا۔ تیزی سے اپنی لات گھمائی اور چوہان کے ہاتھ سے نہ صرف مشین گن نکلتی چلی گئی' بلکہ وہ پہلو کے بل فرش پر گرا۔ اس کے گرتے ہی باس تیزی سے ایک مشین گن پر جھپٹا جو پاس ہی پڑی ہوئی تھی لیکن چوہان نیچے گرتے ہی سپرنگ کی طرح اچھلا اور پوری قوت سے جھکے ہوئے باس سے جا ٹکرایا۔ وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گرے۔ باس نے ٹکراتے ہی بجلی کی طرح تڑپ کر چوہان کو اچھالا اور چوہان اس کے اوپر سے اچھل کر ایک طرف جا گرا۔ باس اس کے اوپر سے ہٹتے ہی کروٹ بدل گیا اور اس کے ہاتھ میں مشین گن آ گئی۔ مگر چوہان اس

صورت حال کے نتائج سے واقف تھا۔ جیسے ہی باس نے مشین گن جھپٹی چوہان کی لات قوس کی صورت میں گھومتی ہوئی باس کے پہلو میں پوری قوت سے پڑی اور اس کے حلق سے چیخ نکلی اور مشین گن اس کے ہاتھ سے دھکا کھا کر اور دور کھسک گئی۔ باس لات کھاتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ادھر چوہان بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اور اب وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے خالی ہاتھ کھڑے تھے' ان دونوں کے سانس تیز تیز چل رہے تھے۔ پھر باس نے پہلے حرکت کی اور اس نے چوہان پر چھلانگ لگائی۔ چوہان نے اس کے حملے سے بچنے کے لیے تیزی سے جسم کو دائیں طرف موڑا۔ لیکن باس لڑائی بھڑائی کے فن میں خاصا ماہر تھا۔ اس نے درمیان میں ہی اپنے جسم کو ٹرن دیا۔ اور اس کے دونوں گھٹنے پوری قوت سے چوہان کی ناف کے نیچے لگے اور چوہان کراہتا ہوا پشت کے بل فرش پر گرا۔ جب کہ

باس ضرب لگا کر مڑا اور دونوں ہاتھ فرش پر ٹکا کر ایک بار پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا چوہان ضرب کھا کر اس طرح گرا تھا کہ وہ فوری طور پر نہ کھڑا ہو سکا تھا، اس لیے باس کو اس پر برتری حاصل ہو گئی اور اس نے برق سی تیزی سے جھک کر چوہان کی دونوں ٹانگیں پکڑیں اور پھر پوری قوت سے اچھل کر وہ چوہان کی ٹانگوں کو اوپر کی طرف کرتے ہوئے زوردار جھٹکے سے چوہان کے جسم پر گرا۔ یہ ایک ایسا داؤ تھا کہ اس سے چوہان کی ریڑھ کی ہڈی یقیناً ٹوٹ جاتی اور وہ باقی ساری عمر مفلوج ہی رہ جاتا۔ اس داؤ کو مارشل آرٹ کا سب سے خطرناک داؤ سمجھا جاتا ہے اور عام طور پر اس سے بچنا ناممکن ہوتا تھا۔ لیکن چوہان اسے لمحے سمجھ گیا کہ باس کیا کرنا چاہتا ہے۔ جب وہ اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر اوپر کو اچھلا تھا تو چوہان نے پلک جھپکتے میں اپنے جسم کو فرش پر پڑے پڑے تیزی سے پہلو کے بل کر لیا۔ اور اس طرح باس

جو اس کے سینے پر گر رہا تھا۔ اس کے جسم کے زاویے کو بروقت بدل لینے کی وجہ سے پہلو بل گرا۔ چوہان کی ٹانگیں چونکہ ابھی تک اس کی گرفت میں تھیں اس لیے وہ بروقت انہیں چھوڑ نہ سکا۔ اور چوہان پہلو بدلتے ہی تیزی سے مڑا اور دونوں ہاتھ فرش پر ٹکا کر اس نے ایک زوردار جھٹکا آگے کو دیا اور اس جھٹکے کی وجہ سے گرتے ہوئے باس کے ہاتھ سے اس کی دونوں ٹانگیں چھوٹ گئیں۔ اور چوہان پلک جھپکنے میں اٹھ کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ جب کہ باس اتنی تیزی سے نہ اٹھ سکا۔ کیونکہ وہ پہلو کے بل پڑا ہوا تھا۔ اس بار برتری چوہان نے حاصل کر لی تھی۔ وہ اٹھ کر کھڑے ہوتے ہی تیزی سے باس کے پیروں کی طرف جھکا اور اس نے اس کے دونوں پیر پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا پیچھے کی طرف دیا۔ اور باس فرش پر سے گھسٹتا ہوا۔ اس ستون کے قریب جا گرا جس سے چوہان کو باندھا گیا تھا۔ اس کے اس طرح

دور گرتے ہی چوہان تیزی سے دوڑا اور اس نے بڑی پھرتی سے ایک مشین گن جھپٹ لی۔ اس نے باس کو دور پھینکا ہی اسی لیے تھا کہ اس کے اٹھ کر واپس آنے سے پہلے وہ مشین گن اٹھا لے۔

''اب اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ مسٹر باس.........بہت دیر اٹھک بیٹھک کر لی تم نے۔'' چوہان نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور باس سمجھ گیا۔ کہ وہ بازی ہار چکا ہے۔ وہ ڈھیلے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔

''اپنے ہاتھ اٹھا لو..........'' چوہان نے مشین گن کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ اور باس نے دونوں ہاتھ اٹھا دیئے' لیکن اسی لمحے وہ پلک جھپکنے میں اس موٹے ستون کی آڑ میں ہو گیا۔ اس کے ستون کی آڑ میں ہوتے ہی چوہان تیزی سے اس کی طرف دوڑا۔ لیکن جب وہ ستون کے پاس پہنچ چکا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ چوہان فائر کھولتا۔ باس دیوار میں یوں غائب ہو گیا جیسے دیوار ٹھوس

ہونے کی بجائے دھوئیں کی بنی ہوئی ہو۔ چوہان کی گولیاں دوسرے لمحے دیوار کے اسی حصے پر پڑیں۔ جہاں ایک لمحے پہلے باس غائب ہوا تھا لیکن گولیاں ٹھوس دیوار سے ٹکرا کر نیچے گر پڑیں اور چوہان حیرت سے آنکھیں پھاڑے کھڑا رہ گیا اسے حیرت تھی کہ باس اس ٹھوس دیوار سے کیسے پار ہو گیا۔

”جلدی کرو چوہان.......... پہلے ہمیں کھولو یہ پھر چیک کریں گے۔“ نعمانی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور چوہان ایک جھٹکے سے حیرت کے اس طلسم سے باہر نکل آیا۔ وہ تیزی سے مڑا اور اس نے بڑی پھرتی سے پہلے نعمانی کی رسیاں کھول دیں اور پھر وہ صدیقی کی طرف مڑا۔ اور چند لمحوں بعد صدیقی بھی رسیوں سے آزاد ہو چکا تھا۔

”تم نے آج کمال کر دیا چوہان.........شائد اس سے پہلے اتنی زیادہ خوفناک جنگ تم نے پہلے کبھی۔۔نہیں لڑی۔“ صدیقی نے

ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن کو جھپٹتے ہوئے کہا۔

''ابھی جنگ ختم کہاں ہوئی ہے..........''چوہان نے جواب دیا۔اور پھر وہ تیزی سے اس دروازے کی طرف بھاگا۔جو کرسی کے پیچھے نظر آرہا تھا۔یہ دروازہ لوہے کا تھا۔اور بند تھا۔دروازے کی ساخت بتارہی تھی کہ یہ کمرا ساؤنڈ پروف ہے۔ورنہ اتنی دیر تک شاید لڑائی کی نوبت ہی نہ آتی اوراس سے پہلے باس کے ساتھی فائرنگ کی آوازیں سن کراندر آچکے ہوتے۔صدیقی اور نعمانی بھی مشین گنیں اٹھا کراس کے پیچھے لپکے۔

چوہان نے دروازے کے لاک پر گولیوں کی بوچھاڑ کردی اور لاک کے پرزے اڑ گئے۔چوہان نے بڑی پھرتی سے دروازے کو اندر کی طرف کھینچااور دروازے کے پٹ کھلتے ہی وہ اچھل کر باہر راہداری میں آگیا۔راہداری خالی پڑی ہوئی تھی۔یہ راہداری ایک

طرف سے بند تھی۔ جب کہ دوسری طرف اس کا اختتام سیڑھیوں پر ہوتا تھا۔ سیڑھیاں بلندی کی طرف جارہی تھیں۔ ان کی اختتام پر ایک اور دروازہ نظر آرہا تھا۔ جو بند تھا۔ وہ تینوں راہداری میں دوڑتے ہوئے سیڑھیوں تک پہنچ گئے اور پھر سیڑھیوں پر چڑھنے کی بجائے پھیلا نگتے ہوئے اوپر والے دروازے کے قریب پہنچ گئے۔ اسی لمحے انہیں دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں اس دروازے کی طرف آتی سنائی دیں۔ اور چوہان نے ہاتھ اٹھا کر ان سب کو خاموش رہنے کے لیے کہا۔ نعمانی جھپٹ کر دوسری سائیڈ میں ہو گیا۔ جب کہ چوہان اور صدیقی ایک سائیڈ میں رکے ہے۔

دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں دروازے کے قریب آکر رک گئیں۔ آوازوں سے اندازہ ہوتا تھا۔ کہ آنے والے چار افراد ہیں۔ دروازے کا ہینڈل گھوما اور پھر ایک زوردار دھماکے سے

دروازے کے پٹ کھل گئے۔ اور چوہان اور نعمانی تو دروازوں کے پٹوں کے پیچھے چھپ گئے جب کہ صدیقی سامنے تھا۔ جیسے ہی دروازہ کھلا۔ صدیقی نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا فائر کھول دیا اور دروازے کے سامنے موجود دو افراد چیختے ہوئے پشت کے بل پیچھے گرے۔ اور صدیقی اسی طرح فائر کرتا ہوا بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر دروازے کو کراس کرتے ہوئے سامنے والی دیوار سے ٹکرایا۔ اور اس کے ساتھ ہی دو چیخیں اور ابھریں اور باقی دو بھی فائرنگ ہوتے ہی سائیڈ کی دیوار سے چپکے تھے۔ صدیقی کی بے پناہ پھرتی کی وجہ سے اس پر فائرنگ کھولنے سے پہلے ہی گولیوں کا نشانہ بن گئے۔

''گڈ شو..........صدیقی۔'' چوہان اور نعمانی نے بیک آواز ہو کر کہا اور وہ دونوں بھی دروازے کی آڑ سے نکل کر دوسری راہداری میں آ گئے۔ یہ راہداری دائیں طرف کو جا رہی تھی۔ وہ تینوں تیزی سے

اس طرف بڑھے۔ راہداری آگے جا کر مڑ گئی اور پھر موڑ مڑتے ہی وہ ایک کھلے ہوئے دروازے کے قریب پہنچ گئے۔ دروازے کے قریب پہنچتے ہی انہیں دور کسی کے زور زور سے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ آواز اسی باس کی لگتی تھی۔ اس آواز کو سنتے ہی وہ محتاط ہو کر اس طرف بڑھے۔ یہ آواز دروازے کی سائیڈ میں بنے ہوئے ایک کمرے سے آ رہی تھی۔ جس کے سامنے ایک برآمدہ تھا۔ اور برآمدے کے سامنے پورچ میں وہی سرخ کار کھڑی نظر آ رہی تھی۔ جس کا تعاقب کرتے ہوئے وہ یہاں تک پہنچے تھے۔

کمرے کا دروازہ بند تھا۔ لیکن ان کے وہاں پہنچتے ہی دروازہ ایک زوردار دھماکے سے کھلا۔ اور ایک نوجوان اچھل کر کمرے سے باہر آیا۔ اور اسی لمحے نعمانی نے جو سائیڈ میں کھڑا تھا۔ اسے تیزی سے واپس اندر کی طرف دھکا دیا۔ اور وہ نوجوان پشت کے بل اندر

جا گرا۔ اور اس کے ساتھ ہی نعمانی اور صدیقی دونوں کمرے کے اندر داخل ہو گئے۔ سامنے ہی وہی باس حیرت سے آنکھیں پھاڑے ہوئے کھڑا تھا۔

"اب کیا خیال ہے..........کون سی دیوار میں گھسو گے۔" نعمانی نے چیختے ہوئے کہا۔

مگر اسی لمحے باس اپنے سامنے پڑی ہوئی میز کے نیچے غراپ سے جھکا۔ مگر وہ شاید میز کی سائیڈ میں ہونا چاہتا تھا مگر اپنے لمبے قد کی وجہ سے یہ اس سے بہت بڑی حماقت ہوئی تھی کیونکہ وہ فائر کرنے کے وقفے سے پہلے پوری طرح میز کے پیچھے نہ چھپ سکا۔ اور اس کا سر میز کی سطح کے برابر اجیسے ہی آیا۔ صدیقی اور نعمانی کی مشین گنوں نے بیک وقت گولیاں اگل دیں اور باس کی کھوپڑی کے پرخچے اڑ گئے۔

اسی لمحے ان دونوں کے درمیان سے دروازے کی طرف فائر ہوا

اور فرش سے اٹھتا ہوا وہ نوجوان دوبارہ فرش پر گر گیا۔ جسے نعمانی دھکیل کر اندر آیا تھا۔ یہ فائرنگ چوہان نے کی تھی۔

''میرا خیال ہے.........اب ہمیں نکل جانا چاہیے......''
چوہان نے تیز لہجے میں کہا۔

''پہلے چیک کر لیں.........کوئی اور تو نہیں ہے۔'' نعمانی اور صدیقی نے باہر آتے ہوئے کہا۔

اور وہ دونوں تیزی سے ادھر ادھر پھیل گئے۔

چوہان بڑے چونکنے انداز میں وہیں برآمدے میں کھڑا رہا۔ اور ادھر ادھر دیکھتا رہا۔

''کوئی نہیں ہے.........کوٹھی خالی پڑی ہے۔'' صدیقی اور نعمانی نے واپس آتے ہوئے کہا۔

میرا خیال ہے۔ ہمیں کوٹھی کی تلاشی لے لینی چاہئے.........تا

کہ عمران صاحب کے لیے کچھ تو لے جائیں۔ میرا تو اس باس کو زندہ لے جانے کا خیال تھا۔ لیکن ....'' چوہان نے انہیں کہا۔

''سچویشن ہی ایسی بن گئی تھی..........بہر حال ٹھیک ہے۔ تلاشی لے لیتے ہیں۔'' صدیقی نے کہا

اور وہ ایک بار پھر اسی کمرے میں داخل ہوئے۔ جس میں باس اور اسی نوجوان کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ ادھر چوہان سوچ رہا تھا۔ کہ نجانے عمران کا کیا ردعمل ہو۔ اس نے تو صرف نگرانی کے لیے کہ تھا۔ جب کہ انہوں نے اس کی ہدایت سے آگے بڑھ کر ایکشن لے لیا تھا۔

''وائٹ پینتھرز..........یہ وائٹ پینتھرز کا ہیڈ کوارٹر لگتا ہے۔ یہ دیکھو۔ یہ مخصوص بیج۔ اس پر وائٹ پینتھرز لکھا ہوا ہے۔ یہ اس باس کی جیب سے نکلا ہے۔'' صدیقی نے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے

کہا۔

''اگر یہ ہیڈ کوارٹر ہے.........تو پھر جلدی سے یہاں سے نکل چلو۔ کہیں ان کے اور ساتھی نہ آ جائیں۔'' چوہان نے بیچ دیکھتے ہوئے کہا۔ اور وہ تیزی سے پھاٹک کی طرف دوڑے۔ اور پھر پھاٹک کی ذیلی کھڑکی سے باہر نکل کر وہ اپنی کار کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

جوڈش کی آنکھ کھلی۔ تو اس نے اپنے آپ کو ہسپتال کے ایک کمرے میں پڑا ہوا پایا۔ اس کے سارے جسم پر ڈریسنگ ہوئی ہوئی تھی۔ پہلے تو اس کا ذہن ماؤف رہا اور اس کے ذہن میں یہ بات ہی نہ آرہی تھی کہ آخر وہ یہاں کیسے پہنچ گیا اور اس کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ اس کا شعور اور یادداشت جاگ اٹھی اور پھر اسے ڈاکٹر داور کو مضافاتی مکان میں لے جانے اور پھر ڈاکٹر داور کا وہاں سے اغوا سے لیکر اس کے کار میں بیٹھ کر اسے بیک کرنے تک سب کچھ یاد آ گیا۔ اسے آخری منظر بس یہ یاد تھا کہ جیسے ہی اس نے کلچ چھوڑ کر

ایکسیلیٹر کو دبایا تھا۔ ایک خوف ناک دھماکہ ہوا تھا۔ اس کے بعد کیا ہوا تھا۔ یہ اسے یاد نہ تھا۔

بہر حال اب اپنے آپ کو ہسپتال میں دیکھ کر وہ اتنا سمجھ گیا تھا کہ اس خوفناک دھماکے کے باوجود وہ زندہ بچ نکلا ہے' اس نے کمبل کے اندر اپنے جسم کو ہلانا شروع کیا۔ اور یہ دیکھ کر اس کے جسم میں قوت کی ایک نئی لہر دوڑتی چلی گئی۔ کہ وہ نہ صرف زندہ تھا بلکہ وہ پوری طرح حرکت بھی کر سکتا تھا۔

''آپ کو ہوش آ گیا مسٹر ....؟'' اچانک ایک شیریں آواز اس کے کانوں میں پڑی۔ اور اس نے چونک کر ادھر دیکھا۔ کمرے کے دروازے پر ایک خوب صورت سی نرس کھڑی مسکرا رہی تھی اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھا۔ وہ قدم بڑھاتی ہوئی اس کے قریب آئی اور اس نے ٹرے کو قریبی تپائی پر رکھ کر پر مسرت انداز میں اس کے

بازو پر تھپکی دی۔

''آپ کا زندہ بچ جانا ہی حیرت انگیز ہے۔ اور........اس سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ آپ کے جسم میں کوئی فریکچر بھی نہیں ہوا۔ البتہ زخم اور خراشیں آئی ہیں۔۔'' نرس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا کار تباہ ہوگئی ہے.........؟'' جوڈش نے پوچھا۔

''ہاں.........بتایا تو یہی گیا ہے کہ کار کے پرخچے اڑ گئے ہیں۔ البتہ پولیس والے یہ ذکر کر رہے تھے کہ دھماکے کے ساتھ ہی ڈرائیونگ سیٹ والا دروازہ کھل گیا تھا اور آپ سیٹ سمیت ہی اڑ کر باہر جا گرے تھے۔ اور شاید آپ اسی لیے بچ گئے تھے۔ بہرحال یہ آپ کی خوش قسمتی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ سٹیرنگ دھماکے کے ساتھ ہی فولڈ ہو کر اندر گھس گیا تھا۔ کیا آپ کی کار خصوصی طور پر بنوائی گئی تھی۔.......'' نرس نے پوچھا۔ وہ شاید بے حد باتونی واقع ہوئی

تھی۔

جی ہاں.........خاص طور پر بنوائی گئی تھی.........حادثے کی صورت میں ہوائی جہاز کے پائلٹ سیٹ کی طرح وہ سیٹ بھی سائیڈ میں نکل جاتی تھی۔'' جوڈش نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اب اسے معلوم ہو گیا تھا کہ اس کی زندگی اور ہڈیاں بچ جانے کی وجہ اس کی یہی احتیاط تھی۔ جو اس نے مخصوص گاڑی کو آرڈر دیتے وقت کی تھی۔

''بہر حال.........آپ کو جلد ہی ہوش آ گیا ہے۔ سارجنٹ موجود ہے۔ وہ آپ کا بیان لینا چاہتا ہے۔'' نرس نے کہا اور کمرے میں موجود تپائی سے ٹرے اٹھا کر اس کا جواب سنے بغیر تیزی سے قدم اٹھاتی دروازے سے باہر نکل گئی۔ اور چند ہی لمحوں بعد دروازہ دوبارہ کھلا اور ایک پولیس سارجنٹ ہاتھ میں شارٹ ہینڈ نوٹ بک پکڑے اندر داخل ہوا۔ وہ بڑی ہی عجیب نظروں سے جوڈش کو دیکھ رہا تھا۔

جیسے وہ خواہ مخواہ زندہ بچ نکلا ہے۔ مر جاتا تو اسے بیان لینے کی زحمت تو گوارا نہ کرنی پڑتی۔

ہیلو.........زندہ اور صحیح سلامت بچ نکلنے پر مبارکباد۔''

سارجنٹ نے اوپری دل سے کہا۔

شکریہ سارجنٹ.........''جوڈش نے مسکراتے ہوئے سارجنٹ کو جواب دیا۔

''میں تمہارا بیان لینے کے لیے کب سے باہر بیٹھا ہوا سوکھ رہا ہوں.........''سارجنٹ نے قریب پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے برا سا منہ بنا کر کہا۔

''اوہ.........تمہیں زحمت ہوئی سارجنٹ۔ ویسے میں خود پولیس سٹیشن پہنچ جاتا۔ ہر شہری کو پولیس سے مکمل تعاون کرنا چاہیئے۔''

جوڈش نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اس کے اس جواب سے سارجنٹ کے چہرے پر چھائی ہوئی بیزاری قدرے دور ہو گئی۔ اور اس کی جگہ ہلکی سی مسکراہٹ نے لے لی۔ جیسے اسے جوڈش کی بات بے حد پسند آئی ہو۔

''اوکے.........تم سمجھ دار آدمی ہو۔ پہلے یہ سن لو کہ تمہاری جیبوں سے ہمیں کچھ نہیں ملا۔ نہ شناختی کارڈ نہ کوئی کاغذ صرف رقم کی ایک موٹی گڈی اور سکے موجود تھے۔ تمہارے مکان کو بھی چیک کیا گیا ہے۔ لیکن وہاں سے بھی کچھ نہیں ملا۔ تم شاید اس مکان کو استعمال نہیں کرتے تھے۔'' سارجنٹ نے اپنی معلومات اگل دیں۔ اور جوڈش ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

اس کی یہ عادت تھی کہ وہ ہمیشہ اپنی جیب خالی رکھتا تھا حتیٰ کہ ریوالور تک نہ رکھتا تھا۔ تاکہ کسی بھی صورت حال میں پولیس اس سے مشکوک نہ ہو جائے۔ ایمرجنسی کے لیے اس کے پاس ایک پین

پستول تھا۔ جو بظاہر ایک عام سا فاؤنٹین پین تھا۔ لیکن دراصل وہ انتہائی اعلیٰ درجہ کا آٹومیٹنک پستول تھا۔ اور خاصا مہلک تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یا تو وہ پین پستول اس کی جیب سے نکل کر کہیں گر گیا ہوگا۔ اور پولیس کی نظروں میں نہ چڑھا ہوگا۔ یا پھر انہوں نے اسے عام سا قلم سمجھ کر نظر انداز کر دیا ہوگا۔

''میرا نام ڈیوڈ ہے.........ویسٹرن جرمنی کا شہری ہوں۔ یہ مکان میرے ایک دوست پروفیسر کی ملکیت ہے۔ اس کی چابی عارضی طور پر اس نے مجھے دے رکھی ہے۔ گاڑی بھی پروفیسر سارش کی ہے۔ میں یہاں ایک بزنس کانفرنس میں شرکت کے لیے آیا ہوں۔'' جوڈش نے سارجنٹ کو تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ پروفیسر سارش کون ہے.........اس کا پتہ۔'' سارجنٹ نے سوال کیا۔

''پروفیسر سارش یہاں کی ڈیفنس لیبارٹری کا انچارج ہے......اس کا عہدہ صدر مملکت کے بعد سب سے بڑا ہے۔اور رہائش گاہ بھی وہیں ڈیفنس لیبارٹری کی کالونی میں ہے۔اور میرا کلاس فیلو رہا ہے۔'' جوڈش نے سارجنٹ کو جواب دیتے ہوئے کہا اور صدر مملکت کے بعد سب سے بڑے عہدے کا نام سنتے ہی سارجنٹ کے چہرے پر پہلے سے بھی زیادہ نرمی کے آثار اُمڈ آئے تھے۔

''آپ کی کار کس نے تباہ کی ہے؟......سارجنٹ نے جوڈش سے پوچھا۔

''مجھے تو بالکل ہی معلوم نہیں......بس میں تو کار میں بیٹھ کر اسے بیک کر رہا تھا۔کہ دھماکہ ہوا اور اس کے بعد میری آنکھ یہاں کھلی۔'' جوڈش نے کہا۔

"ویسے یہ گاڑی خصوصی نوعیت کی ہے۔اس کی ڈرائیونگ سیٹ مخصوص میکنزم سے کام کرتی ہے۔حادثے کی صورت میں سٹیرنگ فولڈ ہو جاتا ہے اور سیٹ خود بخود سائیڈ سے باہر نکل جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ بچ گئے اور دوسری وجہ یہ کہ بم کار کے پچھلے حصے میں ڈیفرنشل پر لگایا گیا تھا۔اس لیے کار کے اگلے حصے کو زیادہ نقصان نہیں پہنچا........" سارجنٹ نے جواب دیا۔اور جوڈش نے سر ہلایا۔اب وہ سمجھ گیا تھا کہ بم بیک کرتے وقت کیوں پھٹا تھا۔کار تباہ کرنے والوں نے خاص ذہانت سے کام لیا تھا۔

انہیں معلوم تھا کہ اگلے حصے میں بم لگانے کی صورت میں کہیں وہ اس کی نظروں میں نہ آجائے۔ہو سکتا تھا کہ وہ کار کا بونٹ اٹھا کر انجن چیک کرتا۔انہیں معلوم تھا کہ کار بیک ہوئے بغیر گیٹ سے باہر نہ نکلے گی۔اس لیے انہوں نے پچھلے حصے کے ڈیفرنشل پر بم فٹ کر دیا۔

چنانچہ بیک کرنے سے وہ آپریٹ ہوا۔ اور پھر ایک سائیڈ دبنے سے
پھٹ گیا۔ اب انہیں کیا معلوم تھا کہ کار خصوصی طور پر بنوائی گئی ہے۔
''بہر حال ابھی زندگی تھی کہ بچ گیا ہوں'' .... اور ظاہر ہے
پروفیسر سارش کا تعلق ڈیفنس لیبارٹری سے ہے۔ اور وہ ملک کے
سب سے بڑے سائنس دان ہیں۔ ان کی گاڑی کو خصوصی طور پر بنوایا
گیا ہو گا۔'' جوڈش نے جواب دیا۔

''اوکے .... اب تو میں جاتا ہوں۔ ابھی ہم نے اس
حادثے کے بارے میں مزید تفتیش کرنی ہے۔ آپ ہسپتال سے
فارغ ہو کر کہاں جائیں گے۔ تاکہ اگر ضرورت پڑے تو آپ سے
رابطہ قائم کیا جا سکے۔'' سارجنٹ نے کاپی بند کرتے ہوئے پوچھا۔
''ظاہر ہے پروفیسر سارش کے پاس ہی جاؤں گا۔'' .... اور
ابھی انہیں شاید اس حادثے کی اطلاع نہیں ملی۔ ورنہ وہ خود یہاں

آتے۔ جوڈش نے جواب دیا۔

جوڈش کے جواب پر سارجنٹ سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی جوڈش پہلے تو اٹھ کر بیٹھ گیا۔ حرکت کرنے کی وجہ سے اس کے جسم میں درد کی تیز لہر سی دوڑ گئی۔ لیکن اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اور پھر وہ آہستہ آہستہ بیڈ سے نیچے اتر آیا۔ درد کی لہریں تیز ہو گئیں۔ لیکن اس نے اپنے دانت بھینچ کر انہیں برداشت کیا۔

”ارے۔ ارے.........آپ‘ آپ اٹھ کیوں کھڑے ہوئے لیٹ جائیے۔ ابھی آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔“ اچانک دروازہ کھلا اور ایک ڈاکٹر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”نہیں ڈاکٹر.........میں ٹھیک ہوں۔ میں نے ایک انتہائی ضروری کانفرس میں شرکت کرنا ہے۔ اور اس کانفرنس پر بزنس کا

انحصار ہے۔اب بچ گیا ہوں۔تو یہ موقع تو نہ ضائع کروں گا۔

''جوڈش نے کہا۔

''اوہ.........بہرحال لیٹ جائیے۔میں آپ کو ایک انجکشن لگا دیتا ہوں۔اس سے آپ کے جسم میں طاقت آجائے گی۔باقی انجکشن آپ گھر میں بھی لگوا سکتے ہیں۔''ڈاکٹر نے کہا اور جوڈش طویل سانس لیتا ہوا واپس بیڈ پر لیٹ گیا.........وہ اب جلد از جلد اس ہسپتال سے نکل جانا چاہتا تھا۔کیونکہ اس نے سارجنٹ کو ساری کہانی فرضی سنائی تھی۔اور اسے معلوم تھا کہ جس وقت سارجنٹ نے پروفیسر سارش سے ملنے کی کوشش کی۔اس کا بھانڈہ پھوٹ جائے گا۔اور اس کے بعد ظاہر ہے کہ پولیس کے چنگل سے بچ نکلنا ناممکن ہو جائے گا۔

ڈاکٹر نے اسے ایک کی بجائے دو مختلف انجکشن لگائے۔اور ان انجکشنوں کے لگتے ہی جوڈش کو واقعی یہی محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں

نئی قوت بھر گئی ہو۔

''یہ لیجیے........ آپ بعد میں انجکشن لگوا لیجیے۔ اب آپ فارغ ہیں۔'' ڈاکٹر نے ایک کاغذ پر نسخہ لکھ کر جوڈش کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور جوڈش نے ڈاکٹر کا شکریہ ادا کیا۔

اس بار جب وہ اٹھ کر کھڑا ہوا۔ تو واقعی اس کی حالت کافی حد تک اطمینان بخش تھی۔ ہسپتال کا لباس اتار کر اور اپنا لباس پہن کر وہ رجسٹرار وارڈ سے ڈسچارج سلپ لے کر ہسپتال سے باہر آ گیا۔ چند لمحوں بعد اسے خالی ٹیکسی مل گئی۔

''گلستان کالونی لے چلو........'' جوڈش نے پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے گاڑی آگے بڑھا دی۔

شیراز روڈ والی کوٹھی اب اس کے لیے بیکار ہو چکی تھی' اسے معلوم

تھا کہ جوانا وہاں سے یقیناً نکل گیا ہو گا۔ اور جوڈش اپنی محتاط فطرت کی وجہ سے ہر اس جگہ سے دور بھاگتا تھا۔ جہاں ایک بار بھی کسی مخالف کا سایہ پڑ چکا ہو۔ یہی وجہ تھی کہ وہ جہاں بھی کسی مشن کے لیے جاتا تھا۔ پہلے مختلف علاقوں میں رہائش گاہوں کا بندوبست کرتا تھا۔ چاہے اسے ان کے استعمال کی ضرورت پڑے یا نہیں۔ لیکن وہ انہیں اپنے پاس رکھتا ضرور تھا۔ یہاں اس نے شیراز روڈ والی کوٹھی کے علاوہ مضافاتی مکان اور گلستان کالونی میں بھی ایک کوٹھی حاصل کر رکھی تھی۔

تھوڑی ہی دیر بعد ٹیکسی گلستان کالونی میں داخل ہوئی۔ اور اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو چوک پر ہی فارغ کر دیا۔ اور ٹیکسی کے آگے بڑھ جانے کے بعد وہ محتاط انداز میں ادھر ادھر دیکھتا ہوا کوٹھی نمبر ایک سو بارہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے کوٹھی کے گیٹ پر پڑا ہوا نمبروں والا تالا کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ کوٹھی میں کوئی آدمی نہ تھا۔ البتہ حفظِ

ماتقدم کے طور پر ایک کرایہ پر حاصل کی گئی کار گیٹ میں پہلے ہی سے کھڑی کی گئی تھی۔

جوڈش تیز تیز قدم اٹھاتا ڈرائنگ روم میں پہنچا اور سب سے پہلے اس نے وہاں پر موجود ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

''یس ....راشیل سپیکنگ۔'' دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

''راشیل ....میں جوڈش بول رہا ہوں۔'' جوڈش نے نرم لہجے میں کہا۔

''اوہ جوڈش تم ....خیریت۔ کیسے یاد آ گیا میں۔'' راشیل نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''راشیل ....تمہارے لیے ایک کام ہے۔ معاوضہ معقول

ملے گا۔ لیکن کام فوراً کرنا ہے۔'' جوڈش نے کہا۔

''معاوضہ معقول ہو۔ تو.......... دنیا کی کوئی بھی طاقت راشیل کو اس کام سے نہیں روک سکتی۔'' راشیل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک سرخ رنگ کی کار کو تلاش کرنا ہے.......... اور اس کار کا نمبر الیف۔ جے۔ الیف' زیرو' ٹو' زیرو' ون ہے۔'' جوڈش نے کہا۔

''تلاش کرنے سے کیا مقصد ہے.......... تفصیل سے بتاؤ۔'' راشیل نے پوچھا۔

''اس کار کا مالک کون ہے.......... اور اس وقت یہ کار کہاں موجود ہے۔'' جوڈش نے جواب دیا۔

''او۔ کے.......... کتنا ٹائم دے رہے ہو۔ سوچ لینا۔ تم جانتے ہو۔ میرا معاوضہ وقت کے مطابق ہوتا ہے۔ وقت کم دو گے۔ تو

معاوضہ زیادہ ہوگا۔" راشیل نے کہا۔

"زیادہ سے زیادہ آدھا گھنٹہ........معاوضے کی فکر نہ کرو۔ جو مرضی آئے لے لینا۔" جوڈش نے جواب دیا۔

چلو........ایسے ہی سہی۔ مجھے اپنے گروپ کے تمام افراد کو اس مشن پر لگانا پڑے گا۔ بہر حال آدھے گھنٹے بعد مجھے فون کر لینا۔" دوسری طرف سے راشیل نے کہا۔

اور جوڈش نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اسے یقین تھا کہ راشیل آدھے گھنٹے سے بھی کم وقت میں یہ مشن مکمل کرے گا۔ وہ اس کے وسیع و عریض گروپ کو جانتا تھا۔ وہ پہلے فوری طور پر رجسٹریشن آفس سے اس کے مالک کا پتہ کرے گا۔ اور پھر اس کے آدمی چند ہی لمحوں میں وہاں پہنچ جائیں گے۔ اور اگر وہاں کار نہ ہوئی تو وہ وہاں کے کسی آدمی کو مار پیٹ کر اس سے معلوم کر لیں گے........راشیل کا گروپ

کام ہی یہی کرتا تھا۔

اور پھر اس نے بڑی بے چینی کے عالم میں آدھا گھنٹہ گذارا آدھے گھنٹے بعد اس نے دوبارہ راشیل کے نمبر ڈائل کیے۔

''یس.........راشیل سپکنگ۔'' دوسری طرف سے راشیل کی آواز سنائی دی۔

''جوڈش بول رہا ہوں.........کیا رپورٹ ہے۔'' جوڈش نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارا کام ہو گیا ہے.........اس کار کا مالک رافیل نامی ایک شخص ہے۔ اور کار اس وقت اس کی کوٹھی واقع گلستان کالونی میں موجود ہے.........کوٹھی نمبر آٹھ سو دس گلستان کالونی۔'' راشیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ.........ویری گڈ۔ کتنا چیک بھیج دوں۔'' جوڈش نے خوش

ہوتے ہوئے کہا۔

''صرف ایک ہزار ڈالر کا.........کام آسانی سے ہو گیا ہے' اس لیے مہنگا نہیں پڑا۔'' راشیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اوکے........چیک پہنچ جائے گا۔ میں بنک کو ہدایت کر دیتا ہوں۔ رقم اسی اکاؤنٹ میں بھیجوں۔ جس میں پہلے رقوم بھیجی جاتی تھیں.........'' جوڈش نے پوچھا۔

''ہاں' بالکل.........شکریہ۔'' دوسری طرف سے راشیل نے جواب دیا۔

جوڈش نے اوکے کہہ کر کریڈل دبایا۔ اور پھر دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

''لیس.........گرینڈ لے بنک۔'' دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی آواز سنائی دی۔

''میں اکاونٹ ہولڈر نمبر فور' تھری' فور' تھری' ون' زیرو' ون سیکشن الیون ڈلیش تھری سکس بول رہا ہوں.........'' جوڈش نے اپنا اکاؤنٹ تفصیل سے دہراتے ہوئے کہا۔

''یس.........ہم کیا خدمت کر سکتے ہیں.........'' دوسری طرف سے فوراً پوچھا گیا۔

''لٹر ٹی بنک کی مین برانچ کے اکاؤنٹ نمبر الیون تھرٹی سیکشن الیون تھرٹی میں ایک ہزار ڈالر ٹرانسفر کر دیجئے.........'' جوڈش نے جواب دیا۔

''او کے.........ابھی کر دیتے ہیں.........اور کوئی حکم.........'' دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''تھینک یو.........'' جوڈش نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

اب اسے اطمینان تھا کہ ایک ہزار ڈالر راشیل کے اکاؤنٹ میں

ٹرانسفر ہو جائیں گے۔ وہ ایسے معاملات میں زبان کا بے حد پابند رہتا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر اس سے ذرا سی بھی کوتاہی ہو گئی تو پھر آئندہ اس کے لیے معلومات حاصل کرنا مسئلہ بن جائے گا۔ اس لیے اس نے پہلے یہی کام کیا تھا۔

رسیور رکھ کر وہ ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری میں لٹکی ہوئی ایک جیکٹ اتاری۔ اور پھر اپنا کوٹ اتار کر اس نے وہ جیکٹ پہنی۔ اور کوٹ اس جیکٹ کے اوپر پہن لیا۔

یہ اس کی مخصوص جیکٹ تھی۔ جس میں ہر قسم کی سچویشن کے لیے مطلوبہ سامان جیکٹ کی خفیہ جیبوں میں رہتا تھا۔ اس کے بعد وہ تیزی سے باہر لان میں آیا اور سائیڈ میں بنے ہوئے گیراج کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ گیراج میں ایک کار موجود تھی۔

چند لمحوں بعد ہی وہ اس کار میں سوار گلستان کالونی میں گھوم رہا

تھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی اس نے کوٹھی نمبر آٹھ سو دس کو تلاش کر لیا۔

اس نے اپنی کار کوٹھی نمبر آٹھ سو دس سے ذرا فاصلے پر روکی اور پھر خود نیچے اتر کر کوٹھی کی سائیڈ والی گلی سے ہوتا ہوا عقبی سمت کی طرف چلا گیا۔ کوٹھی کی پچھلی دیوار زیادہ بلند نہ تھی۔ جوڈش پہلے تو ادھر ادھر کا جائزہ لیتا رہا۔ اور پھر مطمئن ہونے کے بعد اس نے اچھل کر دیوار کے کنارے پر ہاتھ رکھے۔ اور دوسرے ہی لمحے وہ اپنے بازوؤں کے بل اوپر اٹھتا ہوا دیوار کے اوپر پہنچ گیا۔ ایک لمحے کے لیے اس نے کوٹھی کا اندر سے جائزہ لیا۔ یہ کوٹھی کی عقبی سمت تھی۔ اور اس طرف کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

وہ اندر کود گیا۔ اس کے کودنے سے ہلکا سا دھما کا ہوا۔ لیکن وہ کودتے ہی کوٹھی کی اونچی باڑ میں پیچھے کی طرف دبک گیا تھا اور جب

دوسری طرف کچھ دیر خاموشی طاری رہی تو وہ باڑ کے پیچھے سے نکل کر آہستہ آہستہ عمارت کے عقبی سمت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ابھی وہ عمارت کے قریب ہی پہنچا تھا کہ اچانک ٹھٹھک کر رک گیا۔ دوسری طرف عمارت میں مشین گن کی تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ فائرنگ کی آواز چند لمحوں بعد ہی ختم ہو گئیں۔

جوڈش ان آوازوں کو سنتے ہی تیزی سے کوٹھی کی ایک سائیڈ کی طرف بھاگا۔ وہ اب اس سائیڈ سے ہو کر کوٹھی کے سامنے کے رخ کی طرف جانا چاہتا تھا۔

جیسے ہی جوڈش سائیڈ سے ہوتا ہوا سامنے کے رخ پر پہنچا۔ تو اس نے پھاٹک پر اسی سرخ رنگ کی کار کو کھڑے ہوئے دیکھا۔ کار کے ساتھ ہی جوانا کھڑا تھا۔ جوانا نے پیچھے کی طرف فائر کیا۔ اور جوڈش کو برآمدے میں کسی کے چیخنے اور پھر زمین پر گرنے کی آواز سنائی

دی.........اور پھر اچانک جوانا نے پھاٹک کھولا اور وہ تیزی سے واپس آ کر کار میں گھس گیا۔ کار تیزی سے کھلے پھاٹک سے باہر نکلی کہ اچانک ایک بار پھر اس پر فائر ہوا۔ لیکن کار اس دوران تیزی سے بائیں طرف مڑ گئی تھی۔ جوڈش چونکہ جوانا کو دیکھ چکا تھا۔ اس لیے اس نے اب وہاں رکنا فضول سمجھا۔ وہ تیزی سے واپس ہوا اور پھر ایک ہی چھلانگ میں وہ عقبی دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف کود گیا۔

گینڈے جیسی جسامت کا مالک بلیک ڈاگ اپنے دفتر میں بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ اسے وائٹ پینتھرز کے ہیڈ کوارٹر کے تباہ ہونے کی اطلاع مل گئی تھی۔ لیکن ڈاکٹر داور کا کہیں پتہ نہ چل رہا تھا۔ اور نہ ہی اس جوڈش کا۔ جس کے قبضے میں ڈاکٹر داور تھا.........اس کی پوری ٹیم شہر میں ماری ماری پھر رہی تھی۔ لیکن وقت گزرتا جا رہا تھا۔ اور وہ دونوں ہی غائب تھے۔

''آخر یہ لوگ کہاں غائب ہو گئے ہیں۔'' بلیک ڈاگ نے غصے کی شدت سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی سی آواز گونجنے لگی۔

''یس.........بلیک ڈاگ.........'' بلیک ڈاگ نے اس کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

''باس.........میں ہنری بول رہا ہوں.........ہم نے ڈاکٹر داور کو ٹریس کر لیا ہے۔ جوڈش اسے ایک کار میں ڈالے ایک مضافاتی علاقے کی طرف لے جا رہا تھا۔ ایک کراسنگ پر اتفاق سے ہماری نظریں پچھلی سیٹ پر پڑے ہوئے ڈاکٹر داور پر پڑ گئیں۔ جسے کار کی پچھلی سیٹ پر بیلٹ سے باندھ کر لٹایا ہوا تھا۔ ہم بڑی احتیاط سے جوڈش کا تعاقب کر رہے ہیں اوور۔'' ہنری نے تفصیل سے جواب دیا۔

''ویری گڈ.........فوراً جوڈش کو ہلاک کر کے ڈاکٹر داور کو لے

آؤ۔ اوور۔“ بلیک ڈاگ نے اطمینان کی طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”باس .... جب وہ کسی ٹھکانے پر پہنچ جائے گا۔ تب ہی ہم اس پر ہاتھ ڈالیں گے۔ ورنہ ہو سکتا ہے۔ کہ جوڈش کے ساتھ ڈاکٹر داور بھی ہلاک ہو جائے‘ اوور۔“ ہنری نے باس کو جواب دیا۔

”اوہ نہیں .... ڈاکٹر داور کو ہر قیمت پر زندہ حاصل کرنا ہے۔ ہر قیمت پر۔ اگر وہ مر گیا تو سارا مشن ہی فیل ہو جائے گا اوور۔“ بلیک ڈاگ نے چیختے ہوئے کہا۔

”یس باس .... ہم سمجھتے ہیں باس‘ آپ بے فکر رہیں اوور“ ہنری نے جواب دیا۔

”اوکے .... جلدی رپورٹ کرو .... میں تمہارا منتظر رہوں گا۔ اوور اینڈ آل۔“ بلیک ڈاگ نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف

کر دیا۔ اب وہ بڑے مطمئن انداز میں میز کے پیچھے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور اس نے میز کی دراز سے شراب کی بوتل نکالی۔ اور پھر اس کا ڈھکن کھول کر بڑے بڑے گھونٹ پینے لگا۔ اس کے چہرے پر کامیابی کی چمک ابھری ہوئی تھی۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر کی سیٹی ایکبار پھر سنائی دی۔ اور بلیک ڈاگ نے چونک کر بٹن آن کر دیا۔

"یس.........بلیک ڈاک سپیکنگ اوور۔" بلیک ڈاگ نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"رچرڈ بول رہا ہوں.........باس.........ہم نے ماسٹر کلرز کے جوانا کو اغوا کر لیا ہے۔ میں اسے ہیڈ کوارٹر لے کر آ رہا ہوں۔ اس کا ایک اور ساتھی ہے جسے بعد میں ٹونی اور مائیکل لے آئیں گے اوور۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا مطلب.........کیا جوانا کا ساتھی کہیں گیا ہوا ہے۔اوور“۔

بلیک ڈاگ نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

”جناب انہیں ایک پراپرٹی ڈیلر کے دفتر کے سامنے ٹریس کیا گیا ہے.........جوانا کار میں دفتر کے سامنے موجود تھا۔جب کہ اس کا ساتھی جو چست اور تیز قسم کا نوجوان ہے۔اتر کر پراپرٹی ڈیلر کے دفتر میں چلا گیا تھا۔چونکہ ہمارا مین ٹارگٹ جوانا تھا۔اس لیے اسے پہلے اغوا کر لیا گیا ہے۔میں نے سوچا کہ شاید جوانا کا ساتھی بھی کام کا آدمی ہو۔اس لیے مائیکل اور ٹونی کو وہیں چھوڑ دیا ہے۔تا کہ جیسے ہی اس کا ساتھی باہر آئے۔اسے بھی اغوا کر کے یہاں لے آیا جائے۔اوور“۔

رچرڈ نے جواب دیا۔

”اوہ ٹھیک ہے.........جوانا کس پوزیشن میں ہے۔اوور“ بلیک ڈاگ نے پوچھا۔

''جوانا کو ایلی تھم گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے.........وہ اب اینٹی ایلی تھم کے انجکشن کے بغیر ہوش میں نہیں آسکتا اوور۔'' رچرڈ نے جواب دیا۔

''اوہ۔ وری گڈ.........یہ تم نے اچھا کیا ہے۔ ورنہ وہ بے حد طاقتور آدمی ہے۔ اگر ایسا نہ کرتے۔ تو وہ کسی بھی وقت مسئلہ کھڑا کر سکتا تھا۔ بہر حال اسے ڈارک روم میں پہنچا کر مجھے اطلاع کرو۔ اوور اینڈ آل۔'' بلیک ڈاگ نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ چند لمحوں بعد سیٹی کی آواز دوبارہ ابھری۔ اور بلیک ڈاگ نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

''یس.........بلیک ڈاگ سپیکنگ اوور۔'' بلیک ڈاگ نے کہا۔

''ہنری سپیکنگ باس.........ہم نے ڈاکٹر داور کو اغوا کر لیا ہے۔ اوور۔'' ہنری کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

''اوہ.........ویری گڈ۔ پوری تفصیل بتاؤ۔ اورر'' بلیک ڈاگ نے تیز لہجے میں کہا۔

''باس.........جوڈش ڈاکٹر داور کو لے کر ایک مضافاتی بستی کے مکان میں لے گیا۔ اس کے بعد وہ مکان سے نکل کر بازار میں گیا۔ ہم وہاں پہنچ گئے تھے۔ جوڈش کو ہمارے تعاقب کا علم نہ ہو سکا۔ اس کے باہر جاتے ہی ہم اس مکان میں داخل ہو گئے۔ مکان کے اندر ایک کمرے میں ڈاکٹر داور بندھا ہوا پڑا تھا۔ چنانچہ ناتھن نے پی۔ ٹو بم جوڈش کی کار کے نیچے گھس کر ڈیفرنشل پر اس طرح فٹ کر دیا۔ کہ جیسے ہی جوڈش بیک گیر لگا کر ایکسیلیٹر دبائے گا۔ بم پھٹ جائے گا۔ اور کار کے ساتھ جوڈش کے بھی پرخچے اڑ جائیں گے۔ اورر'' ہنری نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''اور اگر وہ بیک گیر لگائے ہی نا.........پھر اوور'' بلیک ڈاگ

نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے شاید یہ سیٹنگ پسند نہ آئی تھی۔

"باس.........جس مکان کے اندر جوڈش کی کار کھڑی ہے۔

اس میں سے جوڈش کو کار باہر نکالنے کے لیے بیک گیر لگانا لازمی

ہے۔تب ہی وہ گاڑی کو باہر نکال سکے گا۔اسی لیے ناتھن نے بیک

گیر پر بم کو سیٹ کیا ہے۔اوور۔" ہنری نے مؤدبانہ لہجے میں جواب

دیا۔

"اوہ.........تب ٹھیک ہے۔ناتھن واقعی ان معاملات میں بے

حد ہوشیار ہے۔ڈاکٹر داور ٹھیک ہے ناں۔اوور" بلیک ڈاگ نے

اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"یس سر.........وہ ٹھیک ٹھاک ہے۔بس بے ہوش ہے۔

اوور۔" ہنری نے جواب دیا۔

"او۔کے.........جوانا بھی مل گیا ہے۔تم ڈاکٹر داور کو ڈارک

روم میں پہنچا کر مجھے اطلاع دو۔ اوور اینڈ آل۔'' بلیک ڈاگ نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

اب اس کا چہرہ بحال ہو چکا تھا۔ وہ بازی جیت چکا تھا۔ چند لمحے وہ خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے ٹرانسمیٹ کی ناب گھما کر اس کی فریکوئینسی تبدیل کی۔ اور بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر پر لگا ہوا ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

''ہیلو.........بلیک ڈاگ کالنگ۔ ریڈ آرمی اوور۔'' وہ بٹن پریس کر کے بار بار یہی فقرہ دہرا رہا تھا۔

''لیس.........ریڈ آرمی اٹینڈ نگ اوور'' چند لمحوں بعد ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''کرنل ہیمرخ سے بات کراؤ.........بلیک ڈاگ بول رہا ہوں اوور۔'' بلیک ڈاگ نے کہا۔

''کوڈ.........کوڈ بتاؤ اوور۔'' دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''کوڈ.........مشن ڈیفنس فائل ریڈ زیرو اوور۔'' بلیک ڈاگ نے کوڈ دہراتے ہوئے کہا۔

''اس کے.........چند لمحے ویٹ کریں اوور۔'' دوسری طرف سے کہا گیا اور بلیک ڈاگ خاموش ہو گیا۔

بلیک ڈاگ کو یہ مشن اسرائیل کی ٹاپ سیکرٹ تنظیم ریڈ آرمی کے سربراہ کرنل ہیمرخ نے سونپا تھا۔ اس لیے اب وہ اپنی کامیابی کی خبر اسے فوری طور پر سنانا چاہتا تھا۔

''لیس.........کرنل ہیمرخ سپیکنگ اوور۔'' چند لمحوں بعد ایک آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری۔

''بلیک ڈاگ سپیکنگ اوور.........'' بلیک ڈاگ نے لہجے کو دانستہ سپاٹ بناتے ہوئے کہا۔ کیونکہ بہرحال وہ ایک وسیع تنظیم کا

سربراہ تھا اس کی اپنی ایک حیثیت تھی۔

''یس بلیک ڈاگ کیا رپورٹ ہے.........فارمولا مل گیا اوور؟''

کرنل ہیمرخ نے قدرے نرم لہجے میں پوچھا۔

''تقریباً مل گیا سمجھیں.........اسی لیے میں نے آپ کو کال کیا

تھا۔تاکہ آپ کو کامیابی کی خبر سنا دوں۔اوور۔'' بلیک ڈاگ نے

جواب دیا۔

''تقریباً کا کیا ملطب ہوا.........بات واضح کرو۔اوور'' کرنل

کے لہجے میں یک لخت سختی ابھر آئی۔

''کرنل.........یہاں دو اور پارٹیاں بھی اسی فائل کے لیے کام

کر رہی ہیں۔ایک پارٹی وائٹ پینتھرز کی ہے۔دوسری کوئی ایشیائی

پارٹی ہے۔پرنس پارٹی۔پہلے ڈاکٹر داور کو ہم نے کور کیا۔اس سے

فارمولا حاصل کیا گیا۔لیکن آپ کے پروفیسر نے بتایا کہ فارمولا جعلی

ہے۔ ماسٹر کلرز جوانا پروفیسر داور کی حفاظت کے لیے آیا تھا۔ وہ ڈاکٹر داور کو نکال کر لے گیا۔ اس سے ایک بین الاقوامی پیشہ ور قاتل جوڈش نے ڈاکٹر داور کو حاصل کر لیا۔ چنانچہ ہم نے اب ڈاکٹر داور کو جوڈش کے قبضے سے نکال لیا ہے۔ اور جوڈش کا خاتمہ کر دیا ہے' ادھر وائٹ پینتھرز کا ہم نے خاتمہ کر دیا ہے۔ پھر ڈاکٹر داور کا ساتھی جوانا بھی ہمارے قبضے میں آ گیا ہے۔ چنانچہ اب ہمارے دشمن ختم ہو چکے ہیں۔ اب ہم آسانی سے فارمولا حاصل کر لیں گے۔ اوور۔'' بلیک ڈاگ نے تفصیل بتاتے ہوئے کرنل کو کہا۔

''اوہ.........میں سمجھ گیا۔ مجھے اطلاعات ملی تھیں کہ کافرستان والے ایک مجرم تنظیم وائٹ پینتھرز سے مذاکرات کر رہے ہیں۔ یہ پارٹی ان کے لیے کام کر رہی ہو گی۔ لیکن یہ پرنس پارٹی کون ہے.........؟ اوور'' کرنل نے پوچھا۔

”یہ کوئی ایشیائی پارٹی ہے۔ انہوں نے وائٹ پینتھرز کے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کیا تھا........ ویسے ابھی میرے آدمی نے اطلاع دی ہے کہ جوانا کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا۔ جسے اغوا کیا جا رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہی پرنس پارٹی کا آدمی ہو........ اوور“ بلیک ڈاگ نے جواب دیا۔

”ارے........ جوانا کے ساتھ........ یہ جوانا ماسٹر کلرز والا جوانا تو نہیں ہے........؟ اوور“ کرنل ہیمرخ نے اچانک چونکتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں........ وہی ہے۔ کیوں........؟ اوور۔“ بلیک ڈاگ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”اوہ........ پھر یہ یقیناً عمران پارٹی ہی ہو گی........ آج کل جوانا اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ کہلاتا ہے۔ اوور“ کرنل نے تیز

لہجے میں کہا۔

''یہ عمران کوئی خاص شخصیت ہے کیا.........؟ جسے آپ اتنی اچھی طرح سے جانتے ہیں.........اوور۔'' بلیک ڈاگ نے حیرت بھرے لہجے میں کرنل سے پوچھا۔

''اوہ.........تو کیا تم پاکیشیا کے علی عمران کو نہیں جانتے؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ اس لائن سے تعلق رکھنے والا کون سا ایسا شخص ہے۔ جو اس خوفناک شخص سے واقف نہیں۔ اوور۔'' کرنل ہیمرخ نے طنزیہ لہجہ میں کہا۔

''میرا کبھی پاکیشیا جانے کا اتفاق نہیں ہوا.........اور وہ مجھ سے کبھی ٹکرایا بھی نہیں.........اوور۔'' بلیک ڈاگ نے وضاحت کرتے ہوئے کرنل سے کہا۔

''تو پھر اب تمہارا ٹکراؤ شروع ہو چکا ہے.........اگر وہ واقعی علی

عمران ہے جس نوجوان کی بات تم کر رہے ہو۔تو پھر میری نصیحت یہ ہے کہ اسے دیکھتے ہی گولی مار دینا۔اگر تم نے ایک لمحہ کی بھی دیر کی۔تو وہ کسی جادوگر کی طرح سچویشن بدلنے پر قادر ہے۔وہ ایک انتہائی خوفناک۔انتہائی شاطر' انتہائی چالاک وعیار' حد درجہ ذہین اور خوفناک حد تک مارشل آرٹ کا ماہر ہے۔یہ اس کی کم سے کم تعریف ہے اوور۔' کرنل ہیمرخ نے کہا۔

''حیرت ہے.........آپ جیسا شخص اس کی اتنی تعریف کر رہا ہے۔اب اس کا خاتمہ اور بھی ضروری ہو گیا ہے' اوور'' بلیک ڈاگ نے کہا۔

''ہاں.........پوری طرح سے ہوشیار رہنا۔اور فارمولا جیسے ہی پروفیسر پاس کرے' مجھے فوری طور پر اطلاع دے دینا۔اوور'' کرنل ہیمرخ نے کہا۔

''ٹھیک ہے کرنل.........ایسا ہی ہو گا۔اوور'' بلیک ڈاگ نے کہا اور پھر دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کے الفاظ سن کر اس نے ٹرانسمیٹر کا سوئچ آف کر دیا۔

اب اس کے چہرے پر علی عمران کے متعلق تشویش کے آثار موجود تھے۔وہ اسرائیل کی ریڈ آرمی کی بے پناہ طاقت اور وسائل کو اچھی طرح جانتا تھا اور جب ریڈ آرمی کا سربراہ کسی شخص کا تعارف اس انداز سے کرائے تو یقیناً وہ شخص حیرت انگیز صلاحیتوں کا ملک ہو گا۔ اور اب اسے اپنے آدمیوں کی طرف سے اطلاع کا انتظار تھا۔

یہ ایک ہال نما کمرہ تھا۔ جو ہر قسم کے سازو سامان سے خالی تھا۔ کمرے کی انتہائی دیوار کے ساتھ لوہے کی بڑی بڑی کرسیاں ایک قطار کی صورت میں موجود تھیں۔ ان کرسیوں کے پائے فرش میں نصب تھے۔ انہی کرسیوں میں سے ایک پر عمران بیٹھا ہوا تھا۔ اس سے ایک کرسی چھوڑ کر جوانا اور آخری کرسی پر ڈاکٹر داور موجود تھے جوانا اور ڈاکٹر داور کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں۔ وہ بے ہوش تھے۔ عمران جیسے ہی کرسی پر بیٹھا۔ اس کا جسم کرسی کے ساتھ چپک گیا تھا۔ اور اب وہ اٹھنا بھی چاہتا تو نہ اٹھ سکتا تھا۔ اسے کرسی پر بٹھانے والے واپس

چلے گئے تھے۔ اور ہال میں اب ان تینوں کے سوا اور کوئی شخص موجود نہ تھا۔

عمران نے ان کے جاتے ہی اپنے بوٹ کی ایڑی کو زور سے فرش پر مارا۔ تو اس کے بوٹ کی ٹو سے ایک باریک سی نالی کا سرا باہر نکل آیا۔ عمران کی نظریں ہال کے سامنے والی دیوار کے ساتھ لگے ہوئے سوئچ بورڈ پر جمی ہوئی تھیں۔ جس پر سرخ رنگ کے بٹنوں کی ایک قطار نظر آ رہی تھی۔ یہ بٹن بینجو سٹائل تھے۔ جو اوپر نیچے دبتے تھے۔ عمران نے ایک شخص کو اس وقت بٹن دباتے دیکھا تھا۔ جب عمران کو کرسی پر بٹھایا جا رہا تھا اور وہ بات سمجھ گیا تھا کہ اس بٹن کے دبنے کی وجہ سے ہی لوہے کی کرسی میں وہ مقناطیسی قوت پیدا ہو گئی تھی جس نے اسے چپکا رکھا تھا۔ اس قطار میں دو اور بٹن بھی دبے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ چنانچہ اس نے ہال خالی ہو جانے کو غنیمت سمجھا اور فوراً ہی ایکشن میں

آ گیا۔ جیسے ہی اس کی بوٹ کی ٹو میں باریک نالی باہر کو نکلی اس نے بوٹ کو دائیں سائیڈ پر زور سے مارا۔ اور پھر اس نے انداز ے کے مطابق اپنا پیر کو ذرا سا اوپر کو اٹھا کر دوسرے پیر کو پہلے پیر کی ایڑی کی پشت پر زور سے مارا۔ دوسرے لمحے ہلکی سی کٹک کی آواز سنائی دی اور باریک نالی میں سے کوئی کیپسول نما چیز نکل کر پوری رفتار سے اڑتی ہوئی اس سوئچ بورڈ سے ٹکرائی۔ لیکن وہ اس بٹن سے ذرا سی اونچی جا کر ٹکرائی تھی۔ اور ٹکراتے ہی وہ ریزہ ریزہ ہو کر نیچے گری اور پھر دھوئیں کی صورت میں غائب ہو گئی۔

عمران نے بوٹ کی ٹو کو معمولی سا نیچے کیا۔ اب اسے اندازہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس نے دوسری بار بوٹ کی ایڑی پر دوسرے پیر کی ٹو ماری۔ اور کٹک کی آواز سے دوسرا کیپسول اس باریک نالی سے نکلا اور بار وہ ٹھیک بٹن کے اوپر والے حصے پر جا کر لگا۔ اور پھر اس کا حشر

بھی پہلے کیپسول جیسا ہوا۔ وہ ریزہ ریزہ ہو کر نیچے گرا اور دھوئیں میں تبدیل ہو کر غائب ہو گیا۔

عمران نے اپنے جسم کو حرکت دی اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔ کرسی میں موجود مقناطیسی قوت اب غائب ہو چکی تھی اور وہ کرسی کی گرفت سے آزاد ہو چکا تھا۔ اس کا مطلب ہے کی کیپسول صحیح جگہ پر لگا تھا اور اس نے بٹن کو اوپر سے دبا کر اسے آفا کر دیا تھا۔ عمران نے اس بار پیر کو ٹیڑھا کر کے بائیں طرف فرش پر مارا اور پھر ایڑی کو واپس فرش پر مار دیا۔ اور ٹو سے نکلی ہوئی باریک سی نال اب غائب ہو گئی تھی اور اب وہ ایک عام سا بوٹ تھا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا۔ اور پھر ایک گینڈے سی جسامت کا شخص اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے چار افراد ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے

اندر داخل ہوئے۔ اندر داخل ہوتے ہی وہ چاروں قطار کی صورت میں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ جب کہ وہ گینڈے نما شخص سیدھا عمران کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ وہ عمران کو گھور کر دیکھ رہا تھا۔

عمران کے چہرے پر گینڈے نما شخص کے اندر داخل ہوئے ہی حماقتوں کی گہری تہہ چڑھ چکی تھی اور وہ یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر آنے والے کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے الو کو پکڑ کر دھوپ میں بٹھا دیا جائے گینڈے نما شخص عمران سے دو قدم کے فاصلے پر آ کر رک گیا۔

''تمہارا نام علی عمران ہے.........؟'' گینڈے نما شخص نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

''کاش ہوتا.........میں نے یہ سنا ہے کہ علی عمران بڑا عقل مند آدمی ہے۔ اور عقل تو میرے قریب سے بھی نہیں گزری' میں تو عشق کا

بچاری ہوں۔ میں تو بے خطر آتشِ نمرود میں کود پڑتا ہوں۔ جب کہ عقل کوٹھے پر بیٹھی دھوپ سینک رہ جاتی ہے۔" عمران کی زبان قینچی کی طرح چل پڑی۔ اور چہرے پر موجود حماقتوں کی تہہ کچھ اور گہری ہو گئی تھی۔

"کیا تمہیں زیادہ بولنے کا مرض ہے........." گینڈے نما شخص نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔ دراصل اسے عمران کی اس بکواس اور چہرے پر چھائی ہوئی حماقتوں کی تہہ دیکھ کر یقین ہو گیا تھا کہ یہ وہ علی عمران ہو ہی نہیں سکتا۔ جس کی تعریف ریڈ آرمی کا کرنل ہیمرخ کر رہا تھا۔ اور شاید یہ اس کی بدقسمتی تھی کہ ہیمرخ نے عمران کا یہی پہلو اسے نہیں بتایا تھا۔

"ایک مرض.........کمال ہے۔ تمہاری آنکھیں ہیں یا بٹن۔ تم میرے امراض دیکھ ہی نہیں سکتے۔ ارے بھائی گینڈے صاحب میں

تو مجموعہ امراض ہوں۔ حکیم جمیل خان نے صرف میری نبض دیکھ کر اتنے امراض تلاش کر لیے تھے کہ اس کا نام پوری دنیا میں مشہور ہو گیا تھا۔ اگر تمہیں گنتی آتی ہو۔ تو شروع کروں۔ کہو ایک.........'' عمران نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا۔

''رافیل.........'' گینڈے نما شخص نے مڑ کر پیچھے کھڑے ہوئے مشین گن برداروں میں سے ایک سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس.........'' چار مسلح افراد میں سے ایک نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''اچھا.........تو اسے گنتی آتی ہے.........چلو ایسا ہی سہی.........'' عمران نے فوراً کہا۔

''یہ تم کس احمق کو اٹھا لائے ہو.........'' گینڈے نما شخص نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''باس.........یہ جوانا کے ساتھ موجود تھا.........ظاہر ہے جوانا کا اس سے کوئی نہ کوئی تعلق تو ہوگا۔ ویسے باس یہ جان بوجھ کر ایسی احمقانہ باتیں کر رہا ہے۔ ورنہ اس کی آنکھیں بتا رہی ہیں۔ کہ یہ ایک انتہائی خطرناک آدمی ہے۔'' رافیل نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے.........جوانا اسے پوچھ لیتے ہیں۔ کہ یہ کیا چیز ہے۔ ورنہ میرا خیال تو یہ تھا کہ اس کا خاتمہ ابھی کر دیا جائے۔'' باس نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے اس کرسی کی طرف بڑھ گیا۔ جس پر جوانا بے ہوش پڑا تھا۔

''اسے ہوش میں لے آؤ رافیل.........'' باس نے رافیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس.........'' رافیل نے کہا اور اس نے بڑی پھرتی سے

مشین گن کو اپنے کاندھے سے لٹکایا اور پھر کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر اس نے ایک سرنج نکالی۔ جس میں سے سرخ رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا اور سوئی پر پلاسٹک کا خول موجود تھا۔ رافیل نے خول ہٹایا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر جوانا کے بازو میں سرنج کی سوئی گھونپ دی اور چند ہی لمحوں بعد وہ سرخ رنگ کا محلول جوانا کے جسم میں انجیکٹ ہو چکا تھا۔

عمران نے جان بوجھ کر مداخلت نہ کی تھی۔ وہ بھی جوانا اور ڈاکٹر داور کے ہوش میں آنے تک حرکت میں نہ آنا چاہتا تھا۔ کیونکہ بعد میں اتنا وقت نہ مل سکتا تھا کہ وہ بے ہوش افراد کو گھسیٹتا پھرتا۔ اور پھر بے ہوش جوانا کا اٹھانا تو اپنی جگہ کارِ دارد تھا۔

انجکشن لگانے کے بعد رافیل نے سرنج ایک طرف پھینک دی۔ اور خود پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

چند لمحوں کے بعد جوانا کے جسم میں ہلکی سی حرکت پیدا ہوئی' اور پھر اس کی گردن ایک جھٹکے سے سیدھی ہوگئی اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ پہلے تو حیرت سے ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ پھر اپنے دونوں اطراف میں عمران اور ڈاکٹر داور کو دیکھ کر چونک پڑا۔

''جوانا.......... تم نے کبھی بلیک ڈاگ کا نام سنا ہے۔'' گینڈے نما شخص نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے جوانا سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''بلیک ڈاگ.......... ہاں' میں نے سنا ہے کہ بلیک ڈاگ ایک مجرم تنظیم ہے۔ کیوں؟' کیا تم بلیک ڈاگ ہو۔'' جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں اس گینڈے نما شخص کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

''ہاں.......... میرا نام بلیک ڈاگ ہے۔ اور اگر تم نے بلیک ڈاگ کا نام سن رکھا ہے تو تمہیں یہ بھی معلوم ہوگا۔ کہ بلیک ڈاگ اپنے

دشمنوں پر تشدد کرنے کا ماہر ہے۔ بلیک ڈاگ کا نام سنتے ہی پتھر بھی بول پڑتے ہیں۔'' بلیک ڈاگ نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

''ہاں.........میں نے سنا ہے کہ بلیک ڈاگ تشدد کا ماہر ہے۔ لیکن تم نے ماسٹر کلرز کا نام سنا ہوگا۔ میں ماسٹر کلرز والا جوانا ہوں۔ اس بات کو یاد رکھنا۔ اب بولو تم کیا چاہتے ہو۔'' جوانا نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''دیکھو جوانا.........میری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ مجھے تو صرف وہ فارمولا چاہئے۔ جو ڈاکٹر داور پاکیشیا سے اپنے ساتھ لے آیا تھا۔'' بلیک ڈاگ نے کہا۔

''وہ ڈاکٹر داور کے پاس ہوگا.........میرا فارمولے سے کیا تعلق۔'' جوانا نے جواب دیا۔

''ڈاکٹر داور کے پاس اصل فارمولا نہیں تھا۔ جس بلڈنگ میں

تمہیں ٹھہرایا گیا تھا اور جو آدمی تم دونوں کو ایر پورٹ سے لے آئے تھے۔ وہ میرے آدمی تھے۔ ہم نے ڈاکٹر داور کے بیگ سے اس کا فارمولا اڑا لیا تھا اور اس کی جگہ نقلی فارمولا رکھ دیا تھا۔ لیکن بعد میں پتہ چلا کہ وہ فارمولا بھی نقلی ہے......... اصلی فارمولا کہاں ہے' اس کا پتہ تم بتاؤ گے۔ کیونکہ ڈاکٹر داور کے ساتھ تم آئے تھے۔ اور مجھے یقین ہے کہ حفاظت کے خیال سے تم نے وہ فارمولا خود اپنے پاس رکھا ہوگا۔ تاکہ عین کانفرنس کے وقت وہ فارمولا تم ڈاکٹر داور کے حوالے کردو۔'' بلیک ڈاگ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ مسٹر بلیک ڈاگ......... میں صرف ڈاکٹر داور کی حفاظت کے لیے ساتھ آیا تھا۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں پیشہ ور آدمی ہوں۔ میری خدمات کرایہ پر حاصل کی گئی تھیں۔ کیا وہ لوگ اتنے احمق ہوں گے کہ اتنا اہم فارمولا وہ ایک غیر متعلق اور پیشہ

ور آدمی کے حوالے کر دیتے۔" جوانا نے کسی فلسفی کی طرح دلائل دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر وہ فارمولا کہاں ہے.........لوشار کے اڈے پر سے مجھے یہی رپورٹ ملی ہے کہ ڈاکٹر داور پر تشدد کیا گیا تھا۔ اس نے یہی بتایا تھا کہ فارمولا جوانا کے پاس ہے۔ اور جب تم سے پوچھا گیا۔ تو تم ان لوگوں کو ہلاک کر کے ڈاکٹر داور کو لے کر وہاں سے نکل گئے۔" بلیک ڈاگ نے کہا۔

"میں نے بھی ڈاکٹر داور سے یہی بات پوچھی تھی.........اس نے یہی بتایا تھا کہ اس نے تشدد سے بچنے کے لیے میرا نام لے دیا تھا۔ ویسے ایک بات بتاؤں فارمولے کے بارے میں ڈاکٹر دور کو بھی علم نہیں ہے۔ میرا خیال ہے پاکیشیا والوں کو اس بات کا پہلے سے اندازہ ہو گیا تھا کہ فارمولا اڑایا جائے گا۔ اس لیے ہو سکتا ہے۔

انہوں نے فارمولا پاکیشیا میں ہی روک لیا ہو۔ اور کسی مخصوص ذریعے سے وہ عین کانفرنس کے وقت وہ فارمولا ڈاکٹر داور کو پہنچاتے۔" جوانا نے کہا۔

"ایسا ہونا ناممکن ہے.........کانفرنس میں کوئی غیر متعلق آدمی داخل نہیں ہو سکتا۔ فارمولا یا تمہارے پاس ہے یا تمہارے کسی آدمی کے پاس، اور سنو مجھے معلوم ہے کہ تم پر عام تشدد کارگر نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر تمہاری نظروں کے سامنے ڈاکٹر داور پر تشدد کیا جائے تو تم خود بتا دو گے۔ کیونکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری تم نے لی ہوئی ہے۔" بلیک ڈاگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم کر کے دیکھ لو.........میں نے تو ڈاکٹر داور کو قاتلانہ حملے سے بچانا ہے۔ ایسی صورت میں تم چاہے اس کی بوٹیاں ہی کیوں نہ اڑا دو۔ مجھے کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔" جوانا نے بڑے لاپرواہ سے لہجے

میں جواب دیا۔

"ڈاکٹر کو ہوش میں لاؤ.........اور رافیل کاروائی شروع کر دو۔

میں دیکھتا ہوں کہ فارمولا کیسے برآمد نہیں ہوتا۔" بلیک ڈاگ نے

غصیلے انداز میں کندھے جھٹکتے ہوئے قریب کھڑے رافیل سے

مخاطب ہو کر کہا اور رافیم تیزی سے ڈاکٹر داور کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس نے جیب سے پہلی جیسی دوسری سرنج نکالی اور اس بار سرخ محلول

اس نے ڈاکٹر داور کے بازو میں انجیکٹ کر دیا۔ اور پھر پیچھے ہٹ کر

اس نے مشین گن دیوار کے ساتھ رکھی اور جیب سے ایک باریک

دھار کا خنجر نکال لیا۔

ڈاکٹر داور کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر ان کی گردن

سیدھی ہوتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی ان کے حلق سے کراہ سی نکلی'

اور انہوں نے آنکھیں کھول دیں۔ انہوں نے گردن پھیر کر ماحول کو

دیکھا۔ ان کی آنکھوں میں سرخی چھائی ہوئی تھی۔ اور پھر ماحول کو دیکھتے ہی ان کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

کک۔ کک......... کون ہو تم۔ کیا چاہتے ہو۔' انہوں نے اٹکتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''ڈاکٹر داور......... دیکھو جس طرح تم سائنس کے ماہر ہو۔ اسی طرح ہم انسانی جسم کے ریشے علیحدہ کرنے کے ماہر ہیں۔ اگر تم اپنے جسم کے ریشے علیحدہ کروانا چاہتے ہو تو ٹھیک' ورنہ بہتر یہی ہے کہ تم ہمیں اصل فارمولا دے دو۔ میرا وعدہ ہے کہ تمہارا جسم اور زندگی محفوظ رہے گی۔'' بلیک ڈاگ نے نرم لہجے میں کہا۔

''فارمولا......... فارمولا میرے بیگ میں تھا۔ اور نجانے میرا بیگ کہاں ہے۔'' ڈاکٹر نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''تمہارے بیگ میں جو فارمولا تھا وہ جعلی تھا۔ ہمیں اصلی فارمولا

چاہیئے بولوں کہاں ہے وہ فارمولا۔'' بلیک ڈاگ نے کے لہجے میں غراہٹ ابھر آئی۔

''تمہیں فارمولا چاہیئے .... ارے تو مجھ سے بات کرو۔ خواہ مخواہ اتنا کھڑاگ پیدا کیا ہے۔ تم نے۔'' اچانک ہی عمران کی آواز سنائی دی، اور اس کی آواز سنتے ہی سب چونک پڑے۔ بلیک ڈاگ تیزی سے اس کی طرف گھوما۔

''فارمولا تمہارے پاس ہے........'' اس نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

''ہاں، اور کیا........ اور میرے پاس ایک نہیں ہزاروں فارمولے ہیں۔ بولو تمہیں کس چیز کا فارمولا چاہیے۔ کیل مہاسے دور کرنے والی کریم کا یا کھانسی کے شربت کا۔'' عمران نے بڑے جوشیلے انداز میں جواب دیا تھا۔

اور بلیک ڈاگ جو اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ایک جھٹکے سے رک گیا۔

''اسے گولی ماردو.........گولی ماردو اسے۔'' بلیک ڈاگ نے چیختے ہوئے دوسرے مسلح ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ٹھہرو بلیک ڈاگ........باؤلا ہونے کی ضرورت نہیں۔ تم مجھے بتاؤ۔ کہ تم فارمولا حاصل کر کے کیا کرو گے۔'' عمران نے انتہائی سنجیدہ آواز میں کہا۔ اور بلیک ڈاگ حیرت سے اس کو دیکھنے لگا۔ عمران کے چہرے سے حماقتوں کی تہہ اتر چکی تھی۔

''تمہیں اس سے کوئی مطلب نہیں.........'' تم مجھے فارمولا دو۔ بلیک ڈاگ نے اس بار مزید آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اب وہ عمران سے دو قدم کے فاصلے پر تھا۔

''فارمولا میرے کوٹ کی خفیہ جیب میں ہے.........' تم میرا جسم

اس کرسی سے آزاد کرو۔ تو میں تمہیں فارمولا نکال کر دے دیتا ہوں۔
عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''میں خود دیکھ لیتا ہوں......'' رافیل' اس کی تلاشی لی تم نے'
بلیک ڈاگ نے مڑ کر رافیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس.........اچھی طرح تلاشی لی گئی تھی۔'' رافیل نے
ڈاکٹر داور سے ہٹ کر بلیک ڈاگ کی طرف آتے ہوئے جواب دیا۔

''تو دیکھو.........' اب یہ کوئی خفیہ جیب بتا رہا ہے۔'' بلیک ڈاگ
نے کہا۔

''اور رافیل ہاتھ میں خنجر پکڑے تیزی سے عمران کے قریب آیا۔
مگر اس سے پہلے کہ وہ عمران کے کوٹ میں ہاتھ ڈالتا۔ عمران کے جسم
نے جھٹکا کھایا۔ اور رافیل جیسے اڑتا ہوا سامنے کھڑے مسلح آدمیوں
سے جا ٹکرایا۔ اور عمران اس کے جسم کو جھٹکتے ہی بجلی کی سی تیزی سے

بلیک ڈاگ پر جا پڑا۔ دوسرے ہی لمحے بلیک ڈاگ کا گینڈے جیسا جسم عمران کے ہاتھوں میں جکڑا ہوا تھا اور وہ اسکے سینے سے لگا کھڑا تھا۔

''خبردار.......اگر کسی نے حرکت کی تو میں اس ڈاگ کی گردن توڑ دوں گا۔'' عمران نے چیختے ہوئے کہا اور رائفل سمیت باقی افراد ساکت ہو گئے۔

اسی لمحے بلیک ڈاگ کا جسم پھڑ پھڑایا۔ وہ شاید حیرت کے طلسم سے اب سنبھلا تھا۔ اور پھر اس نے نیچے جھک کر عمران کو اپنے سر کے اوپر سے اچھالنا چاہا۔

ایک لمحے کے لیے عمران کو یہی محسوس ہوا کہ اس کے پیر زمین سے اکھڑ جائیں گے۔ بلیک ڈاگ کے جسم میں واقعی گینڈے جیسی طاقت تھی۔ لیکن مقابل میں عمران تھا۔ جس کے پیر کرنل فریدی جیسا

آدمی بھی نہ اکھاڑ سکا تھا۔ بلیک ڈاگ بھلا کرنل فریدی کے سامنے کیا حیثیت رکھتا تھا۔ بلیک ڈاگ جب اپنے ارادے میں ناکام رہا۔ تو اس نے تیزی سے گھومنے کی کوشش کی۔ عمران نے اس کے جسم کو زور سے دھکیلا۔ اور پھر وہ اسے یوں دھکیلتا ہوا اس کے ساتھیوں کی طرف لیے گیا۔ جیسے وہ دونوں عالمی ریس میں حصہ لے رہے ہوں۔ عمران نے جان بوجھ کر اپنا رخ اس سوئچ بورڈ کی طرف رکھا تھا۔ جس پر وہ سرخ رنگ کے بٹن موجود تھے اور پلک جھپکنے میں اس سوئچ بورڈ تک پہنچ گیا۔ سوئچ بورڈ کے سامنے کھڑا ہوا مسلح آدمی انہیں تیزی سے آتا دیکھ کر پلٹا۔ عمران سوئچ بورڈ کے قریب پہنچتے ہی تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا سر زور سے سوئچ بورڈ پر اس جگہ مارا جہاں ڈاکٹر داور اور جوانا والی کرسیوں کے بٹن دبے ہوئے تھے۔ کٹک کی آواز سنائی دی اور عمران نے دوسرے لمحے جوانا کو حرکت

میں آتے دیکھ لیا۔ عمران نے پھرتی سے بلیک ڈاگ کو زور سے دھکا دے کر آگے کی طرف دھکیلا اور پھر جھپٹ کر اس نے اس آدمی کی مشین گن اس کے ہاتھ سے چھین لی۔ جو پہلے سوئچ بورڈ کے سامنے کھڑا تھا۔ اب یہ اس کی حماقت تھی کہ ہٹنے کے بعد وہ دور جانے کی بجائے قریب ہی رکا رہا۔

یہ سب کچھ اتنی تیزی سے ہوا کہ عمران کے ہاتھوں میں مشین گن آنے تک وہ سب اس بدلتی ہوئی صورت حال کو سمجھ ہی نہ سکے اور دوسرے لمحے عمران کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گن نے گولیاں اگلنا شروع کر دیں اور پھر رافیل اور اس کے تین ساتھی مردہ چھپکلیوں کی طرح پٹ پٹ زمین پر گرتے چلے گئے۔ جب کہ بلیک ڈاگ کو جوانا نے سنبھال لیا تھا۔ وہ کرسی سے آزاد ہوتے ہی بلیک ڈاگ پر جھپٹ پڑا تھا۔ اس نے زور دار ٹکر بلیک ڈاگ کے سینے پر ماری اور

بلیک ڈاگ چیختا ہوا پشت کے بل زمین پر گرا۔ اور جوانا نے اسے گردن سے پکڑ کر یوں اٹھالیا جیسے وہ کوئی بونا ہو۔ مگر دوسرے لمحے جوانا لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا۔ بلیک ڈاگ کی دونوں لاتیں اس کے پیٹ پر پوری قوت سے پڑی تھیں اور جوانا کی گرفت سے بلیک ڈاگ آزاد ہو گیا۔

”جوانا.........بھئی یہ ڈاگ ہے۔ اور اسے کتے کی موت ہی مرنا چاہیئے“.........عمران کی آواز ہال میں گونجی۔

”یس ماسٹر.........جوانا نے کہا اور پھر اس نے بلیک ڈاگ پر حملہ کر دیا۔ ادھر بلیک ڈاگ بھی اب پوری طرح سنبھل گیا تھا۔ اس لیے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے دو پہاڑ آپس میں ٹکرا گئے ہوں۔ بلیک ڈاگ نے بڑے ماہرانہ انداز میں جوجٹو کا خوفناک داؤ جوانا کی پسلیوں پر کیا۔ اور جوانا کے حلق سے بے اختیار کراہ نکل گئی۔ لیکن

دوسرے ہی لمحے بلیک ڈاگ کے حلق سے چیخ بلند ہوئی۔ جوانا نے جواب میں اس کے چہرے پر زوردار پنچ رسید کیا تھا۔ یہ پنچ اتنا زوردار تھا کہ بلیک ڈاگ کا جسم بھی اس کے چہرے کے ساتھ گھوم گیا۔ اور اس کا جسم گھومتے ہی جوانا نے اچھل کر اس کے پہلو پر لات رسید کی۔ اور بلیک ڈاگ چیختا ہوا اس طرف بھاگتا چلا گیا جدھر ڈاکٹر داور ابھی تک لوہے کی کرسی پر بیٹھے حیرت بھرے انداز میں یہ عجیب وغریب کھیل دیکھ رہے تھے اور پھر جوانا اور عمران کے تصور میں بھی نہ تھا کہ ایسے بھی ہو سکتا ہے۔

کیونکہ اس سے پہلے کہ وہ سمجھتے بلیک ڈاگ نے بجلی کی سی تیزی سے ڈاکٹر داور کو پکڑ کر اپنے سامنے کر لیا۔ ڈاکٹر داور کا بوڑھا جسم اس کے مضبوط بازوؤں میں جکڑا ہوا یوں پھڑپھڑا رہا تھا۔ جیسے کسی باز کے پنجوں میں کوئی چڑیا پھڑپھڑاتی ہو۔

''پھینک دو گن فوراً.........پھینک دو۔ورنہ میں اس کی گردن توڑ دوں گا۔''بلیک ڈاگ نے چیختے ہوئے کہا۔اوراس کے ساتھ ہی اس نے ڈاکٹر داور کی گردن پر اپنے لپٹے ہوئے بازو کو جھٹکا دیا تو ڈاکٹر داور کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ان کے چہرے پر شدید ترین تکلیف کے آثار ابھر آئے تھے اوران کی آنکھیں پھیلتی جارہی تھیں۔

اورعمران نے مشین گن نیچے پھینک دی۔ظاہر ہے وہ ڈاکٹر داور کو داؤ پر نہ لگا سکتا تھا۔

''اب ادھر کونے میں کھڑے ہو جاؤ.........''بلیک ڈاگ نے چیختے ہوئے کہا۔

اورعمران نے جوانا کو اشارہ کیا اوروہ دونوں تیزی سے ایک کونے میں کھسکتے چلے گئے۔

جوانا کا چہرہ غصے اور جھنجلاہٹ سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔ اس کی حماقت کی وجہ سے ہی ساری سچویشن بدل گئی تھی۔

بلیک ڈاگ ڈاکٹر داور کو گھسیٹتا ہوا اس طرف لے گیا۔ جدھر اس کے آدمیوں کی لاشیں اور مشین گنیں پڑی ہوئی تھیں۔

عمران جانتا تھا کہ مشین گن اٹھاتے ہی بلیک ڈاگ نے ان پر فائر کھول دینا ہے۔ اس لیے اس نے ایکشن میں آنے کا فیصلہ کر لیا۔

لیکن شاید جوانا اس سے پہلے ہی حرکت میں آنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی بلیک ڈاگ لاشوں کے قریب پہنچ کر فرش پر پڑی ہوئی مشین گن اٹھانے کے لیے جھکا۔ جوانا وحشی سانڈ کی طرح دوڑتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ فاصلہ چونکہ زیادہ تھا۔ اس لیے وہ ابھی درمیان ہی میں تھا کہ بلیک ڈاگ کا ہاتھ مشین گن پر پڑ گیا۔ لیکن جوانا کے اچانک دوڑ پڑنے کی وجہ سے اس نے زیادہ تیزی سے مشین گن

اٹھانے کے لیے ڈاکٹر داور کو ایک طرف جھٹک دیا۔ لیکن جیسے ہی مشین گن اٹھا کر وہ سیدھا ہوا۔ جوانا اس کے سامنے پہنچ چکا تھا۔ لیکن اب بھی اتنا فاصلہ موجود تھا۔ کہ جوانا کا جسم گولیوں سے بھونا جا سکتا تھا۔ اور عمران نے دانت بھینچ لیے کیونکہ اب جوانا کے بچ جانے کا کوئی چانس باقی نہ رہا تھا۔ مگر اسی لمحے ڈاکٹر داور نے اچانک کام دکھایا۔ انہوں نے بلیک ڈاگ کا ہاتھ پکڑ کر اسے یکلخت اوپر اٹھا دیا تھا اور گولیوں کی بوچھاڑ چھت سے جا ٹکرائی۔ دوسرے لمحے جوانا بلیک ڈاگ سے پوری قوت سے جا ٹکرایا۔ اور اسے دھکیلتا ہوا پچھلی دیوار تک لے گیا۔ اور پھر اس نے برق کی سی رفتار سے اس کا وہ بازو جس میں مشین گن پکڑی ہوئی تھی کو ایک زوردار جھٹکا دیا۔ اور بلیک ڈاگ جیسے اڑتا ہوا ہال کے درمیان میں آ گرا۔ اور مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گری۔

"زندہ باد ڈاکٹر داور......... آپ نے جوانا کو بچالیا۔" عمران نے نعرہ مارتے ہوئے کہا۔

بلیک ڈاگ نے فرش پر گر کر اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن جوانا کے سر پر وحشت سوار ہو چکی تھی' اس نے جھک کر اٹھتے ہوئے بلیک ڈاگ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور جس طرح دھوبی کپڑے کو پٹختے ہیں اس نے بلیک ڈاگ کے بھاری بھرکم جسم کو سر کے اوپر سے اٹھا کر سر کے بل فرش پر دے مارا۔ بلیک ڈاگ کے حلق سے ایک کریہہ چیخ نکلی ور وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔ جوانا نے اسے پھینکتے ہی پوری قوت سے اس کی پسلیوں پر اپنے بوٹ کی ٹھوکر ماری اور بلیک ڈاگ کے حلق سے غرغراہٹ نکلی۔ جوانا نے جھپٹ کر اس کی دونوں ٹانگیں پکڑیں۔ اور پھر وہ اس کے بھاری بھرکم جسم کو ایک دائرے کی صورت میں گھماتا ہوا دیوار کی طرف بڑھا۔ اور دوسرے ہی لمحہ بلیک ڈاگ کا سر ایک

دھماکے سے دیوار سے ٹکرایا اور اس بار بلیک ڈاگ کراہ بھی نہ سکا اس کی کھوپڑی ریزوں میں تبدیل ہو گئی اور دماغ کے چیتھڑے دیوار سے چمٹ کر لرزتے نظر آنے لگے.........بلیک ڈاگ ختم ہو چکا تھا۔ اور جوانا نے اس کے جسم کو اس طرح حقارت آمیز انداز میں ایک طرف جھٹک دیا جیسے وہ انسان کی بجائے واقعی کسی کتے کی لاش ہو۔

''مشین گن اٹھا لو جوانا.........اور ڈاکٹر صاحب آپ بھی ایک مشین گن اٹھا لیں۔ اب ہمیں باہر نکلنا ہے۔'' عمران نے جوانا اور ڈاکٹر داور سے مخاطب ہو کر کہا۔

''مگر.........مجھے تو اسے چلانا ہی نہیں آتا۔'' ڈاکٹر داور نے پریشان لہجے میں کہا۔

''انگلی چلانی تو آتی ہے ناں.........بس ٹریگر پر انگلی چلاؤ باقی مشین گن خود بخود چل پڑتی ہے۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے ڈاکٹر

داور کو جواب دیا۔

اور پھر وہ اس دروازے کی طرف بڑھا۔ جس سے بلیک ڈاگ اور اس کے ساتھی اندر آئے تھے فولادی دروازہ مضبوطی سے بند تھا۔ کمرہ چونکہ ساؤنڈ پروف تھا۔ اس لیے دروازے کے درمیان کوئی جھری نظر نہ آ رہی تھی۔

عمران نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ اچانک ایک زوردار دھماکہ سے دروازہ کھلا اور عمران اچانک دروازہ کھلنے کہ وجہ سے ایک دھماکے پشت کے بل فرش پر گرا۔ مگر اسی لمحہ اس کے پیچھے کھڑے جوانا نے فائر کھول دیا۔ اور دروازے میں نظر آنے والا ایک لمبا تڑنگا جوان جو حیرت سے عمران کو گرتے اور جوانا اور ڈاکٹر داور کو یوں کھڑے دیکھ رہا تھا۔ گولیوں کی باڑ پر چیختا ہوا راہداری کی پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا اور نیچے گر پڑا۔ اور جوانا فائر کرتے ہوئے عمران

کے اوپر سے ہوتا ہوا راہداری میں آ گیا راہداری کا اختتام ایک اور دروازے پر ہوا تھا جو بند تھا۔ عمران بھی اٹھ کر اس کے پیچھے دوڑا اور پھر دروازے کے پاس پہنچ کر دونوں ہی رک گے۔ ڈاکٹر داور بھی ان کے پیچھے پیچھے تھا۔ انہوں نے مشین گن کو اس طرح اٹھایا ہوا تھا جیسے وہ خود اس سے خوفزدہ ہوں۔

عمران نے آگے بڑھ کر دروازے سے کان لگا دیئے۔ انہیں دوسری طرف چند لوگوں کے چلنے پھرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ عمران نے تالے کے سوراخ سے آنکھ لگا دی۔ دوسری طرف ایک کھلا برآمدہ تھا۔ جس کے سامنے پورچ میں ایک سرخ رنگ کی کار کھڑی تھی۔ جب کہ پیچھے وسیع وعریض لان اور سامنے پھاٹک نظر آ رہا تھا۔

عمران نے مڑ کر جوانا کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور پھر

دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر اس نے یوں دروازہ کھولا۔ جیسے اپنا آدمی باہر آ رہا ہو۔ دوسرے لمحے عمران اور جوانا بیک وقت مشین گنیں سنبھالے باہر برآمدے میں اچھل کر پہنچے اور پھر دونوں نے دونوں سمتیں سنبھالیں۔

وہاں برآمدے میں چار افراد موجود تھے۔ جن میں سے تین ایک طرف اور ایک دوسری طرف تھا۔ ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ اس طرح بھی مشین گنیں سنبھالے کوئی آ سکتا ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے کہ وہ سنبھل کر اپنے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گنیں ہاتھوں میں لیتے برآمدہ تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں سے گونج اٹھا۔ اور پھر گولیوں کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ان کی چیخیں بھی شامل ہو گئیں۔

"آیئے ڈاکٹر.........جلدی۔" عمران تیزی سے کار کی طرف دوڑا۔ اس نے تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا۔ اسی لمحے

جوانا اور ڈاکٹر داور بھی دوڑتے ہوئے کار کے پاس پہنچے۔ جوانا نے جلدی سے پچھلا دروازہ کھولا اور پہلے ڈاکٹر کو اندر دھکیلا اور پھر خود بھی اچھل کر بیٹھ گیا۔ عمران پہلے ہی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے ہوئے تھا۔ اس نے اگنیشن میں موجود چابی گھمائی اور دوسرے ہی لمحے کار کا انجن جاگ اٹھا اور اک جھٹکے سے کار مڑی اور پھر پھاٹک کی طرف دوڑتی چلی گئی۔

پھاٹک کے قریب جا کر عمران نے کار روکی اور جوانا اچھل کر باہر آیا۔ اسی لمحے تڑتڑاہٹ کی آواز گونجی اور پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ڈاکٹر نے زوردار چیخ ماری اور اس کا سر اگلی سیٹ کی پشت سے ٹک گیا۔ کار کا پچھلا شیشہ کرچیوں میں تبدیل ہو کر کار کی سیٹوں پر بکھر گیا تھا۔

جوانا نے کار کی اوٹ لے کر فائر کھول دیا۔ اور پھر دور برآمدے

میں چیخ کے ساتھ کسی کے گرنے کی آواز سنائی دی۔ اور پھر دور
برآمدے میں چیخ کے ساتھ کسی کے گرنے کی آواز سنائی دی۔ اور
دوسرے لمحہ جوانا نے بھاگ کر پھاٹک کا بڑا کنڈہ ہٹایا اور پھر ایک
جھٹکے سے پھاٹک کھول دیا۔ عمران نے پھاٹک کھلتے ہی کار کو آگے
بڑھایا اور جوانا پچھلی سیٹ پر کود کر بیٹھا۔ مگر اس سے پہلے کہ عمران کار
باہر نکال کر دوڑاتا۔ ایک بار پھر انہیں اپنے پیچھے گولیوں کی تڑتڑاہٹ
سنائی دی اور اس بار گولیاں کار کے پچھلے خالی حصے سے گزر کر ونڈ
سکرین توڑتی چلی گئیں۔ عمران نے دوسرے لمحے کار کو پھرتی سے
دائیں طرف موڑا۔ اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھاتا لے گیا' اس نے
رفتار یک لخت تیز کر دی تھی۔ لیکن ونڈ سکرین نہ ہونے کے باوجود کار
کی سٹریم لائننگ کچھ اس قسم کی تھی کہ ہوا کار بونٹ سے ٹکرا کر سیدھی
چھت سے ہوتی ہوئی اوپر اٹھ جاتی تھی۔ اور عمران کو ذرا برابر بھی

محسوس نہ ہو رہا تھا کہ وہ بغیر ونڈ سکرین کی کار میں بیٹھا ہوا ہے۔

''ڈاکٹر کی کیا پوزیشن ہے.........؟'' عمران نے تیزی سے کار کو ایک چوک پر موڑتے ہوئے پوچھا۔

''ڈاکٹر کی پشت میں گولی لگ گئی ہے.........اس کی حالت خطرناک ہے۔'' جوانا نے کہا۔

''اوہ.........'' عمران نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔اور کار کو اور زیادہ تیز کر دیا۔وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا۔کہ مجرموں نے کار کے ٹائر برسٹ کرنے کی بجائے اوپر گولیاں کیوں چلائیں۔چنانچہ اس نے سب خیالات جھٹک دیئے اور کار کو مختلف سڑکوں پر گھماتا ہوا تھوڑی دیر کے بعد وہ اس سڑک پر پہنچ گیا جس پر نتاشا بار موجود تھا۔ اس نے کار نتاشا بار کے کمپاؤنڈ میں روکی اور پھر اچھل کر باہر آ گیا۔

''جلدی کرو جوانا.........ڈاکٹر داور کو اٹھا کر لے آؤ۔'' عمران

نے تیز لہجے میں کہا۔ اور جوانا نے سر ہلاتے ہوئے باہر نکل کر ڈرائیور کو باہر گھسیٹا اور پھر کندھے پر اٹھا لیا۔

عمران تیزی سے بار کے دروازے کی طرف دوڑا۔ جوانا اس کے پیچھے تھا۔ عمران نے ایک لمحے کے لیے مڑ کر کار کی طرف دیکھا۔ اسے اچانک ایک خیال آ گیا تھا۔ اور اس کا خیال درست ثابت ہوا۔ کار کے ٹائروں کے سامنے فولادی شیڈ موجود تھے۔

اب وہ سمجھ گیا کہ مجرموں نے ٹائروں پر گولیوں کیوں نہیں چلائی تھیں۔ ظاہر ہے جب اگلے ٹائروں پر شیڈ تھے تو یقیناً پچھلے ٹائروں پر بھی فولادی شیڈ موجود ہوں گے۔ بار کے ہال میں داخل ہوتے ہی عمران تیزی سے اس گیلری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جدھر نتاشا کا دفتر تھا۔ ہال میں موجود افراد حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ کاؤنٹر پر وہی سوکھا سڑا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ جسے نتاشا بجلی کہہ رہا تھا۔

"نتاشا ہے دفتر میں ....؟" عمران نے اس کے قریب سے گزرتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ ....آپ، ہاں باس ہیں۔" اس نوجوان نے عمران کو پہچانتے ہوئے کہا۔

اور عمران دوڑتے ہوئے آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ گیلری کے آخری کونے میں موجود نتاشا کے دفتر کے پاس پہنچتے۔ دفتر کا دروازہ کھلا اور نتاشا تیزی سے باہر نکلا۔

"اوہ ....پرنس۔" نتاشا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نتاشا ....میرا ساتھی شدید زخمی ہے۔ فوراً کسی ماہر ڈاکٹر کو بلاؤ، جلدی۔ اس کا آپریشن ہوگا۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپریشن ....اوہ ......آیئے ساتھ والی بلڈنگ میں پرائیویٹ ہسپتال ہے۔ ادھر سے آیئے۔" نتاشا نے گیلری کے

اختتام والے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے تیزی سے دروازہ کھولا اور عمران اور اس کے ساتھی اس کے پیچھے دروازہ پار کر گئے۔

دوسری طرف ایک برآمدہ تھا۔ نتاشا آگے دوڑتا ہوا جا رہا تھا، برآمدے کے اختتام پر وہ ایک دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے جب عمران اور جوانا ڈاکٹر داور کو اٹھائے اندر داخل ہوئے تو انہوں نے ایک ادھیڑ عمر ڈاکٹر کو کرسی سے اُٹھتے ہوئے دیکھا۔ یہ کمرہ شاید ڈاکٹر کا کلینک تھا۔ کیونکہ وہاں کافی مریض بیٹھے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

''جلدی کرو ڈاکٹر .... اِٹ اِز ایمرجنسی۔ فوراً دیکھو۔'' نتاشا نے تحمکانہ لہجے میں کہا۔

''کک۔ کک .... کیا ہوا؟'' ڈاکٹر نے گھبرائے ہوئے لہجے

میں پوچھا۔

''انہیں پشت میں گولی گلی ہے.........جلدی آپریشن کریں۔''

عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوہ.........اچھا.........ادھر آیئے۔ ادھر میرا آپریشن روم

ہے۔'' ڈاکٹر نے ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر ایک گیلری پار کر کے وہ ایک جدید قسم کے آپریشن تھیٹر میں پہنچ

گئے۔ جوانا نے کندھے پر اٹھائے ڈاکٹر داور کو بیڈ پر الٹا لٹا دیا۔ اور

ڈاکٹر اس پر جھک گیا۔ ڈاکٹر کے دوسرے معاون بھی وہاں پہنچ گئے

اور پھر ڈاکٹر نے تیز لہجے میں آپریشن کی تیاری کا حکم دیا۔

''مریض کی حالت بے حد خراب ہے۔ آپ لوگ باہر رکیں۔

میں آپریشن کرتا ہوں۔ آپ دعا کریں۔'' ڈاکٹر نے مڑ کر پیچھے

کھڑے ہوئے عمران، نتاشا اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''آؤ جوانا.........باہر چلیں.........ڈاکٹر صاحب' یہ مریض بہت بڑا سائنس دان ہے۔ بین الاقوامی سائنس دان.......اس کی زندگی ساری دنیا کی زندگی ہے۔ کوئی کوتاہی نہ ہو۔' عمران نے جوانا کے بعد ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''آپ بے فکر رہیں.........' ڈاکٹر رحمن نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیا۔

اور عمران ڈاکٹر کے اس اعتماد کو دیکھتے ہوئے سر ہلاتا ہوا آپریشن تھیٹر سے باہر آ گیا۔

''پرنس.........ڈاکٹر رحمن اس ملک کے سب سے ماہر سرجن ہیں۔ اور پھر مریض میں لے کر آیا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔'' نتاشا نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے سر ہلا دیا۔

اس نے خود بھی ڈاکٹر داور کی حالت دیکھ لی تھی۔ اور ان کی حالت واقعی بے حد تشویش ناک تھی۔ کیونکہ زخم سے خون بہہ چکا تھا اور نبض مدھم ہو چکی تھی۔

''آؤ پرنس......... میرے دفتر میں چلو۔ اطلاع وہیں پر مل جائے گی۔'' نتاشا نے عمران کو خاموش دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم جوانا کو لے جاؤ......... اس کے کپڑوں پر خون لگا ہوا ہے اس کے لیے دوسرے کپڑوں کا بندوبست کرو۔ میں ڈاکٹر داور کے آپریشن تھیٹر سے باہر آنے کے بعد ہی آؤں گا۔'' عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے......... آیئے مسٹر جوانا چلیں۔'' نتاشا نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا

اور عمران کے اشارے پر جوانا اس کے پیچھے چل پڑا تھا۔ جب

کہ عمران ہونٹوں کو دانتوں سے کاٹتا ہوا آپریشن تھیٹر کے باہر ٹہلنے لگا۔
اس کی نظریں بار بار آپریشن تھیٹر کے بند دروازے کی طرف اٹھ جاتی
تھیں۔
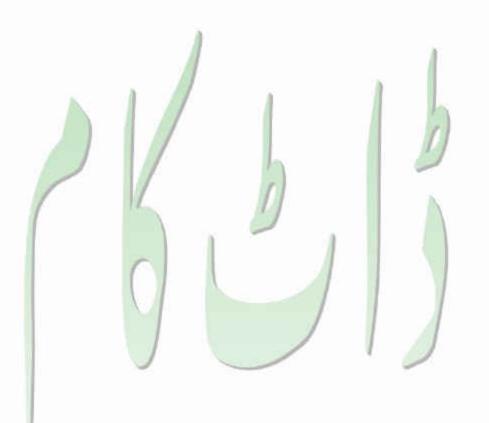
جوڈش عقبی دیوار کو پھلانگ کر جیسے ہی عقبی گلی میں کودا۔ وہ تیزی سے دوڑتا ہوا سائیڈ والی گلی سے ہوتا ہوا کوٹھی کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ جیسے ہی سڑک پر آیا۔ اس نے دیکھا کہ پھاٹک پر ایک مسلح نوجوان کھڑا ادھر ادھر دیکھ رہا ہے۔ سرخ رنگ کی کار غائب ہو چکی ہے۔ جوڈش فوراً اس مسلح نوجوان کے سامنے نہ آنا چاہتا تھا۔ اس لیے وہ وہیں رکا رہا۔ چند لمحوں بعد نوجوان اندر کوٹھی میں چلا گیا۔ تو وہ تیزی سے سڑک کراس کر کے ایک طرف کھڑی ہوئی اپنی کار کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ اس نے کار کو پھاٹک سے دائیں طرف مڑتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ اس لیے اس نے کار میں

بیٹھتے ہی اسے ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا۔

کار چونکہ پہلے ہی دائیں طرف رخ کیے کھڑی تھی۔ اس لیے اس کے موڑنے کی بھی ضرورت نہ پڑی اور وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ کوٹھی کا پھاٹک بند ہو چکا تھا۔ جوڈش کی کار اسے کراس کرتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی سڑک آگے جا کر موڑ کاٹ گئی تھی۔ جوڈش بھی موڑ کاٹتا ہوا تیزی سے کار آگے بڑھاتا چلا گیا۔ لیکن آگے ایک چوک تھا۔ جہاں سے مختلف سمتوں میں سڑکیں نکلتی تھیں، اب جوڈش کو یہ معلوم نہ تھا کہ سرخ کار کس طرف کو گھومی ہے، اس لیے وہ اندازاً ہی ایک طرف مڑ گیا۔ لیکن پھر مختلف سڑکوں پر چکر انے کے باوجود سرخ رنگ کی کار اسے کہیں نہ ملی۔ تو اس نے ایک بار پھر راشیل کی خدمات حاصل کرنے کے متعلق سوچا۔ چنانچہ اس نے کار ایک کیفے کے سامنے روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ برآمدہ کراس کرتا ہوا کیفے میں

داخل ہو گیا۔ کیفے کے ہال میں کافی افراد موجود تھے۔ ایک طرف کاؤنٹر پر ایک خوبصورت لڑکی موجود تھی۔

''مجھے ایک ضروری فون کرنا ہے۔'' جوڈش نے کاؤنٹر پر پہنچ کر اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کر لیجئے.........'' لڑکی نے اس کی طرف فون بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور جوڈش نے جلدی سے رسیور اٹھا کر راشیل کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

''یس.........راشیل سپیکنگ۔'' رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے راشیل کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''میں جوڈیش بول رہا ہوں.........'' جوڈیش نے آہستہ آواز میں کہا۔ اس کی نظریں کاؤنٹر گرل پر جمی ہوئی تھیں۔ جو کوئی رجسٹر کھولے اس میں اندراج کرنے میں مصروف تھی۔

''اوہ جوڈش کیا ہوا.........کیا کار وہاں نہیں ملی۔'' راشیل نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''کار وہاں موجود تھی.........لیکن وہ میرے وہاں پہنچتے ہی وہاں سے نکل گئی ہے۔ میں نے اسے بے حد تلاش کیا ہے۔ لیکن وہ مجھے نہیں ملی۔ اس لیے دوبارہ کام کرو۔ اور اسے ڈھونڈ کر مجھے بتاؤ۔ مگر اس بار وقت کم لینا۔ بہت ضروری مسئلہ ہے۔ پہلے کام کی رقم میں نے تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا دی ہے۔'' جوڈش نے کہا۔

''ہاں.........مجھے اطلاع مل گئی ہے۔ شکریہ' ٹھیک ہے' میں کام شروع کر دیتا ہوں۔ تم پندرہ منٹ کے بعد مجھے فون کر لینا۔'' راشیل نے کہا۔

''ٹھیک ہے.........'' جوڈش نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا نوٹ نکال کر کاؤنٹر گرل کی طرف بڑھایا۔ اور

خود ایک خالی میز کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ظاہر ہے اب پندرہ منٹ اسے وہیں انتظار کرنا تھا۔ ویٹر کو اس نے وہسکی لانے کے لیے کہا اور پندرہ منٹ تک وہ بڑی بے چینی کے عالم میں وہسکی پیتا رہا۔ اس کی نظریں بار بار اپنی گھڑی پر پڑتی تھیں اور پھر ابھی پندرہ منٹ پورے ہونے میں کچھ سیکنڈ باقی رہتے تھے کہ وہ اٹھ کر تیزی سے دوبارہ کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

''میں ایک اور فون کرنا چاہتا ہوں.........'' جوڈش نے کاؤنٹر گرل سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اوہ.........یس۔'' کاؤنٹر گرل نے کاروباری انداز میں مسکرا کر سر ہلاتے ہوئے کہا اور جوڈش نے شکریہ کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے فون اپنی طرف کھسکایا اور پھر رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

''یس.........راشیل سپیکنگ۔'' دوسری طرف سے راشیل کی آواز سنائی دی۔

''جوڈش بول رہا ہوں.......کیا رپورٹ ہے؟'' جوڈش نے بے چین لہجے میں کہا۔

''اوہ جوڈش.........تم خوش قسمت ہو۔اس کار کا پتہ تو تین منٹ میں ہی لگ گیا تھا۔یہ کار تمہارے فون کرنے سے تھوڑی دیر پہلے نتاشا بار میں پہنچی،اس میں سے ایک غنڈہ ٹائپ نوجوان جو اپنے آپ کو پرنس کہتا ہے۔ایک طویل القامت حبشی اور ایک بوڑھا ایشیائی باہر آئے۔بوڑھا ایشیائی شدید زخمی تھا۔اس کی پشت سے خون بہہ رہا تھا۔اس کی حالت نازک تھی،اسے حبشی نے اٹھایا ہوا تھا۔وہ بار کے مالک اور مشہور غنڈے نتاشا کے دفتر کی طرف گئے ہیں۔کار ابھی تک نتاشا بار کے باہر موجود ہے۔'' راشیل نے تفصیل سے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

''اوہ.........تمہیں اتنی زیادہ معلومات کیسے حاصل ہو گئیں۔''

جوڈش نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''میرا ایک آدمی وہیں نتاشا بار میں موجود تھا۔ چنانچہ جب میں نے کام کے لیے سب کو کال کیا۔ تو اس نے فوراً ہی تفصیلات بتا دیں۔ اس بار کام اور زیادہ مختصر ثابت ہوا ہے۔ اس لیے پانچ سو ڈالر صرف۔'' راشیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

''او۔کے.........شکریہ' پہنچ جائیں گے۔'' جوڈش نے کہا اور اس نے کریڈل دبا کر دوبارہ اپنے بنک کو کال کیا اور پھر پہلے کی طرح دوبارہ سے کوڈ بتا کر پانچ سو ڈالر راشیل کے بینک کے مخصوص اکاؤنٹ میں جمع کرنے کی ہدایت دے کر اس نے رسیور رکھا اور ایک بڑا نوٹ نکال کر کاؤنٹر گرل کی طرف بڑھا دیا۔ اور اسے فون کالز کے

ساتھ ساتھ اپنے آرڈر کی رقم بھی کاٹ لینے کے لیے کہا۔

کاؤنٹر گرل نے کیش میمو دیکھ کر اس کا بل اور فون کالز کی رقم کاٹی۔ اور اتنی رقم ایک چھوٹی ٹرے میں رکھ کر جوڈش کی طرف بڑھا دی۔ جوڈش نے دس ڈالر کا نوٹ ٹپ کے طور پر اس ٹرے میں چھوڑا اور باقی رقم کو جیب میں ٹھونستا ہوا وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کیفے سے باہر نکل آیا۔

اب اس کی کار کا رخ نتاشا بار کی طرف تھا۔ اسے راشیل کی رپورٹ سے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ جوانا ڈاکٹر داور کو بھی نکال لایا ہے اور یہ کہ ڈاکٹر زخمی بھی ہے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ڈاکٹر داور یقیناً کسی ہسپتال میں منتقل کیا جائے گا۔ کیونکہ بار میں تو ظاہر ہے اس کا علاج نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اب وہ سوچ رہا تھا کہ نتاشا بار میں پہنچ کر سب سے پہلے وہ اس بات کا پتہ چلائے کہ ڈاکٹر داور کا علاج کہاں کیا جا

رہا ہے۔ یہی سوچتا ہوا وہ نتاشا بار کے سامنے پہنچ گیا۔ سرخ کار وہاں موجود تھی' اس کا پچھلا شیڈ اور ونڈ سکرین دونوں غائب تھیں۔ وہ سمجھ گیا کہ ان گولیوں کا نتیجہ ہو گا۔ جو پھاٹک کے قریب برآمدے میں سے کار پر چلائی جا رہی تھیں۔ اس نے اپنی کار ایک طرف روکی۔ اور پھر ڈیش بورڈ کے نچلے حصے میں بنے ہوئے ایک خانے کو کھولا۔ اور اس میں سے ریڈی میڈ میک اپ کا سامان نکال کر اس نے میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ یہ مختصر ترین میک اپ تھا۔ سنہرے رنگ کی ڈاڑھی' ناک کے نتھوں میں دو چھوٹے چھوٹے سپرنگ' سر پر گھنگھریالے بالوں کی وگ' اور گال پر مصنوعی زخم کا نشان لگا کر جب اس نے آنکھوں پر موٹے سیاہ فریم والی عینک لگائی۔ تو اس کا حلیہ یکسر بدل چکا تھا۔ اس نے یہ میک اپ اس لیے کیا تھا کہ جوانا اسے فوری طور پر نہ پہچان سکے۔ میک اپ مکمل کرنے کے بعد وہ کار سے اترا اور پھر تیز

تیز قدم اٹھاتا۔ ہال میں داخل ہو گیا۔۔ بار کے ہال میں مختلف طبقوں کے افراد کا خاصا رش تھا۔ طوائف ٹائپ کی عورتیں بھی مختلف میزوں پر نظر آ رہی تھیں۔ کاؤنٹر پر ایک سوکھا سڑا سا نوجوان کھڑا نظر آ رہا تھا۔

جوڈش نے غور سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ ایک کونے میں موجود خالی میز کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ میز باقی میزوں سے ہٹ کر ایک طرف موجود تھی' اس کے وہاں بیٹھتے ہی ایک غنڈہ ٹائپ ویٹر اس کے سر پر پہنچ گیا۔

''وہسکی لاؤ........'' جوڈش نے جیب سے دس ڈالر کا نوٹ نکال کر ویٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''باقی رقم تم رکھ لینا۔ مجھے جلدی ہے.........اس لیے شاید میں پہلے ہی اٹھ جاؤں۔'' جوڈش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شکریہ سر.........'' ویٹر نے مسرت بھرے انداز میں سر ہلاتے

ہوئے جواب دیا۔اس قسم کی باروں میں اتنی بڑی ٹپ چونکہ کوئی نہ دیتا تھااس لیے ویٹر کا سر شکریہ ادا کرتے ہوئے کچھ زیادہ ہی جھک گیا تھا۔

ویٹر کے بوتل لے آنے سے پہلے جوڈش نے جیب میں سے سو ڈالر کا ایک نوٹ نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔آدھا نوٹ اس کی مٹھی میں اور آدھا باہر تھا۔جب ویٹر نے بوتل لا کراس کے سامنے رکھی۔تو جوڈش فوراً ہی بیرے سے مخاطب ہوا۔

''سنو.........'' یہ سو ڈالر بھی تمہارے ہو سکتے ہیں۔مجھے کچھ معلومات چاہئیں۔''جوڈش نے آہستہ سے کہا اور ویٹر چونک پڑا۔ سو ڈالر کا نوٹ دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی تھی۔

''کس قسم کی معلومات.........'' ویٹر نے پوچھا۔

''تھوڑی دیر پہلے ہال میں ایک نوجوان ایک حبشی اور ایک زخمی

داخل ہوئے ہیں۔ وہ نتاشا کے دفتر کی طرف گئے ہیں......... ”ان کے بارے میں معلومات چاہئیں۔“ جوڈش نے جواب دیا۔

”اوہ......... میں سمجھ گیا۔ مگر آپ یہ نوٹ جیب میں رکھیں۔ کاؤنٹر مین جونی کی آنکھیں بے حد تیز ہیں۔ آپ یہاں سے فارغ ہو کر باہر چلے جائیں۔ بینک سکوائر کے پہلے ستون کے پاس رک جائیں۔ میں وہاں آجاؤں گا۔“ ویٹر نے بوتل کو ٹھیک کرنے سے انداز میں ہاتھ چلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور جوڈش نے سر ہلا دیا۔ اور ویٹر واپس چلا گیا۔

جوڈش نے نوٹ واپس جیب میں رکھ لیا اور اطمینان سے وہسکی پینے میں مصروف ہو گیا۔ ایک بار ایک طوائف نما عورت نے اس کی میز پر بیٹھنے کی اجازت چاہی۔ لیکن اس نے خشک لہجے میں انکار کر دیا۔ اور وہ عورت مایوسی سے کندھے جھٹکتی ہوئی کسی اور شکار کی تلاش

میں آگے بڑھ گئی۔

بوتل ختم کرنے کے بعد جوڈش اٹھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بل وہ پہلے ہی ادا کر چکا تھا۔ اس لیے کسی نے اسے نہیں روکا۔ باہر نکل کر وہ پیدل ہی قریبی عمارت بنک سکوائر کی طرف بڑھ گیا۔ یہ عمارت بہت بڑے بڑے ستونوں پر بنی ہوئی تھی، نیچے کار پارکنگ تھی۔ جوڈش پہلے ستون کے پاس جا کر ہی رک گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے اسی ویٹر کو بار سے نکل کر اس عمارت کی طرف بڑھتے دیکھا۔ اور پھر وہ اس کے پاس پہنچ گیا۔

''نوٹ دیجئے.........'' ویٹر نے آتے ہی کہا۔ اور جوڈش نے سو ڈالر کا نوٹ نکال کر اس کی مٹھی میں تھما دیا۔ ویٹر نے پہلے تو نوٹ کو غور سے دیکھا۔ جیسے یقین کر رہا ہو۔ کہ نوٹ جعلی تو نہیں ہے۔ پھر اس نے بڑی احتیاط سے نوٹ کو اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھا۔

''اب پوچھئے ....کیا پوچھنا ہے۔ مگر جلدی میں ٹوائلٹ کے بہانے ڈیوٹی سے نکل کر آیا ہوں۔'' ویٹر نے کہا۔

''وہ بوڑھا کہاں ہے.........؟'' جوڈش نے پوچھا۔

''وہ بوڑھا بار کے ساتھ متصل عمارت میں ڈاکٹر رحمان کے کلینک میں ہے.........اور وہ نوجوان بھی وہیں ہے۔ البتہ وہ حبشی باس نتاشا کے دفتر میں موجود ہے۔'' ویٹر نے جلدی سے کہا۔

''بس اتنا ہی کافی ہے.........اب تم جا سکتے ہو۔'' جوڈش نے کہا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

جوڈش اس وقت تک وہیں رکا رہا۔ جب تک ویٹر بار میں نہ چلا گیا اس کے بعد وہ بار کی ملحقہ عمارت کی طرف چل پڑا۔ جس پر رحمان کلینک کا بڑا سا بورڈ موجود تھا۔ اسے ڈاکٹر داور سے غرض تھی' اس لیے اس نے سوچا کہ اسے سب سے پہلے ڈاکٹر داور پر ہی قبضہ کرنا

چاہیئے ۔وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کلینک میں داخل ہوا۔اور مشورے والے کمرے میں داخل ہو گیا۔جیاں کافی مریض جمع تھے۔

”ڈاکٹر صاحب کہاں ہیں.........؟“اس نے ایک نرس سے پوچھا۔جو قریب ہی ایک میز پر بیٹھی ہوئی مریضوں کے چارٹ ترتیب دے رہی تھی۔

”وہ آپریشن روم میں ہیں.........ابھی آجاتے ہیں.........“

نرس نے سر اٹھائے بغیر جواب دیا۔اور پھر اس سے پہلے کہ جوڈش کوئی سوال کرتا اندرونی طرف کا دروازہ کھلا۔اور بوڑھا ڈاکٹر اندر داخل ہوا۔اس نے ڈاکٹروں والا مخصوص کوٹ پہن رکھا تھا اس کے پیچھے ایک غنڈہ ٹائپ نوجوان تھا۔

”آپ بے فکر رہیں جناب......آپریشن کامیاب رہا ہے۔اب مریض کی حالت خطرے سے باہر ہے۔البتہ انہیں کچھ گھنٹے

ریسٹ کرنا ہوگا۔" ڈاکٹر نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس غنڈہ ٹائپ نوجوان سے مخاطب ہوکر کہا۔

"اوہ' تھینک یو.........اب انہیں کس کمرے میں رکھا گیا ہے۔" نوجوان نے اطمینان بھرے لہجے میں پوچھا۔

"مخصوص وارڈ کے کمرے میں ....وہ دو گھنٹے کے بعد ہوش میں آجائیں گے۔ پھر آپ ان سے مل سکتے ہیں........." ڈاکٹر نے نوجوان کو جواب دیا۔

"اوکے.........ویسے آپ خیال رکھیے گا........." نوجوان نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں.........مسٹر نتاشا کے مریض کے دیکھ بھال ہم پر فرض ہے۔ وہ ہمارے بڑے محسن ہیں۔" ڈاکٹر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ ایک مریض کو دیکھنے میں مصروف ہوگیا۔

جب کہ نوجوان سر ہلاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس کے باہر نکلتے ہی جوڈش بھی باہر آ گیا۔اس نے نوجوان کو ایک بند برآمدے میں داخل ہوتے دیکھا اور وہ سمجھ گیا کہ اس برآمدے کا الحاق نتاشا بارے سے ہوگا۔اور یہ نوجوان نتاشا کے پاس گیا ہوگا۔

وہ چند لمحے کھڑا سوچتا رہا۔پھر تیزی سے واپس اس طرف بڑھتا چلا گیا کہاں اس کی کار موجود تھی۔وہاں سے لے کر اس نے کلینک کے مین دروازے کے سامنے آ کر روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ بڑے بااعتماد انداز میں چلتا ہوا ڈاکٹر کے کمرے میں داخل ہو گیا۔

"ڈاکٹر رحمٰن ....! مجھے باس نتاشا نے بھیجا ہے۔میں نے مریض کو ایک محفوظ جگہ لے جانا ہے، یہاں ان کی جان کو خطرہ ہے۔"
اس نے ڈاکٹر کے پاس جا کر بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔اور

ڈاکٹر نے چونک کر اسے دیکھا۔

"جان کو خطرہ......... کیسا خطرہ' وہ تو خطرے سے باہر ہے۔"

ڈاکٹر نے کہا۔

"وہی خطرہ......... جس کی وجہ سے وہ زخمی ہوا تھا۔ یہ آپ کے سوچنے کی بات نہیں ہے۔" جوڈش نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا' اچھا......... میں سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے مجھے کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ لیکن آپ کس پر لے جائیں گے مریض کو اور وہ نوجوان کہاں ہے۔ جو ساتھ آیا تھا۔" ڈاکٹر نے پوچھا۔

"وہ باس کے پاس موجود ہیں......... میں باس کا چیف اسسٹنٹ ہوں۔ مجھے انہوں نے بھیجا ہے۔ باہر کار موجود ہے۔ بڑی کار ہے۔" جوڈش نے کہا۔

"ٹھیک ہے......... مجھے کیا اعتراض ہوسکتا ہے" ڈاکٹر نے چند

لمبے سوچنے کے بعد کہا اور پھر اس نے اپنے ماتحتوں کو بلا کر مریض کو کار میں منتقل کر دینے کے احکامات جاری کر دیئے۔ اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد بے ہوش ڈاکٹر داور کو مخصوص وارڈ کے کمرے سے سٹریچر پر الٹا کر باہر لایا گیا اور بڑی احتیاط سے اسے کار کی پچھلی نشست پر لٹا کر سیٹ کی بیلٹس سے انہیں باندھ دیا گیا۔ تاکہ وہ نیچے نہ گر پڑیں۔ اور جوڈش ان کا شکریہ ادا کرتا ہوا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور بڑی احتیاط سے کار چلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ دوڑ رہی تھی۔ بغیر ایک انگلی ہلائے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اب اس کی کار واپس گلستان کالونی کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

چوہان اپنے ساتھیوں سمیت وائٹ پینتھرز کا خاتمہ کر کے واپس شیراز روڈ کے اسی بنگلے پر پہنچا۔ جہاں وہ عمران کو چھوڑ آئے تھے۔ لیکن عمران غائب تھا۔ وہ کافی دیر تک کوٹھی کے ارد گرد منڈلاتے رہے۔

''میرا خیال ہے عمران کو ٹرانسمیٹر پر کال کیا جائے.........ہو سکتا ہے۔ اسے ہماری مدد کی ضرورت ہو۔'' صدیقی نے کہا۔

''تمہاری تجویز درست ہے.........لیکن ہماری گھڑیاں تو اتر لی

گئی تھیں اور ہمیں آتے وقت ان کے واپس لے آنے کا خیال بھی نہیں رہا۔" چوہان نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور صدیقی کے منہ سے بھی ایک طویل سانس نکل گیا۔ واقعی ان سے حماقت ہوئی تھی' ان کا خیال بھی اس طرف نہ گیا تھا۔ ورنہ وہ انہیں تلاش کر کے واپس لا سکتے تھے۔

"پھر اب واپس کوٹھی چلیں .... اور کیا ہو سکتا ہے۔" نعمانی نے کہا اور چوہان نے سر ہلاتے ہوئے کار کو آگے بڑھا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس اس کوٹھی پر پہنچ گئے جہاں ان کی رہائش تھی۔

اور پھر انہیں وہاں پہنچے ہوئے دو گھنٹے گذر گئے۔ لیکن نہ ہی عمران کی طرف سے کوئی فون آیا اور نہ عمران خود آیا۔ تو ان تینوں کو نا معلوم سی بے چینی نے گھیر لیا۔

"چوہان' .... عمران نے یہاں سے جاتے وقت کسی نتاشا

غنڈے کا ذکر کیا تھا۔ اس سے نہ معلوم کیا جائے۔" اچانک نعمانی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں.........عمران نتاشا بار کا ذکر کر رہا تھا۔ ٹھیک ہے وہیں چلتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کچھ معلوم ہو جائے۔ کم سے کم یہاں فارغ بیٹھ کر اپنے آپ پر طاری ہو جانے والی بے چینی سے تو بچ جائیں گے۔" چوہان اور صدیقی دونوں نے تائید کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ نتاشا بار ہے کہاں.........پہلے اس کا تو پتہ کریں۔" نعمانی نے کہا اور اس نے جیب سے شہر کا ایک نقشہ نکال لیا۔ جو اس نے ایک بک سٹال سے خریدا تھا۔ اور وہ تینوں ہی اس نقشے پر جھک گئے سب سے پہلے تو انہوں نے اس کالونی کا محل وقوع نقشے میں تلاش کیا۔ اور اسے تلاش کر کے انہوں نے اس کے گرد دائرہ لگایا اور پھر وہ نتاشا بار کو تلاش کرنے میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ

اسے تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور پھر اس کے گرد دائرہ لگا کر انہوں نے سڑکوں پر نشان لگانے شروع کر دیئے۔ اور تھوڑی ہی دیر بعد نتاشا بار تک کا راستہ ان کی سمجھ میں آ گیا۔

''میرے خیال میں یہاں فون ضرور ہو گا.........پہلے فون کر لیا جائے۔'' چوہان نے کہا۔

''کیا معلوم عمران نے وہاں اپنے آپ کو کس حیثیت سے تعارف کرایا ہو.........اور وہ ہے تو عجیب و غریب آدمی۔'' چوہان نے کہا اور صدیقی اور نعمانی دونوں نے سر ہلا دیا۔ واقعی چوہان کی بات درست تھی۔ چنانچہ ان تینوں نے خود ہی وہاں پہنچ کر حالات کا جائزہ لینے کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ تھوڑی دیر ان کی کار تیزی سے نتاشا بار کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔

''لیکن چوہان صاحب.........عمران اب نتاشا بار میں تو بیٹھا

نہیں ہو گا۔اس نے ہمیں فون کر کے شیراز روڈ کی کوٹھی پر بلایا تھا۔اور پھر خود بھی وہاں پہنچا تھا۔اس کے بعد آخر نتاشا بار میں ہم کیا لینے جا رہے ہیں۔" اچانک ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے نعمانی نے کہا اور چوہان نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے ایکسیلیٹر پر دباؤ کم کر دیا۔

"واقعی.........اب ہم سے بھی پے در پے حماقتیں ہو رہی ہیں کوئی بات سیدھی سمجھ میں ہی نہیں آ رہی۔" چوہان نے شرمندہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور صدیقی اور نعمانی بھی اس کے ساتھ ہی ہنس پڑے وہ سب ہی اپنے آپ پر ہنس رہے تھے۔

"اب چل ہی پڑے ہیں تو چکر لگا ہی آئیں گے.........کچھ پی کر واپس آ جائیں گے۔" نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا اور چوہان نے سر ہلا دیا اور پھر نعمانی اور چوہان اطمینان بھرے انداز میں باہر کا نظارہ

کرنے لگے۔ کیونکہ اب وہ کسی مشن پر نہیں بلکہ تفریح کرنے کے لیے جارہے تھے۔ کار جیسے ہی نتاشا بار کی طرف جانے والی سڑک پر پہنچ کر آگے بڑھی، اچانک نعمانی چونک پڑا۔ اس کے قریب سے ایک کار کراس کرتی ہوئی آگے بڑھی تھی، اور ایک ہیوی لوڈ ٹرک کی وجہ سے اس کی رفتار آہستہ ہوگئی تھی۔

''ارے.........' دیکھا ڈاکٹر داور۔ ڈاکٹر داور اس کار کی پچھلی نشست پر پڑا ہوا ہے۔'' نعمانی نے فوراً ہی سر اندر کر کے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈاکٹر داور کا نام سن کر چوہان اور پچھلی نشست پر بیٹھا ہوا نعمانی بری طرح اچھل پڑے۔

''کہاں ہے.........کہاں ہے ڈاکٹر داور، کون سی کار کی بات کر رہے ہو۔'' چوہان نے تیز لہجے میں کہا۔

''ابھی نیلے رنگ کی ایک کار نے ہمیں کراس کیا ہے.........اس

کی پچھلی نشست پر ڈاکٹر داور لیٹے ہوئے تھے۔ان کا چہرہ چونکہ ہماری کار کی طرف تھا۔اس لیے میں نے انہیں پہچان لیا ہے۔لیکن ان کی آنکھیں بند تھیں۔وہ یا تو بے ہوش ہیں یا مر چکے ہیں۔'' نعمانی نے تیز لہجے میں کہا۔

''کچھ بھی ہو.........اب ہمیں ان کا پتہ کرنا چاہیئے۔'' چوہان نے کہا اور پھر پہلی کراسنگ آتے ہی اس نے کار کو اس کراسنگ سے موڑ کر اس کا رخ ادھر کیا جدھر وہ کار گئی تھی۔دوسرے لمحے اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔

''تم خود پہچاننا اس کار کو.........کیونکہ تم نے اسے دیکھا ہے۔'' چوہان نے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا اور نعمانی نے سر ہلا دیا۔چوہان نے کار کی رفتار اور تیز کر دی اور پھر ایک چوک کے قریب پہنچتے ہی نعمانی نے چار پانچ کاروں سے آگے جاتی ہوئی نیلے رنگ کی کار کی

طرف اشارہ کیا۔اور چوہان نے سر ہلا دیا۔

اس کے ساتھ سے گزرتا کہ ایک بار پھر تسلی کرلیں کہ واقعی وہ ڈاکٹر داور ہیں، کہیں ہمیں مغالطہ تو نہیں ہوگیا.........''نعمانی نے چوہان سے کہا اور چوہان نے سر ہلاتے ہوئے ایکسیلیٹر کو اور دبا دیا۔ اور پھر وہ دوسری کاروں کو کراس کرتے ہوئے تھوڑی دیر بعد اس نیلے رنگ کی کار کے پاس پہنچ گئے۔

کار چلانے والے نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔لیکن انہوں نے یوں گردنیں سیدھی کرلیں جیسے انہوں نے اس کار کی طرف دیکھا ہی نہ ہو۔لیکن کن اکھیوں سے دیکھتے ہوئے انہوں نے تسلی کرلی تھی کہ واقعی پچھلی سیٹ پر ڈاکٹر داور لیٹے ہوئے تھے۔اور ان کی آنکھیں بند تھیں۔چوہان کار آگے بڑھائے لیئے گیا۔

''یہ سڑک سیدھی چلی جاتی ہے راما موڑ تک.........ہم آگے

آنے والی بائی روڈ سے ہو کر اس کے پیچھے جا سکتے ہیں۔ اس طرح سے یہ مشکوک نہیں ہو گا۔'' نعمانی نے نقشے کو یاد کرتے ہوئے کہا۔

اور چوہان نے سر ہلاتے ہوئے تھوڑے ہی فاصلے پر آنے والی بائی روڈ پر اپنی کار موڑ دی۔ یہ سڑک سنسان پڑی ہوئی تھی، اس لیے وہ اور زیادہ تیزی سے کار بھگاتا ہوا چلا گیا۔ اور پھر ایک طویل چکر کاٹ کر وہ دوبارہ اسی سڑک پر پہنچ گیا جہاں سے وہ مڑا تھا۔ چونکہ انہیں معلوم تھا کہ راستے میں نیلی کار کو کئی جگہ پر چیکنگ کے لیے رکنا ہو گا۔ اس لیے وہ ابھی آ رہی ہو گی۔ چنانچہ وہ ایک سائیڈ میں کار روک کر کھڑے ہو گئے۔ اور وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد نیلے رنگ کی کار آتی دکھائی دی اور پھر چوک سے مڑ کر وہ دائیں طرف والی سڑک پر پہنچ گئی۔ یہ سڑک ایک رہائشی کالونی کی طرف جاتی تھی۔

چوہان نے خاصا فاصلہ دے کر اس کا تعاقب شروع کر دیا۔ اور

پھر گلستان کالونی کا بورڈ انہیں نظر آ گیا۔ نیلے رنگ کی کار ایک کوٹھی کے گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی۔ جب کہ چوہان نے ایک بڑے پبلسٹی بورڈ کے پیچھے کار روک لی اور پھر خود نیچے اتر کر اس بورڈ کے کنارے سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ نیلی کار پھاٹک کے سامنے رکتے ہی اس میں سے وہ ڈاڑھی والا ڈرائیور نیچے اترا اور اس نے پھاٹک کو خود کھولا اور پھر کار میں بیٹھ کر وہ کار کو اندر لیتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک بند ہو گیا۔

''اب ہمیں ڈاکٹر داور کو اس کے پنجے سے نکالنا ہے.........''
چوہان نے واپس مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔ جو کار سے نیچے اتر آئے تھے۔

''کہیں یہاں بھی ہمارا حشر پہلے جیسا نہ ہو.........کہ سب ہی پھنس جائیں۔'' صدیقی نے کہا۔

''کچھ بھی ہو.........اب ہمیں اندر تو جانا ہی ہے۔اب معلوم نہیں اندر کتنے لوگ ہوں۔''چوہان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''پھر.........کیا عقبی سمت سے کوشش کی جائے؟''نعمانی نے پوچھا۔

''ظاہر ہے.........اور دوسری کوئی صورت ہی نہیں۔چوہان نے جواب دیا۔

''ساتھ والی کوٹھی پر کرائے کے لیے خالی ہے۔''کا بورڈ لگا ہوا ہے.........کیوں نہ اس میں داخل ہو کر درمیانی دیوار پھاند جائیں' اس طرح ہم زیادہ محفوظ طریقے سے اندر داخل ہو سکتے ہیں۔'' صدیقی نے اپنے ساتھیوں کو مشورہ دیا۔

''ارے واقعی.........کرائے کے لیے خالی کا مطلب ہے کہ کوٹھی خالی پڑی ہوگی۔اور پھر ہم تینوں کو بیک وقت پھاندنا نہ پڑے

گا۔ بلکہ پہلے میں اندر جاؤں گا۔ آپ لوگ دوسری کوٹھی میں رہیں گے۔ اس کے بعد جیسی صورت حال ہو۔'' چوہان نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور وہ تینوں تیز تیز قدم اٹھاتے دوسری کوٹھی کی بطرف بڑھتے چلے گئے۔ جس پر کرائے کے لیے خالی ہے کا بورڈ لگا ہوا تھا۔

کوٹھی کے پھاٹک پر بڑا سا تالا پڑا ہوا تھا۔ اس لئے وہ اس کی سائیڈ والی گلی میں داخل ہو گئے۔ کوٹھی کی دیواریں زیادہ بلند نہ تھیں اور گلی بھی سنسان پڑی ہوئی تھی۔ اس لیے وہ تینوں یکے بعد دیگرے بڑی آسانی سے اس چھوٹی دیوار کو پھاند کر کوٹھی میں داخل ہو گئے۔ کوٹھی واقعی خالی پڑی ہوئی تھی۔ درمیانی دیوار بھی زیادہ بلند نہ تھی۔

اس لیے وہ تیزی سے چلتے ہوئے اس دیوار تک پہنچ گئے، اور پھر چوہان نے ایڑیاں اٹھا کر اپنے قد کا فائدہ اٹھایا اور اس چھوٹی دیوار سے دوسری طرف جھانکا۔ تو اسے پورچ میں وہی نیلے رنگ کی کار

کھڑی نظر آئی۔ باقی کوٹھی بالکل سنسان پڑی ہوئی تھی۔ چوہان نے اپنے ساتھیوں کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور پھر اس نے دونوں ہاتھ دیوار پر جمائے اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر دیوار چڑھا۔ اور پھر دوسری طرف کود گیا۔ اس کے کودنے سے ہلکا سا دھماکہ ہوا۔ اور چوہان چند لمحے دیوار کے ساتھ دبکا رہا۔ لیکن جب کوئی ردِعمل نہ ہوا۔ تو وہ آہستہ سے کوٹھی کی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا......... عمارت کے قریب پہنچ کر وہ ذرا رکا اور پھر آہستہ سے برآمدے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا۔ اور وہ بڑے چوکنے انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔

برآمدے کے درمیان ایک راہداری تھی۔ جس میں موجود ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ چوہان دیوار کے ساتھ لگ کر آہستہ آہستہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر دروازہ کی طرف کر کے کمرے کے

اندر جھانکا۔ اندر جھانکتے ہی وہ اچھل پڑا۔ کمرے کے درمیان میں ایک بیڈ پر ڈاکٹر داور لیٹے ہوئے تھے جب کہ کمرہ خالی تھا۔ چوہان کمرے کے اندر نہایت آہستگی سے داخل ہوا۔ اور پھر وہ تیزی سے باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا، اس نے چند لمحے رک کر اندر کی ٹوہ لی، لیکن دوسری طرف مکمل خاموشی تھی، چوہان نے دروازے کو ذرا سا دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ باتھ روم خالی پڑا ہوا تھا۔ چوہان تیزی سے واپس پلٹا۔ اس کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ آخر وہ ڈاڑھی والا جو ڈاکٹر داور کو لے آیا تھا کہاں چلا گیا۔ وہ کمرے کے دروازے سے باہر نکلا اور پھر اس نے اسی طرح احتیاط سے سارے کمرے دیکھ ڈالے۔ لیکن تمام کمرے مکمل طور پر خالی پڑے ہوئے تھے۔ اور ڈاڑھی والا غائب تھا۔

چوہان چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر تیزی سے واپس برآمدے کی

طرف بھاگا۔ برآمدے میں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ درمیانی دیوار کے دوسری طرف سے صدیقی کا سر نظر آ رہا تھا۔ وہ شاید اونچا ہو کر اندر کی صورت حال کا جائزہ لے رہا تھا۔ چوہان نے انہیں اندر آنے کا اشارہ کیا اور دوسرے ہی لمحے صدیقی اور اس کے بعد نعمانی بھی درمیانی دیوار پھاند کر اندر کود آئے۔

''کوٹھی خالی پڑی ہے.........البتہ ایک کمرے میں ڈاکٹر داور موجود ہیں۔'' چوہان نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''وہ داڑھی والا کہاں گیا.........کار تو موجود ہے۔'' صدیقی اور نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے تو سارے کمرے دیکھ ڈالے ہیں.........مجھے تو وہ کہیں نظر نہیں آیا۔ ہو سکتا ہے کہ کسی تہہ خانے میں موجود ہو۔'' چوہان نے جواب دیا۔

''لیکن اسے تہہ خانے میں چھپنے کی کیا ضرورت ہے..........''

صدیقی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔اور چوہان نے یوں کندھے

جھٹکے جیسے بات اس کے بھی پلے نہ پڑی ہو۔

''میرا خیال ہے ہمیں زیادہ چکر میں پڑنے کی بجائے ڈاکٹر داور

کو فوری طور پر یہاں سے لے جانا چاہئیے ....اور یہ بات بعد میں

سوچتے رہیں گے۔کہ وہ داڑھی والا کہاں گیا ہے۔اور کیوں گیا

ہے۔''نعمانی نے کہا۔

''ٹھیک ہے.........آؤ.........''چوہان نے کہا۔

اور وہ تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھے۔جس میں ڈاکٹر

داور موجود تھے۔چوہان کو صرف یہی خطرہ تھا کہ کہیں داڑھی والے کی

طرح ڈاکٹر داور بھی غائب نہ ہو گئے ہوں۔لیکن کمرے میں داخل

ہوتے ہی اس نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔ڈاکٹر داور بدستور بیڈ

پر موجود تھے۔ تینوں تیزی سے ڈاکٹر داور کی طرف بڑھے اور پھر چوہان نے ان کی نبض دیکھنے کے لیے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ وہ تیزی سے چونک پڑا۔ ڈاکٹر داور کے سینے اور پیٹ تک پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ باقاعدہ ہسپتال میں باندی گئی پٹیاں۔

''اوہ.........ڈاکٹر داور زخمی ہیں' اور ان کے جسم کے گرد پٹیاں بندھی ہوئی ہیں۔ یوں لگتا ہے۔ جیسے کسی سرجن نے آپریشن کرنے کے بعد پٹیاں باندھی ہوں۔'' چوہان نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوہ.........پھر تو ان کا یہاں سے لے جانا خاصا مشکل کام ہے۔ اور یہ بے ہوش بھی ہیں۔'' صدیقی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے.........اسی وجہ سے وہ داڑھی والا انہیں چھوڑ کر فرار ہو گیا ہے۔ بہرحال اب انہیں احتیاط سے لے جانا ہو گا۔'' چوہان نے کہا۔

"اس کی کار کیوں نہ استعمال کی جائے.........وہ نزدیک ہے۔ بیڈ کو اٹھا کر کار تک لے چلتے ہیں۔" نعمانی نے کہا اور چوہان نے سر ہلا دیا۔ اور پھر ان تینوں نے مل کر بیڈ کو دونوں طرف سے اٹھایا اور وہ اس بیڈ کو اٹھائے کمرے سے نکل کر راہداری سے ہوتے ہوئے باہر پورچ تک آئے اور پورچ میں کھڑی کار کے قریب پہنچ کر چوہان نے کار کی پچھلی نشست کا دروازہ کھولا۔ اور پھر ان تینوں نے مل کر ڈاکٹر داور کو بڑی احتیاط سے پچھلی نشست پر لٹا دیا۔ سیٹ بیلٹس انہوں نے باندھ دیں۔ اور صدیقی درمیانی سیٹوں کے درمیان اکڑوں بیٹھ گیا۔ تاکہ ڈاکٹر داور کو مزید سہارا دیا جا سکے۔

"نعمانی.........تم اپنی کار لے چلو۔ میں یہ کار لے آتا ہوں چابی اگنیشن میں موجود ہے۔" چوہان نے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور نعمانی سر ہلاتا ہوا تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جب کہ چوہان ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور اس نے کار کو چلا کر آہستگی سے موڑا۔ اور پھر پھاٹک کی طرف لیے چلا گیا۔ نعمانی نے پھاٹک کھول دیا تھا۔ اس لیے وہ کار کو باہر نکال کر سڑک پر آ گیا اور پھر اسے موڑ کر آگے بڑھتا چلا گیا۔ جب کہ نعمانی نے پھاٹک بند کیا اور تیزی سے سائن بورڈ کے پیچھے کھڑی ہوئی اپنی کار کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

کچھ ہی دیر بعد وہ کار کو لیے اس نیلے رنگ کی کار کے پیچھے بڑھتا چلا گیا۔ اس نے ہر ممکن چیکنگ کی کہ کسی کار کا بھی تعاقب وغیرہ ہو رہا ہو تو اسے چیک کر سکے۔ لیکن اسے تعاقب کے کوئی آثار نظر نہ آئے تھے اور وہ مطمئن انداز میں کار چلاتا رہا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ اپنی رہائش گاہ میں پہنچ گئے۔ دونوں کاریں اندر پہنچ گئیں.........اور پھر ایک بیڈ کو کار کے

قریب لا کر انہوں نے ڈاکٹر داور کو کار سے باہر نکال کر اس بیڈ کر لٹایا اور بیڈ کو اٹھا کر وہ اندر کمرے میں لے گئے۔

''صدیقی.........اب تم اس نیلی کار کو کہیں دور چھوڑ آؤ۔ اس کی یہاں موجودگی خطرناک ہو سکتی ہے۔'' چوہان نے صدیقی سے کہا۔

صدیقی سر ہلاتا ہوا نیلی کار کی طرف بڑھا۔ اور پھر وہ اسے چلاتا ہوا کوٹھی سے باہر لے گیا۔

''یہ ساری بات میرے تو پلے نہیں پڑی.........آخر وہ داڑھی والا کون تھا۔ اور وہ ڈاکٹر داور کو کہاں سے لایا تھا اور کیوں؟ اور کوٹھی میں لٹا کر اور کار کو چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ مجھے تو یہ سارا چکر ہی کوئی گہرا معاملہ لگتا ہے۔'' نعمانی نے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''بات تو میرے بھی پلے نہیں پڑ رہی.........لیکن کم از کم اتنا اطمینان ضرور ہے کہ ڈاکٹر داور ہماری تحویل میں ہے۔ اب رہا کوئی

چکر۔ تو جو ہوگا دیکھا جائے گا۔'' چوہان نے جواب دیا اور نعمانی منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے اس کے سوا فی الحال اور کوئی جواب بھی تو نہ ہو سکتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد صدیقی پیدل پھاٹک سے اندر آیا۔

''میں یہاں سے تھوڑی دور ایک پارکنگ میں کار کو کھڑی کر آیا ہوں.........'' صدیقی نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''چلو ٹھیک ہے.........اب ہم تینوں کو اس وقت تک سخت محتاط رہنا ہوگا۔ جب تک عمران سے رابطہ قائم نہیں ہو جاتا۔ میرا خیال ہے۔ ہم کوٹھی کے مختلف حصوں پر باقاعدگی سے پہرہ دیں۔ البتہ ایک آدمی ڈاکٹر داور کے پاس رہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے ہوش میں آتے ہی انہیں کسی چیز کی ضرورت پڑے۔'' چوہان نے کہا۔

''میں ڈاکٹر کے پاس ٹھہرتا ہوں.........تم دونوں پہرہ دو۔''

صدیقی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔اور ان دونوں نے اثبات میں سر ہلایا۔پھر چوہان نے نعمانی کو اوپر والی منزل میں جا کر سامنے کے رخ نگرانی کرنے کے لیے کہا اور اس نے خود عقبی سمت نگرانی کرنے کا فیصلہ کیا۔

اور پروگرام کے مطابق وہ دونوں سیڑیاں چڑھتے ہوئے اوپر والی منزل کی طرف بڑھتے چلے گئے۔صدیقی ڈاکٹر داور کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

''کیا ہوا پرنس.........مریض کی حالت کیسی ہے۔''عمران کے دفتر میں داخل ہوتے ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے تناشا نے چونک کر پوچھا۔سامنے والی کرسی پر بیٹھا ہوا جوانا بھی عمران کو دیکھتے ہی چونک کر سیدھا ہو گیا تھا۔وہ کپڑے بدل چکا تھا۔

''آپریشن کامیاب رہا ہے.........اور اب ان کی حالت

خطرے سے باہر ہے۔‘‘عمران نے جواب دیا اور میز کے سامنے پڑی ہوئی ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

’’شکر ہے خدا کا.........ویسے ڈاکٹر رحمٰن بہت ماہر سرجن ہے۔ بہر حال اچھا ہوا کہ تم لوگ بروقت یہاں پہنچ گئے۔‘‘ نتاشا نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

’’میرا خیال ہے.........اب ڈاکٹر کو ہسپتال سے رہائش گاہ پر شفٹ کر دیا جائے۔ ان کا زیادہ دیر یہاں رہنا خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔‘‘ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

’’اتنی کیا جلدی ہے‘.......ایک دو روز تک شفٹ کر لینا جب تک وہ اور بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔ ویسے اگر کوئی خطرہ ہو۔ تو مجھے بتاؤ۔ میں اپنے آدمی ان کی نگرانی پر لگا دیتا ہوں۔‘‘ نتاشا نے پرزور لہجے میں کہا۔

عمران نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔ اور کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے میز پر پڑا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"یس .... سوشل ویلفیئر کمیونٹی سنٹر۔" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز ابھری۔

"میں پرنس بول رہا ہوں .... ڈائریکٹر جنرل سے بات کراؤ۔ پرنس آف پاکیشیا۔" عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ .... اچھا .... وہ آپ کی کال کے شدت سے منتظر تھے۔ ایک منٹ ہولڈ کریں پلیز۔" دوسری طرف سے چونکتے ہوئے جواب دیا گیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز رسیور پر ابھری۔

"یس .... رازی سپیکنگ ڈائریکٹر جنرل۔" بولنے والے

کے لہجے میں ہلکی سی بے چینی کا عنصر نمایاں تھا۔

''میں پرنس آف پاکیشیا بول رہا ہوں.........آپ میری کال کے منتظر تھے۔ کیوں؟'' عمران نے کہا۔

''پرنس.........پہلے مجھے یہ بتائیں کہ ڈاکٹر داور اور ان کے فارمولے کی کیا پوزیشن ہے۔ میری تو جان عذاب میں آ چکی ہے، اس سے تو بہتر تھا کہ میں کانفرنس ہی منسوخ کر دیتا۔ میں نے آپ کے کہنے پر کانفرنس منسوخ نہ کی۔ اب تمام ممالک کے نمائندے مسلسل میری جان کھا رہے ہیں۔ وہ یوں فارغ نہیں بیٹھ سکتے۔'' ڈائریکٹر جنرل نے پریشان لہجے میں کہا۔

''دیکھیں.........' کیا آپ چاہتے ہیں۔ کہ واقعی کانفرنس ہو۔ اگر چاہتے ہیں تب بھی مجھے بتائیں اور نہیں چاہتے تب بھی۔'' عمران کا لہجہ یکلخت تلخ ہو گیا۔

''کمال ہے بھئی.........یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں یہ انتہائی اہم کانفرنس ہے۔ اگر ہمیں اس کانفرنس کی ضرورت نہ ہوتی تو کیا ہم یہاں گھاس کھانے کے لیے رکے ہوئے تھے۔'' ڈائریکٹر جنرل رازی نے غصیلے انداز میں کہا۔

''او، کے.........تو پھر فوراً کانفرنس کا ٹائم رکھ لیں۔ اور مقام مجھے بتا دیں۔ میں ڈاکٹر داور کو فارمولے سمیت وہاں پہنچا دوں گا۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور اس کے قریب بیٹھا ہوا جوانا چونک کر عمران کو دیکھنے لگا۔

کیونکہ ابھی تھوڑے دیر پہلے تو ڈاکٹر داور کا آپریشن ہوا تھا۔ ظاہر ہے اتنی جلدی وہ ٹھیک ہو کر کانفرنس اٹینڈ نہ کر سکتے تھے۔

''اگر آج کانفرنس رکھ لی جائے تو کیسا رہے گا.........اب ہم زیادہ دیر تک نہیں رک سکتے۔'' ڈائریکٹر جنرل نے مسرت بھرے

لہجے میں کہا۔

''مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے.........''عمران نے جواب دیا۔

''تو ٹھیک ہے.........اس وقت دو بجے ہیں۔ چار بجے کانفرنس کا آغاز کر دیا جائے گا۔ مقام کے سلسلے میں تمام انتظامات کرنے کے بعد بتا دوں گا۔ مجھے تین بجے فون کر لیں۔''ڈاکٹر داور وہاں پہنچیں گے۔ تو ان کا استقبال میں خود کروں گا۔ کوڈ فارمولا نمبر تین سو تین ہو گا۔''رازی نے جواب دیا۔

''او، کے.........ٹھیک ہے ڈاکٹر داور مع فارمولا وہاں چار بجے پہنچ جائیں گے۔ مقام میں آپ سے پوچھ لوں گا۔''عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''میں فون کا انتظار کروں گا.........''دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''مگر ماسٹر.........ڈاکٹر داور تو زخمی ہیں۔ وہ کیسے کانفرنس اٹینڈ کریں گے۔'' جوانا نے کہا۔

''وہ نہ کریں.........میں جو موجود ہوں۔ اب میں اس کانٹے کو نکال ہی دینا چاہتا ہوں۔ ورنہ خواہ مخواہ مسئلہ اٹکا رہے گا۔ تم ایسا کرو کہ ریلوے کسٹڈی روم میں چلے جاؤ۔ اور وہاں سے ایک پیکٹ لے آؤ۔ یہ چابی لو اور اجازت نامہ بھی۔'' عمران نے کوٹ کی جیب سے ایک چابی اور ایک کارڈ نکال کر جوانا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''یہ میں کہاں لے کر پہنچوں.........'' جوانا نے کہا۔

''کوٹھی پر لے آنا.........میں ڈاکٹر داور کو وہیں لے جاتا ہوں۔'' عمران نے کہا۔ اور جوانا چابی اور کارڈ جیب میں رکھ کر سر ہلاتا ہوا کمرے کے دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

''نتاشا......... کسی پرائیویٹ ایمبولنس کا بندوبست ہو سکتا ہے۔'' عمران نے جوابا کے جانے کے بعد نتاشا سے مخاطب ہو کر سوال کیا۔

''ہاں .... کیوں نہیں' میں بندوبست کر دیتا ہوں۔ اسے ڈاکٹر رحمٰن کے ہسپتال پہنچنا ہے۔'' نتاشا نے مستعد سے لہجے میں عمران کو جواب دیا۔

''ہاں ....وہیں پہنچنے کا کہہ دو۔ میں ذرا ڈاکٹر سے مریض کی حالت کے بارے میں مزید گفتگو کر لوں۔'' عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ارے ....تو پھر وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں فون پر بات کرا دیتا ہوں۔'' نتاشا نے اسے اٹھتے دیکھ کر کہا اور عمران واپس بیٹھ گیا۔ نتاشا نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے کی

شروع کر دیئے۔

''ہیلو.........رحمٰن ہسپتال۔'' رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

''میں نتاشا بول رہا ہوں.........ڈاکٹر رحمٰن سے بات کراؤ۔'' نتاشا نے کرخت لہجے میں کہا۔

''او۔کے.........میں ملاتا ہوں۔'' دوسری طرف سے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا گیا۔

نتاشا نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''یس.........ڈاکٹر رحمٰن سپیکنگ۔'' رسیور سے ڈاکٹر رحمٰن کی آواز ابھری۔

''ڈاکٹر صاحب.........مریض کا کیا حال ہے۔ جس کا ابھی آپ نے آپریشن کیا ہے۔'' عمران نے نرم لہجے میں پوچھا۔

''مریض کا حال.........کیا مطلب' تم کون بول رہے ہو۔''

ڈاکٹر رحمٰن کا لہجہ بری طرح چونکا ہوا تھا۔

''میں مریض کا ساتھی بول رہا ہوں.........کیوں' آپ کیوں پوچھ رہے ہیں' کیا مریض کی حالت پھر سے بگڑ گئی ہے۔'' عمران نے پریشان لہجے میں پوچھا۔

''لیکن ابھی تو تھوڑی دیر پہلے نتاشا نے ایک آدمی کو بھیجا تھا۔ کہ مریض کو کسی محفوظ جگہ پر لے جانا ہے.........اس کی جان کو خطرہ ہے اور وہ کار میں ڈال کر مریض کو لے گیا ہے۔ اور آپ پوچھ رہے ہیں کہ مریض کا کیاں حال ہے۔'' ڈاکٹر رحمان کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''کیا کہہ رہے ہیں آپ.........'' عمران نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر پھینک دیا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ

بری طرح بگڑ گیا تھا۔

''کیا ہوا......... کیا ہوا۔'' نتاشا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا وہ بھی بے اختیار اٹھ کھڑا ہو گیا تھا۔

''غضب ہو گیا......... تمہارا نام لے کر کوئی ڈاکٹر داور کو لے اڑا۔ اوہ ان کی حالت تو یقیناً بگڑ جائے گی۔'' عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ دروازے کی طرف دوڑا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے......... میں اس ڈاکٹر کا خون پی جاؤں گا۔'' نتاشا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور وہ بھی عمران کے پیچھے بھاگا۔ اور وہ دونوں تیزی سے آگے پیچھے بھاگتے ہوئے دروازہ کراس کر کے ہسپتال والے برآمدے میں پہنچ گئے۔ اور چند ہی لمحوں بعد وہ ڈاکٹر کے کلینک میں گھس گئے۔

نتاشا عمران سے آگے ہو گیا تھا......... وہ اندر جاتے ہی ڈاکٹر

رحمان پر پر جھپٹ پڑا۔اس نے ڈاکٹر کا گریبان پکڑا اور اسے یوں فضا میں اٹھا لیا۔جیسے بچے کسی کھلونے کو اٹھاتے ہیں۔

''کہاں ہے ہمارا مریض.........جلد ہی پیدا کرواسے' ورنہ میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔'' نتاشا کا چہرہ غصے کی شدت سے بری طرح بگڑا ہوا تھا۔

''مم۔مم.........مجھے نہیں معلوم' تمہارا آدمی آیا تھا۔'' ڈاکٹر نے بری طرح ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔اس کا رنگ موت کے خوف سے زرد پڑ گیا تھا۔

''نتاشا.........اسے چھوڑ دو۔اس کا کوئی قصور نہیں۔غلطی ہم سے ہی ہوئی کہ ہم غافل ہو گئے تھے۔'' عمران نے نتاشا سے کہا اور نتاشا نے ایک جھٹکے سے دوبارہ ڈاکٹر کو اس کی کرسی پر پھینک دیا۔وہ بری طرح دانت پیس رہا تھا۔

''اس نے تم'' ....تمہارا نام لیا تھا۔ اب مجھے کیا معلوم تھا۔''

ڈاکٹر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''اُلّو کے پٹھے ....تم مجھ سے تصدیق کر لیتے۔'' نتاشا ایک

بار پھر غصے سے پھٹ پڑا۔

''ڈاکٹر'' ....یہ بتاؤ اس کا حلیہ کیا تھا۔'' عمران نے نتاشا کو

ایک طرف کرتے ہوئے پوچھا۔

اور ڈاکٹر نے داڑھی' عینک اور زخم کے پرانے نشان کا ہی حوالہ

دیا۔ یہی کچھ اسے یاد رہ گیا تھا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ آنے والا یقیناً

میک اپ میں ہی تھا۔

''اس کی کار کا نمبر'' ....ماڈل۔'' عمران نے دوبارہ پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم ....میرے ماتحتوں نے انہیں کار میں منتقل

کیا تھا۔'' ڈاکٹر نے کہا۔

پھر ماتحتوں کو بھی وہاں بلا لیا گیا۔ لیکن انہوں نے کار کے نمبر چیک کرنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی تھی۔ اور چند لمحوں کی پوچھ گچھ کے بعد عمران اور نتاشا ڈھیلے قدم اٹھاتے ہوئے ہسپتال سے نکل کر واپس دفتر میں آ گئے۔

''میں سخت شرمندہ ہوں پرنس......... مجھے یہ تصور بھی نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔'' نتاشا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''دراصل غلطی میری ہے۔ مجھ سے خود غفلت ہو گئی۔ بہر حال اب سوچنا پڑے گا کہ ڈاکٹر کو کون لے گیا ہے۔'' عمران نے کہا اور پھر اچانک اسے چوہان اور اس کے ساتھیوں کا خیال آ گیا۔ اس نے انہیں سرخ کار کے پیچھے بھیجا تھا۔ لیکن اس کے بعد ان کی طرف سے کوئی رپورٹ نہ ملی تھی۔ اس نے گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچ کر اسے مخصوص انداز میں بار بار دبانا شروع کر دیا۔ لیکن دوسری طرف سے رابطہ قائم

نہ ہوا۔تو عمران کے چہرے پر تشویش کے آثار پھیلتے چلے گئے۔ چوہان‘ صدیقی اور نعمانی تینوں میں سے کوئی بھی جواب نہ دے رہا تھا۔اس کا مطلب تو یہی ہو سکتا تھا کہ یا تو وہ ختم ہو چکے ہیں یا پھر کسی عذاب میں پھنسے ہوئے ہیں۔

عمران نے چند لمحے سوچا۔اور پھر ایک خیال کے تحت اس نے سامنے میز پر پڑے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے لگا۔چند لمحے گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے کسی نے رسیور اٹھا لیا اور عمران چونک کر سیدھا ہو گیا۔اس نے ویسے بھی احتیاطاً رہائش گاہ پر فون کر دیا تھا حالانکہ اسے امید نہ تھی کہ وہاں سے کوئی رسیور اٹھائے گا۔

”یس.........کون بول رہا ہے۔“ دوسری طرف سے صدیقی کی آواز سنائی دی تھی۔

''اوہ' صدیقی تم.......... میں عمران بول رہا ہوں۔ تم رہائش گاہ پر ہو۔ چوہان اور نعمانی کہاں ہیں؟'' عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''وہ بھی موجود ہیں عمران صاحب.......'' صدیقی نے جواب دیا۔

''تمہارے ٹرانسمیٹر کال کا جواب نہیں دے رہے تھے.........'' عمران نے پوچھا۔

''اوہ' عمران صاحب.........وہ وائٹ پینتھر زوالی عمارت میں رہ گئے ہیں۔ ہم نے وائٹ پینتھر زاور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ لیکن ریسٹ واچ وہیں رہ گئیں۔ اور ہاں عمران صاحب........ڈاکٹر داور ہمارے پاس موجود ہیں۔ ہم آپ کی طرف سے کسی کال کے منتظر تھے۔'' صدیقی نے جواب دیا۔ اور عمران کو حیرت کا اتنا شدید جھٹکا لگا کہ وہ کرسی سے گرتے گرتے بچا۔

''کیا کہہ رہے ہو؟.........ڈاکٹر داور تمہارے پاس ہیں' کیا مطلب تم نے انہیں کہاں سے حاصل کیا ہے۔'' عمران نے حیرت بھرے انداز میں چیختے ہوئے پوچھا اور ڈاکٹر داور کا سن کر نتاشا بھی چونک پڑا۔

اور صدیقی نے وائٹ پینتھرز کے تعاقب اور پھر وہاں سے نکلنے سے لے کر نتاشا بار جانے اور کار میں ڈاکٹر داور کو دیکھنے اور پھر اسے گلستان کالونی کی خالی کوٹھی سے لے آنے کے تمام واقعات تفصیل سے بتا دیئے۔ عمران درمیان میں سوالات بھی کرتا رہا۔

''اوہ.........گڈ شو.........یہ تم نے کارنامہ انجام دیا ہے۔ ٹھیک ہے تم ڈاکٹر داور کی حفاظت کرو۔ میں وہیں آ رہا ہوں۔ جوانا بھی وہیں پہنچے گا۔ اسے بھی وہیں روک لو۔'' عمران نے کہا اور پھر صدیقی کا جواب سنے بغیر اس نے رسیور رکھ دیا۔

''کیا مریض مل گیا ہے.........؟'' نتاشا نے پوچھا۔

''ہاں.........وہ خود بخود گھر پہنچ گیا ہے۔ میرا ایمبولینس کا خرچہ بچ گیا۔ پردیس میں اتنی بچت ہی کافی ہے۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ نتاشا کا شکریہ ادا کرتا ہوا اس کے دفتر سے باہر نکل آیا۔ اس کے چہرے پر اب اطمینان کے آثار ابھر آئے تھے۔
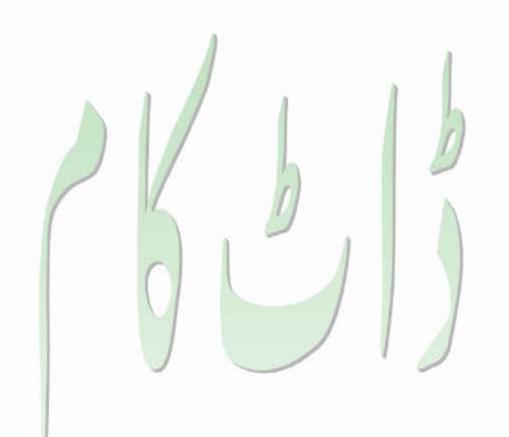
جوڈش ڈاکٹر داور کو کار میں لٹائے تیزی سے گلستان کالونی کی طرف اڑ چلا جا رہا تھا۔ پہلے تو اتنی آسانی سے ڈاکٹر داور کو حاصل کر لینے پر اسے بے انتہا خوشی ہوئی تھی۔ لیکن اب وہ سوچ رہا تھا کہ ڈاکٹر داور شدید زخمی ہے، اس کا باقاعدہ آپریشن کیا گیا ہے' اس کا مطلب تو یہی نکلتا ہے کہ اسے ہوش میں آنے میں بھی کافی وقت لگے گا۔ اور

اب یہ بات تو طے تھی کہ فارمولا ڈاکٹر داور کے پاس نہیں ہے، اور ایسی حالت میں ڈاکٹر داور پر تشدد بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس لیے اب آخری طور پر یہی چارۂ کار رہ گیا تھا کہ وہ ڈاکٹر داور کو کوٹھی میں منتقل کر کے وہ خود وائٹ پینتھر کو تلاش کرے گا۔ کیونکہ وائٹ پینتھر کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے بعد اس کی رابطہ اس سے نہ تھا۔ اور اسے یہ بھی علم نہ تھا کہ وائٹ پینتھر زندہ بھی ہے یا نہیں۔

ابھی وہ یہ سوچتا ہوا کار کو دوڑائے لیے جا رہا تھا۔ کہ اچانک اس نے کراس کرتی ہوئی ایک کار میں سے جھانکنے والے نوجوان کو بری طرح چونکتے دیکھا۔ اس کا انداز دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ وہ ڈاکٹر داور کو پچھلی نشست پر دیکھ کر چونکا ہے۔ لیکن چونکہ کار مخالف سمت میں جا رہی تھی اس لیے اس نے کچھ زیادہ توجہ نہ دی۔ لیکن جب تھوڑی ہی دور آگے جانے کے بعد اس نے اسی کار کو اپنے پیچھے آتے اور پھر چند

لمحوں تک ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے دیکھا۔ تو اس کی چھٹی حس جاگ اٹھی۔ گو کار میں موجود نوجوان نے جو اپنی شکل وصورت سے ایشیائی لگتے تھے۔ اپنے انداز سے یہی ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی۔ کہ وہ ڈاکٹر داور کی طرف متوجہ نہیں ہیں۔ لیکن اس کی تیز نظروں نے چیک کر لیا تھا کہ وہ کن اکھیوں سے ڈاکٹر داور کو ہی دیکھ رہے تھے۔ اور پھر ان کی کار تیزی سے آگے بڑھی۔ مگر دوسرے لمحے جوڈش یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کار ایک بائی روڈ پر مڑ گئی تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ آخر ان کا کیا مقصد ہے۔ لیکن تھوڑی دور آگے آنے کے بعد اچانک اس کے ذہن میں ایک جھماکا ہوا۔ وہ سمجھ گیا کہ تعاقب کے شبہ کو دور کرنے کے لیے کار کو اس بائی روڈ پر لے جایا گیا ہے۔ کیونکہ یہ بائی روڈ چکر کاٹ کر واپس چوک کے پاس اسی سڑک سے آملتی تھی۔ اور ان نوجوانوں کے رنگ دیکھ کر وہ سمجھ گیا۔ کہ یہ یقیناً ڈاکٹر داور کے ساتھی

ہوں گے، اسی لمحے اس کے ذہن میں ایک اور خیال آیا کہ اگر ڈاکٹر داور کی بجائے۔ وہ اصل فارمولا حاصل کرے تو وہ اس کے لیے زیادہ اچھا ٹارگٹ بن سکتا ہے۔ اس فارمولے کو وہ وائٹ پینتھرز تو کیا۔ دنیا کی ہر بڑی حکومت کے ہاتھ معقول ترین رقم پر فروخت کرسکتا ہے۔ چنانچہ اس کے شاطر ذہن نے فوراً ہی ایک منصوبہ مرتب کرلیا۔ اس نے کار کو پھرتی سے ایک سائیڈ پر کر کے درختوں کے ایک جھنڈ کے پیچھے لے جا کر روک دیا۔ یہاں اس کو آسانی سے چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔ کار کو روکتے ہی اس نے اپنی مخصوص جیکٹ کے بٹن کھولے اور اندرونی طور پر بنی ہوئی ایک خفیہ جیب سے اس نے ایک چھوٹی سی ڈبیا نکال لی۔ اس ڈبیا کو کھول کر اس نے اس میں رکھا ہوا ایک چھوٹا سا مگر چپٹا بٹن باہر نکالا۔ ڈبیا میں ہی ایک طرف ایک کیپسول رکھا ہوا تھا۔ اس نے وہ کیپسول کھولا اور بٹن کی سطح پر انگلی کو رکھ کر اسے راؤنڈ

کلاک کی طرح گھما دیا۔ بٹن کا رنگ تیزی سے تبدیل ہوتا چلا گیا، اس نے وہ بٹن اس کیپسول میں ڈالا اور پھر ڈبیا بند کر اس نے جیب میں ڈالی اور خود دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر اس نے ایک ہاتھ سے سیٹ پر بے ہوش پڑے ہوئے ڈاکٹر داور کے دونوں گال اپنے پنجے میں جکڑ کر زور سے دبائے۔ تو ان کا منہ کھلتا چلا گیا اور جوڈش نے دوسرے ہاتھ میں موجود کیپسول ان کے حلق کے اندر ڈال کر نہ صرف ہاتھ چھوڑ دیا۔ بلکہ ایک ہاتھ سے ان کا منہ بند کر دیا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے ان کی ناک کو بھی بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد بے ہوش پڑے ہوئے ڈاکٹر داور کے گلے میں حرکت ہوئی۔ جیسے انہوں نے کوئی چیز نگلی ہو۔ اور جوڈش نے مسکراتے ہوئے ہاتھ ہٹا لیے۔ اس کیپسول کی بناوٹ ہی ایسی تھی اور اس پر ایسا مادہ لگایا گیا تھا کہ حلق میں جاتے ہی پھسل کر خود بخود آگے بڑھ جاتا تھا۔ لیکن

چونکہ ڈاکٹر داور بے ہوش تھے۔ اس لیے حفظِ ماتقدم کے طور پر جوڈش نے ان کا ناک اور منہ بند کر دیا تھا۔ تا کہ کیپسول جلد نیچے چلا جائے، اب وہ مطمئن تھا۔ اس نے کار کا دروازہ بند کیا اور کار چلاتا ہوا تیزی سے چوک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چوک پر پہنچتے ہی اس کی تیز نظروں نے اس کار کو دیکھ لیا۔ اور اس کے لبوں پر ایک طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی۔ وہ بڑے اطمینان سے کار چلاتا ہوا اپنی کوٹھی پر پہنچا۔ اور پھر جب وہ کار سے اتر کر پھاٹک کھول رہا تھا۔ تو اس نے تعاقب کرنے والی کار کو ایک پبلسٹی سائن بورڈ کے پیچھے رکتے دیکھ لیا۔ پھاٹک کھول کر وہ کار کو پورچ میں لے گیا۔ پورچ میں کار روک کر اس نے پچھلی نشست کا دروازہ کھولا۔ اور ڈاکٹر داور کو بڑی احتیاط سے باہر گھسیٹ وہ انہیں یوں ہاتھوں پر اٹھائے عمارت کی طرف بڑھا۔ جیسے بیمار بچے کو باپ دونوں ہاتھوں پر کسی تختے کی صورت میں اٹھالیتا ہے۔ ڈاکٹر

داور بوڑھے اور بیمار ہونے کی وجہ سے کچھ زیادہ وزن نہ رکھتے تھے۔
اس لیئے جوڈش کو انہیں اٹھانے میں کچھ زیادہ مشکل پیش نہ آئی۔
انہیں اندر لے جا کر ایک کمرے میں پڑے ہوئے بیڈ پر لٹا دیا اور خود
کمرے سے نکل کر راہداری میں موجود دیوار کے پاس پہنچ کر اس نے
اس کی بنیاد سے تین اینٹیں اوپر پیر سے ٹھوکر ماری تو دیوار درمیان
سے پھٹ کر مخالف اطراف میں کھسکتی چلی گئی۔ اب وہاں پر ایک
خلا سا بن گیا تھا۔ جس کی دوسری طرف سیڑھیاں نیچے اترتی چلی جا
رہی تھیں۔ وہ سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ تیسری سیڑھی پر اس نے جیسے ہی
قدم رکھا، اس کی پشت پر دیوار برابر ہوگئی۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک
بڑے سے کمرے پر ہوا۔ اس کمرے میں ایک بڑی میز اور چند
کرسیاں پڑی تھیں۔ ایک طرف ایک بڑی سی الماری رکھی ہوئی تھی۔
جوڈش نے وہ الماری کھولی۔ اور اس میں موجود ایک ٹائپ رائٹر نما

مشین نکال کراس نے کمرے کے درمیان میں رکھی ہوئی میز پر رکھ دی۔اس پر پڑا ہوا کور ہٹا کراس نے اس کی سائیڈ میں موجود اریل کو کھینچ کراونچا کیا اور پھر وہ کرسی پر بیٹھ کراس مشین پر جھک گیا۔مشین کے درمین میں ایک چوڑی سی سکرین تھی' اوراس نے نیچے ایک سفید سا خانہ تھا یہ اس بٹن کی آپریٹو مشین تھی۔ جوڈش کو یہ مشین بے حد پسند تھی اور وہ اکثر مہموں میں اسے ساتھ رکھتا تھا۔اس کے پاس اس کا ہر ماڈل موجود تھا اور اس کی عادت تھی کہ وہ اس قسم کی ایک مشین ہر اڈے پر ضرور رکھتا تھا' اس نے اس کے کئی بٹن بیک وقت دبا دیئے تو مشین میں زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں اور درمیانی سکرین روشن ہوگئی ساتھ ہی نیچے والے سفید خانے پرشہر کا ایک نقشہ ابھر آیا۔ یہ نقشہ اس نے بازار سے خرید کراس مشین میں فٹ کیا ہوا تھا۔سکرین پر آڑی ترچھی لکیریں دوڑ رہی تھیں۔ جوڈش نے ایک اور بٹن دبایا تو

سکرین پر اس کمرے کا منظر ابھر آیا۔ جس میں ڈاکٹر داور بیڈ پر پڑا ہوا تھا۔ یہ بٹن اور مشین جوڈش کے خصوصی ہتھیار تھے۔ اسے جب کسی اہم شخصیت کو شکار کرنا ہوتا تھا تو وہ یہ بٹن اس کی کار یا جسم کے کسی حصے میں چپکا دیتا تھا۔ اور پھر اطمینان سے اس مشین کے سامنے بیٹھ کر اس کی نقل وحرکت چیک کرتا رہتا تھا۔ مشین میں یہ خوبی موجود تھی کہ بٹن جہاں جہاں سے گزرتا نقشے والے خانے میں وہاں وہاں سرخ رنگ کا بلب جلتا بجھتا رہتا۔ اس طرح اسے وہیں بیٹھے بیٹھے سب کچھ معلوم ہو جاتا، اس بار بھی اس نے یہی داؤ کھیلا تھا۔ اس نے بٹن ڈاکٹر داور کے معدے میں پہنچا دیا تھا۔ اس کا پلان یہ تھا کہ یہ ایشیائی یقیناً ڈاکٹر داور کو اٹھا کر اپنے اڈے پر لے جائیں گے' اس طرح ان کا اڈہ بھی اس کی نظروں میں آجائے گا اور پھر ڈاکٹر دور سے بیس گز کے فاصلے پر ہونے والی گفتگو بھی وہ اس مشین پر سن سکتا تھا' اس طرح ہو سکتا ہے

کہ اسے اصل فارمولے کے متعلق بھی کوئی کلیو مل جائے اور وہ اصل فارمولا حاصل کر لے۔ یہ سارا کھیل اس نے اصل فارمولے کو حاصل کرنے کے لیے ہی کھیلا تھا۔

دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ اس نے سکرین پر ایک نوجوان کو بڑے محتاط انداز میں کمرے میں داخل ہوتے دیکھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ تیزی سے باتھ روم کی طرف گیا اور اندر جھانکا اور پھر ادھر ادھر دیکھتا ہوا وہ کمرے سے باہر نکل گیا، اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات موجود تھے اور جوڈش کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ ابھر آئی۔ وہ اس نوجوان کو پہچان گیا تھا۔ یہ نوجوان تعاقب کرنے والی کار کو ڈرائیور کر رہا تھا نوجوان تھوڑی دیر تک کمرے سے غائب رہا۔ اور پھر جب وہ دوبارہ اسی کمرے میں داخل ہوا تو اس کے ساتھ دو اور آدمی تھے۔ یہ دونوں بھی اسی کار میں سوار

تھے۔ وہ تینوں ہی ڈاکٹر داور کی طرف بڑھے اور پھر پہلے آنے والے نے ڈاکٹر داور کی نبض چیک کی۔

''اوہ.........ڈاکٹر داور زخمی ہیں، اور ان کے جسم کے گرد پٹیاں بندھی ہوئی ہیں۔ یوں لگتا ہے۔ جیسے کسی سرجن نے آپریشن کرنے کے بعد پٹیاں باندھی ہوں۔'' پہلے والے نوجوان کی آواز مشین کے مائیک سے ابھری تھی۔

''اوہ.........پھر تو ان کا یہاں سے لے جانا خاصا مشکل کام ہے' یہ بے ہوش بھی ہیں۔'' دوسرے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے.........اسی وجہ سے وہ داڑھی والا انہیں چھوڑ کر فرار ہو گیا ہے۔ بہر حال اب انہیں بڑی احتیاط سے لے جانا ہوگا۔'' پہلے نے کہ۔

''اسی کی کار کیوں نہ استعمال کی جائے.........وہ نزدیک بھی

ہے بیڈ کو اٹھا کر کار تک لے چلتے ہیں۔'' دوسرے نے کہا اور پھر باقی افراد نے سر ہلا دیا۔

اس کے بعد ان تینوں نے مل کر بیڈ اٹھایا اور اسے باہر پورچ میں کھڑی جوڈش کی کار کے پاس لے جا کر رکھا۔ اس کے بعد ڈاکٹر داور کو انہوں نے کار میں منتقل کیا۔ چونکہ ٹیلی بٹن ڈاکٹر داور کے پیٹ میں موجود تھا۔ اس لیے جہاں جہاں ڈاکٹر موجود تھے وہاں کا سارا منظر اور بات چیت مشین سے جوڈش سن رہا تھا۔

جوڈش کی کار میں ڈاکٹر داور کو لے کر وہ کوٹھی سے باہر نکلے۔ اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد شیراز کالونی کی ایک کوٹھی میں پہنچ گئے۔ تعاقب کرنے والی کار بھی ساتھ تھی۔ اس کے بعد جوڈش کی کار کو اس کوٹھی سے باہر لے جایا گیا۔ جوڈش نقشے کی وجہ سے اس کوٹھی کا محل وقوع جان گیا تھا۔

اس کے بعد ان کی بات چیت میں عمران کا ذکر آیا تو جوڈش کا چہرہ کھل اٹھا۔ وہ سمجھ گیا کہ جوداؤ اس نے کھیلا ہے۔ وہ صحیح ثابت ہوا ہے۔ اب اُسے اس بات کا انتظار تھا کہ اصل فارمولے کی بات چیت کب سامنے آتی ہے۔ ان میں سے ایک تو ڈاکٹر داور کے پاس رہ گیا۔ جب کہ باقی دو اس کمرے سے باہر چلے گئے۔

تھوڑی دیر بعد پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی، اور ڈاکٹر داور کے کمرے میں موجود نوجوان نے رسیور اٹھالیا اور دوسری طرف سے بولنے والے کا نام عمران سن کر جوڈش چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اور پھر ٹیلی فون پر ان دونوں کی بات چیت سنتے ہی اس پر انکشافات ہونے شروع ہو گئے۔ اسے معلوم ہو گیا کہ وائٹ پینتھرز اور اس کے گروپ کا خاتمہ ہو چکا ہے اور یہ خاتمہ انہی نوجوانوں کے ہاتھوں ہوا ہے۔ ساری کہانی اس نوجوان کی زبانی اس نے سن لی۔ اور

اسے اپنی ذہانت پر رشک آنے لگا کہ اس نے کس طرح عین وقت پر ڈاکٹر داور کو چھوڑ کر اصل فارمولا حاصل کرنے کا پلان بنالیا تھا۔ کیونکہ وائٹ پینتھر کے مرنے کے بعد اب ڈاکٹر داور اس کے لیے بے کار ہو چکا تھا۔ اور پھر اسے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جوانا بھی انہی کا ساتھی ہے۔ اور عمران اور جوانا اسی کوٹھی میں پہنچنے والے ہیں۔ اور پھر وہ اسی انتظار میں بیٹھ گیا کہ کب عمران اور جوانا وہاں آئیں اور اس کے بعد اصل فارمولے کے متعلق کچھ معلوم ہو۔ کیونکہ ابھی تک فارمولے کا کوئی ذکر نہ آیا تھا۔ ایک لمحے کے لیے اسے خیال آیا کہ کہیں یہ لوگ واپس اس کوٹھی میں اسے چیک کرنے نہ آجائیں، لیکن پھر اس نے یہ خیال جھٹک دیا۔ کیونکہ اول تو اس کی تلاش ہی مشکل تھی۔ اور پھر وہ یہ بھی سوچ سکتے تھے کہ جوڈش وہاں اب تک بیٹھا ان کا انتظار تو نہ کر رہا ہوگا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد اس نے کمرے میں اس نوجوان کو داخل ہوتے دیکھا۔ جسے اس نے ڈاکٹر رحمان کے ساتھ ڈاکٹر داور کے آپریشن کے سلسلے میں بات چیت کرتے دیکھا تھا۔ اور پھر اسے معلوم ہو گیا کہ اسی کا نام عمران ہے۔۔ اور چند ہی لمحوں بعد جوانا بھی کمرے میں داخل ہوا۔

''کیا ہوا جوانا.........وہ پیکٹ مل گیا۔'' عمران نے اس سے پوچھا تھا۔

''یس ماسٹر.........'' جوانا نے جواب دیا۔

اور دوسرے لمحے اس نے اپنی جیب سے ایک بڑا سا لفافہ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ اس لفافے پر مہریں سی لگی ہوئی تھیں۔

''تم اب تیار ہو جاؤ.........چار بجے کانفرنس ہونا ہے اور تم نے ڈاکٹر داور کے باڈی گارڈ کی حیثیت سے یہ کانفرنس اٹینڈ کرنی ہے۔''

عمران نے مسکرا کر جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کانفرنس.........مگر ماسٹر ڈاکٹر داور تو بے ہوش پڑے ہوئے ہیں وہ کیسے کانفرنس میں حصہ لے سکتے ہیں۔'' جوانا نے چونکتے ہوئے پوچھا اور جوڈش بھی مشین پر یہ بات چیت سن کر چونک پڑا۔

''اب میں مزید دیر نہیں کرنا چاہتا.........میں خود ڈاکٹر داور کے میک اپ میں کانفرنس میں حصہ لوں گا۔ اصل فارمولا میرے پاس ہے اور میں نے اسے اچھی طرح پڑھ لیا ہے۔ آخر میری ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی کی ڈگریاں کب کام آئیں گی۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوانا نے سر ہلا دیا۔ ادھر جوڈش نے دانت بھینچ لیے۔ وہ سارا کھیل سمجھ گیا تھا۔ اسے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ اصل فارمولا اس پیکٹ میں ہے۔ جو جوانا نے اسے لا کر دا تھا اور اب عمران ڈاکٹر داور کے میک اپ میں یہ فارمولا لے کر کانفرنس میں

جائے گا۔ اور چونکہ اس نے سائنس میں ڈاکٹریٹ کر رکھی ہے، اس لیے وہ آسانی سے اس فارمولے پر ڈسکس کرے گا۔

اب جوڈش کے ذہن میں دو باتیں آ رہی تھیں۔ ایک تو یہ کہ وہ فوری طور پر اس کوٹھی پر حملہ کر کے ان سے فارمولا حاصل کرے اور دوسری صورت یہ ہے کہ وہ کانفرنس کے وقت کانفرنس والوں کو بتا دے کہ ڈاکٹر داور اصلی نہیں ہے، اس طرح کانفرنس ملتوی ہو جائے گی اور فارمولا عمران واپس لے آئے گا۔ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ کانفرنس کہاں ہو رہی ہے۔ اور پہلی بات پر عمل اس لیے ممکن نہ تھا کہ وہ اکیلا کوٹھی میں گھس کر اتنے لوگوں سے مقابلہ کر کے فارمولا حاصل نہ کر سکتا تھا۔ چار بجنے میں ابھی ایک گھنٹہ باقی تھا۔ اور اسے معلوم ہو گیا تھا کہ اس کی کار شیراز کالونی کی پارکنگ میں کھڑی کی گئی ہے۔ چنانچہ اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ اس پارکنگ میں پہنچ کر

وہاں سے اپنی کار حاصل کرے۔ اور پھر وہ عمران اور جوانا کا تعاقب کرے۔ اور اگر اس کا داؤ راستے میں چل جائے تو وہ اپنی مخصوص تکنیک استعمال کرتے ہوئے ان کی کار کا ایکسیڈنٹ کر دے اور فارمولا لے اڑے۔ اور اگر اس کا داؤ کسی طور پر نہ چل سکے تو پھر ان کا تعاقب کر کے اسے کانفرنس کی جگہ کا پتہ چل جائے گا۔ چنانچہ وہ وہاں فون کر سکتا ہے۔ اس کے بعد فارمولا آسانی سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ وہ ابھی بیٹھا یہی باتیں سوچ رہا تھا کہ اچانک اس نے عمران کی آواز سنی۔ وہ اپنے ایک ساتھی سے مخاطب تھا۔

''تین بج گئے ہیں .... اب میں فون کر کے کانفرنس کے انتظام کے بارے میں معلوم کر لوں۔ اور یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ کانفرنس کا انتظام مکمل ہو گیا ہے یا نہیں۔'' عمران نے قریب بیٹھے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا تھا۔

''لیکن عمران صاحب.........آپ نے اس داڑھی والے کے بارے میں کوئی بات ہی نہیں کی۔ جو ڈاکٹر داور کو اغوا کر کے لے گیا تھا۔'' اس کے ساتھی نے کہا۔

''اسی لیے تو میں فوری طور پر کانفرنس کا چکر چلا رہا ہوں.........تا کہ اس بکھیڑے سے جان چھوٹ جائے۔ اب اگر میں اسے ڈھونڈنا شروع کر دوں تو اور مسائل کھڑے ہو سکتے ہیں۔ کانفرنس کے بعد اسے بھی ڈھونڈ لوں گا۔'' عمران نے کہا۔

''ماسٹر.........جہاں تک میرا خیال ہے۔ ڈاکٹر داور کو اغوا کرنے والا جوڈش ہی ہو سکتا ہے۔ جو قدو قامت چوہان صاحب نے بتایا ہے۔ اس لحاظ سے وہ جوڈش ہی لگتا ہے۔ اس نے یقیناً میک اپ کر رکھا ہو گا۔'' جوانا جو قریب ہی بیٹھا ہوا تھا بول پڑا۔ اور عمران سر ہلا کر رہ گیا۔

"لیکن پھر اس نے ڈاکٹر داور کو اس طرح اغوا کر کے آخر کیوں چھوڑ دیا۔ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے.........." اس آدمی نے جسے چوہان کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا' کہا۔

"جہاں تک میں نے اندازہ لگایا ہے........ وہ وائٹ پینتھرز کے لیے کام کر رہا ہو گا۔ کیونکہ وہ بذاتِ خود تو صرف پیشہ ور قاتل ہے۔ کسی مجرم تنظیم کا سرغنہ نہیں ہے۔ ڈاکٹر داور کو اغوا کرنے کے بعد کسی ذریعہ سے اسے معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ وائٹ پینتھر ختم ہو چکا ہے۔ تو اس نے اس کھیل سے ہاتھ اٹھا لیا ہو گا۔ اور ڈاکٹر داور کو چھوڑ کر چلا گیا ہو گا۔" عمران نے کہا۔

"مگر عمران صاحب........ وہ اگر جاتا تو کم از کم اپنی کار تو لے جاتا۔ وہ تو کار بھی چھوڑ گیا۔" چوہان نے کہا۔

"ہو سکتا ہے........ وہ کار چوری کی ہو۔" عمران نے کہا۔ اور

چوہان نے سر ہلا دیا۔ جیسے اب مسئلہ اس کی سمجھ میں آ گیا ہو۔ اور جوڈش عمران کی باتیں سن کر سوچنے لگا۔ کہ عمران واقعی بے حد ذہین آدمی ہے۔

اُسی لمحے عمران نے ہاتھ آگے بڑھا کر ٹیلیفون کا رسیور اٹھا لیا اور جوڈش نے آنکھیں سکرین پر گاڑ دیں۔ کیونکہ اسے ان نمبروں کی ضرورت تھی۔ جس پر عمران کانفرنس کے سلسلے میں کال کرنا چاہتا تھا۔ اگر اسے نمبر معلوم ہو جاتے تو پھر وہ آسانی سے اس عمارت کا محل وقوع تلاش کر سکتا تھا۔

چنانچہ جیسے جیسے عمران نمبر ڈائل کرتا گیا۔ وہ ان نمبروں کو اپنے ذہن میں محفوظ کرتا چلا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کی آواز بلند کرنے والی ناب کو اور زیادہ گھما دیا۔

''ہیلو.........سوشل ویلفیئر کمیونٹی سنٹر۔'' رسیور میں سے بلند

ہونے والی آواز اسے واضح طور پر سنائی دی۔

''میں پرنس آف پاکیشیا بول رہا ہوں.........ڈائرکٹر جنرل سے بات کراؤ۔''عمران نے کہا۔

''یس.........ہولڈ کریں۔وہ اپ کی کال کے منتظر تھے۔''

دوسری طرف سے کہا گیا۔اور پھر چند لمحوں بعد رسیور میں سے ایک اور آواز گونجی۔

''ہیلو.........ڈائریکٹر جنرل رازی بول رہا ہوں۔''

''پرنس آف پاکیشیا.........کانفرنس کا مقام بتائیں۔تین بج گئے ہیں۔''عمران نے کہا۔

''پہلے وہ کوڈ دہرائیں.........جو پچھلی گفتگو میں طے ہوا تھا تا کہ مجھے تسلی ہو جائے۔''ڈائریکٹر جنرل انے کہا۔

''فارمولا.........نمبر تین سو تین۔''عمران نے کہا۔

''اوکے.........مقام نوٹ کریں۔ رازی پلازا۔ سائمن روڈ۔ کانفرنس ٹھیک ساڑھے چار بجے شروع ہو جائے گی۔ ساڑھے تین بجے تمام شرکا پہنچ جائیں گے۔ آپ ڈاکٹر داور کو ٹھیک چار بجے بھیج دیں۔'' ڈائریکٹر جنرل نے کہا۔

''اس عمارت کی حفاظت کا کیا انتظام ہے.........'' عمران نے پوچھا۔

''اس بارے میں بے فکر رہیں.........اس کی حفاظت کا مکمل انتظام کر لیا گیا ہے۔'' رازی نے با اعتماد لہجے میں کہا۔

''اوکے.........ویسے ڈاکٹر داور کے ساتھ ان کا ذاتی باڈی گارڈ آئے گا۔'' عمران نے کہا۔

''لیکن.........غیر متعلقہ آدمی کانفرنس میں کیسے آ سکتا ہے۔'' رازی نے پریشان لہجے میں کہا۔

''آپ اسے کانفرنس روم سے ملحقہ کمرے میں بٹھا دیں........لیکن حکومتِ پاکیشیا نے اسے چونکہ ساتھ بھیجا ہے۔ اس لیے وہ ساتھ ضرور آئے گا۔'' عمران نے کہا۔

''اوکے........ٹھیک ہے۔ ایسا کرلیں گے۔ ہمیں بھی سرکاری طور پر یہی اطلاع دی گئی تھی کہ ڈاکٹر داور کا ذاتی باڈی گارڈ ساتھ آرہا ہے۔'' رازی نے کہا۔

''اوکے........ڈاکٹر داور اور ان کا ذاتی محافظ ٹھیک چار بجے پہنچ جائیں گے بے فکر رہیں۔'' عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی گڈ بائی کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''چلو بھئی جوانا تیار ہو جاؤ........میں بھی ڈاکٹر داور کا میک اپ کرلوں اور چوہان تم لوگوں نے یہاں بے حد محتاط رہنا ہے۔ ڈاکٹر داور کی ہر صورت میں حفاظت کرنی ہے۔ انہیں دو گھنٹے بعد میرے

خیال میں ہوش آجائے گا۔ انہیں نہ بتانا کہ عمران کانفرنس میں گیا ہے۔ بعد میں خود ہی میں بتا دوں گا۔" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں.........ویسے مجھے جوانا کو ساتھ لے جانے کی تک سمجھ میں نہیں آئی۔ آپ کے ہوتے ہوئے جوانا وہاں کیا کرے گا۔" چوہان نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں اسے صرف حفظِ ماتقدم کے طور پر لے جا رہا ہوں۔ مجھے خطرہ ہے کہ کانفرنس میں کوئی غلط آدمی نہ آجائے۔ اور ڈاکٹر داور ایک بوڑھا سائنس دان ہے.........وہ بے چارہ تو لڑ نہیں سکتا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ.........اچھا' اچھا' سمجھ گیا۔" چوہان نے سر ہلا دیا اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جوڈش نے مشین کا بٹن آف کر دیا۔ اور پھر ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ رازی پلازا سائمن روڈ کو وہ اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس نے ایک فیصلہ کرلیا تھا۔ کہ وہ رازی پلازا پہنچنے سے پہلے ایک سنسان سڑک پر ان دونوں کو گھیرے گا۔ اور پھر اپنی مخصوص تکنیک استعمال کرنے کے بعد اس کے لیے فارمولا حاصل کرنا مشکل نہ ہوگا۔ چنانچہ وہ تیزی سے دروازے کی طرف قدم بڑھانے لگا۔

کار تیزی سے سائمن روڈ کی طرف بڑھی چلی جارہی تھی۔

ڈرائیونگ سیٹ پر جوانا بیٹھا تھا۔ جب کہ عمران ڈاکٹر داور کے میک اپ میں پچھلی سیٹ پر موجود تھا۔ ایک بریف کیس اس کے ساتھ سیٹ پر رکھا ہوا تھا۔ اصل فارمولا اس بریف کیس میں رکھا ہوا تھا۔

”ماسٹر........ آخر اس فارمولے میں ایسی کیا بات ہے۔ کہ لوگ اس کے لیے پاگل ہو رہے ہیں۔ کیا یہ ایٹم بم کا فارمولا ہے۔“

جوانا نے پوچھا۔

''ارے نہیں جوانا........ایٹم بم کا فارمولا تو اب سکول میں بچوں کو پڑھایا جاتا ہے۔اس فارمولے میں ہمیشہ جوان رہنے کا راز ہے۔''عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''ہمیشہ جوان رہنے کا فارمولا.........مگر ڈاکٹر داور خود تو بوڑھا ہے۔اس نے یہ فارمولا پہلے اپنے اوپر استعمال کیوں نہیں کیا۔''جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس نے پہلے اپنی بیوی پر یہ فارمولا استعمال کیا۔اور وہ جوان ہوگئی اس کے بعد اس نے ڈاکٹر داور کو منع کر دیا کہ وہ خود جوان نہ ہو۔ اور ڈاکٹر داور بڑا فرمانبردار قسم کا شوہر ہے۔اس لیے وہ بے چارہ خاموش رہا۔''عمران نے کہا۔

''مگر کیوں.........اس کی بیوی کو جوان شوہر نہیں چاہئیے تھا۔''

جوانا کے لہجے میں حیرت تھی۔

''تم نے شادی کی ہے.........'' عمران نے اچانک پوچھا۔

''نہیں.........میں نے کبھی یہ بکھیڑا نہیں پالا۔'' جوانا نے تلخ لہجے میں جواب دیا۔

''بس.........پھر تم نہیں سمجھ سکتے۔ بیویاں' احمق اور بوڑھے شوہروں کو پسند کرتی ہیں۔ وہ بڑے فرمانبردار شوہر ثابت ہوتے ہیں۔'' عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ اور جوانا نے یوں سر ہلایا جیسے وہ بات سمجھ گیا ہو۔

اس وقت وہ ایک ایسی سڑک پر سے گزر رہے تھے۔ جو سنسان تھی اور کبھی کبھار کوئی اک دکا کار آتی جاتی نظر آجاتی تھی کار کی رفتار بھی خاصی تیز تھی۔

''ماسٹر.........آپ نے شادی کیوں نہیں کی۔ کیا آپ بوڑھے

ہونے کے وقت کا انتظار کر رہے ہیں۔'' جوانا نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ اچانک تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی کار کا رخ ایک زوردار جھٹکے سے مڑا۔ اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کار یکلخت کسی لٹو کی طرح گھوم گئی ہو۔ دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی کھوپڑی ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی ہو۔ آخری لمحات میں اس کے کانوں میں جوانا کی چیخ سنائی دی تھی' اس کا ذہن اس کے بعد تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

پھر جب اس کی آنکھ کھلی' تو اس نے اپنے آپ کو گھاس پر اوندھے منہ پڑا ہوا دیکھا۔ کئی لوگ اس پر جھکے ہوئے تھے۔ ارد گرد کئی کاریں بھی موجود تھیں اور عمران کراہتا ہوا اٹھنے لگا۔

''لیٹے رہو.........لیٹے رہو۔تمہاری کار کا خوفناک ایکسیڈنٹ پیش آیا ہے۔تم خوش قسمت ہو کہ ایکسیڈنٹ کے ساتھ ہی تم دروازہ کھلنے پر باہر آ گرے۔اس پر جھکے ہوئے آدمیوں میں سے ایک نے اسے سیدھا کرتے ہوئے کہا۔

''میرا ساتھی.........میرا ساتھی۔''عمران نے سر کو جھٹکتے ہوئے بے اختیار اٹھ کر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

''وہ ٹھیک ہے.........صرف بے ہوش تھا۔ہم بروقت پہنچ گئے۔ہم نے اسے باہر نکال لیا۔اگر ہمیں ایک لمحہ کی بھی دیر ہو جاتی تو وہ کار سمیت جل کر راکھ ہو جاتا۔''انہی میں سے کسی نے کہا اور اسی لمحے عمران کو ساتھ لیٹا ہوا جوانا نظر آ گیا۔اس کے جسم میں حرکت ہو رہی تھی۔اور کچھ لوگ اس پر جھکے ہوئے تھے۔سامنے اس کی کار ایک بڑے سے درخت کے ساتھ کھڑی دھڑا دھڑ جل رہی تھی'اور عمران

بے اختیار سر کو جھٹکتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے سائرن بجاتی ہوئی دو تین گاڑیاں بھی وہاں پہنچ گئیں جوانا بھی اب اٹھ کر بیٹھ چکا تھا۔ پولیس وین کے ساتھ ایک ڈاکٹر کی کار بھی تھی۔ ڈاکٹر تیزی سے عمران کی طرف بڑھا اور پھر اس نے تیزی سے اسے چیک کر کے اس کے.........او کے ہونے کا اعلان کر دیا۔

”تم خوش نصیب ہو مسٹر.........کہ اتنے خوف ناک حادثے سے بچ گئے ہو۔“ ڈاکٹر نے عمران کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ بیگ اٹھائے ہوئے جوانا کی طرف بڑھ گیا۔ جوانا کے ماتھے پر زخم تھا اور اس سے خون بہہ رہا تھا۔ اس کے بازو اور سینہ پر بھی ہلکے ہلکے زخم آئے تھے۔ لیکن فریکچر ہونے سے بچ گیا تھا۔ ڈاکٹر نے بڑی پھرتی سے اس کی مرہم پٹی کر دی۔

اسی لمحے عمران کو فارمولے والے بیگ کا خیال آیا۔ تو وہ بری

طرح چونک پڑا۔ اچانک حادثے کی وجہ سے اس کے ذہن سے وقتی طور پر بیگ اتر گیا تھا۔ بیگ کا خیال آتے ہی وہ تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔ جو دھڑ ادھڑ جل رہی تھی۔ لیکن پولیس کے دو سارجنٹوں نے اسے درمیان ہی میں روک لیا۔

''کہاں جا رہے ہیں.........کار جل رہی ہے۔ اس کے قریب نہ جائیں۔ اس کے پٹرول کی ٹنکی کسی بھی لمحے پھٹ سکتی ہے۔'' ایک سارجنٹ نے اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا اور پھر وہ وہاں موجود سب افراد کو پیچھے ہٹانے لگے۔ اسی لمحے ایک خوف ناک دھماکہ ہوا اور کار کی پٹرول کی ٹنکی پھٹ گئی۔ اس کے ساتھ ہی جیسے بیس گز کے دائرے میں آگ سے جلتے ہوئے پرزوں کی بارش ہو گئی۔ اگر پولیس والے بروقت لوگوں کو وہاں سے نہ ہٹا چکے ہوتے تو یقیناً کئی افراد زخمی ہو جاتے۔

''میرا ایک قیمتی بریف کیس کار میں تھا.........میں نے اسے تلاش کرنا ہے۔'' عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پولیس سارجنٹ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''کس رنگ کا تھا.........بریف کیس۔'' قریب کھڑے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے اچانک عمران سے پوچھا۔

''سرخ رنگ کا.........جیمز بانڈ ٹائپ۔'' عمران نے مڑ کر کہا۔

''اوہ.........وہ میں نے ایک کار والے کے ہاتھ میں دیکھا تھا۔ اب میں یہاں پہنچا تو میں نے یہاں سے تھوڑے فاصلے پر ایک کار میں ایک آدمی کو بیٹھتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سرخ رنگ کا بریف کیس تھا۔ وہ جلدی سے کار میں بیٹھا۔ اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ میں حیران تھا۔ وہ جلدی سے کار میں بیٹھا۔ اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ میں حیران تھا۔ کہ وہ آپ لوگوں کو بچانے کی

بجائے وہاں سے کیوں جا رہا ہے۔ بریف کیس اپنے مخصوص رنگ کی وجہ سے یاد رہ گیا ہے۔ اب آپ کے بات کرنے پر مجھے خیال آ گیا ہے۔" ادھیڑ عمر نے بڑے جوش و خروش سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ جیسے یہ بات بتا کر اسے پورے مجمع میں ممتاز حیثیت حاصل ہو گئی ہو۔

"کار کا نمبر معلوم ہے آپ کو........" عمران نے پوچھا۔

"نمبر........ اوہ ہاں مجھے یاد آ رہا ہے۔ ہاں ٹھیک ہے۔ اس کا نمبر ایس۔ کے۔ جے۔ تیرہ صفر تیرہ تھا۔ نیلے رنگ کی آسٹن تھی۔ آکسفورڈ ماڈل۔ دراصل میرا کاروں کا بزنس ہے۔ اس لیے مجھے یہ سب باتیں یاد رہ گئی ہیں۔" اس ادھیڑ عمر آدمی نے مزید چوڑا ہوتے ہوئے جواب دیا۔ اب اسے اپنی اہمیت کا احساس پوری طرح ہو گیا تھا۔ ارد گرد موجود لوگ بھی بڑی دلچسپی سے اس کی بات سن رہے

تھے۔ ادھر پولیس والے جوانا کا بیان لینے میں مصروف تھے۔

''اس کا حلیہ.........''عمران نے پوچھا۔

''بھاری جسم.........لیکن سمارٹ اور طاقتور۔ بڑے چیک کا سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ سر پر ہلکے سنہری رنگ کے بال تھے۔ مجھے غیر ملکی ہی نظر آتا تھا۔ میں زیادہ تفصیل نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ میں نے اس کی ایک جھلک ہی دیکھی ہے۔'' اسی ادھیڑ عمر کے آدمی نے کہا۔

.........اسی لمحے پولیس والے وہاں پہنچ گئے۔ جوانا ان کے ساتھ تھا۔

''باس.........یہ بیان لینا چاہتے ہیں۔'' جوانا نے رو دینے والے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کتنی رقم دیں گے.........''عمران نے بڑے ہی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

رقم.........کیسی رقم۔'' پولیس سارجنٹ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''بیان کی.........آخر بیان مفت تو نہیں دیا جا سکتا۔ ہر چیز کی قیمت ہوتی ہے۔ اس کمرشل دور میں۔'' عمران نے جواب دیا۔ اور پولیس والے تو ہونٹ کاٹ کر رہ گئے۔ البتہ ادھر ادھر موجود افراد عمران کی بات سن کر بے اختیار قہقہہ مار کر رہ گئے۔

''آپ.........آپ پولیس سے تعاون کریں۔'' پولیس سارجنٹ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تعاون.........اچھا' جسے ہم لوگ اپنی زبان میں خیرات کہتے ہیں۔ چلو ایسے ہی سہی۔ ویسے بھی میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں۔ مجھے خیرات کرنی چاہیئے۔'' عمران نے اونچے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور مجمع ایک بار پھر ہنس پڑا۔ البتہ پولیس والے اسے ایسے دیکھ

رہے تھے۔ جیسے ان کا واسطہ کسی جھکّی بوڑھے سے پڑ گیا ہو۔ اور اب ان کے چہروں پر اکتاہٹ سی طاری تھی۔ اور یہی عمران چاہتا تھا۔ کہ جلد از جلد ان کا پیچھا چھوڑ دیں۔

دیکھئے.........میرا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ میں وہاں کا مشہور سائنس دان ڈاکٹر ہوں۔ یہ میرا ذاتی باڈی گارڈ جوانا ہے۔ ہم ایک اہم کانفرس میں شرکت کے لیے جا رہے تھے کہ اچانک گاڑی گھومی اور اس کے بعد دھماکے کی آواز میں نے سنی اور پھر ان لوگوں کی شکلیں دیکھیں۔'' عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور سائنس دان کا لفظ سن کر پولیس والے بھی مؤدب سے ہو گئے۔

''کسی فائر کی آواز تو نہیں سنی آپ نے.........؟'' پولیس سارجنٹ نے عمران سے پوچھا۔

''بے شمار بار سنی ہے.........'' عمران نے جواب دیا۔

''کیا مطلب.........؟''پولیس سارجنٹ نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

''جہاں میری کوٹھی ہے.......اس کے ساتھ ملٹری والوں کی چاند ماری کی جگہ ہے۔شوٹنگ پلیس وہاں دن رات فائرنگ ہوتی رہتی ہے۔''عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جوان دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ.........میرا مطلب ایکسیڈنٹ سے پہلے۔''سارجنٹ نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سوری........ایکسیڈنٹ سے پہلے تو میں نے دھماکہ سنا تھا۔ کار کا درخت سے ٹکرانے کا دھماکہ۔''عمران نے جواب دیا۔

''آپ اپنا پتہ بتائیں........باقی ہم خود دیکھ لیں گے۔'' سارجنٹ اب پوری طرح اکتا گیا تھا۔

''نارمن ہوٹل میں.........ہمارے کمرے بک ہیں۔سوٹ نمبر

دو سو چالیس۔'' عمران نے جواب دیا۔ اور سارجنٹ نے جلدی سے

پتہ نوٹ کر کے ڈائری بند کر دی۔ عمران نے پتہ درست بتایا تھا۔

کیونکہ سرکاری طور پر ڈاکٹر داور کے لیے یہی رہائش گاہ بک کرائی گئی

تھی۔

''کیا آپ ہمیں مینچوک تک لفٹ دے سکتے ہیں.........''

عمران نے سارجنٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اوہ.........ہاں آیئے۔'' سارجنٹ نے کہا اور عمران اور جوانا

دونوں پولیس کار میں بیٹھ گئے۔

چند لمحوں بعد پولیس کار نے انہیں مین چوک پر اتار دیا۔ پولیس

کار جانے کے بعد عمران اور جوانا نے ٹیکسی کی اور شیراز کالونی میں

اپنی کوٹھی پر پہنچ گئے۔

چوہان اور اس کے ساتھی عمران اور جوانا کو اس حالت میں دیکھ کر

حیران رہ گئے۔ اور جب انہیں اس خوف ناک ایکسیڈنٹ سے ان کے اس طرح صحیح سالم بچ نکلنے کا پتہ چلا۔ تو انہوں نے بڑے ہی خلوص سے مبارک باد دی۔

''عمران ڈاکٹر داور کے کمرے میں آیا اور اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

''یس.........سوشل ویلفیئر کمیونٹی سنٹر۔'' رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''پرنس آف پاکیشیا بول رہا ہوں.........ڈائریکٹر جنرل سے بات کرائیں۔'' عمران نے اصل لہجے میں کہا۔

''اوہ اچھا.........ہولڈ کریں۔'' دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ڈائریکٹر جنرل رازی کی آواز سنائی دی۔

''یس.........رازی بول رہا ہوں۔'' اس کا لہجہ چونکا ہوا تھا۔

''رازی صاحب.........کانفرنس کی کیا پوزیشن ہے۔عمران نے پوچھا۔

''سب لوگ پہنچ چکے ہیں.........صرف ڈاکٹر داور کا انتظار ہے دس منٹ رہ گئے ہیں۔چار بجنے میں' کیوں۔''رازی نے پوچھا۔

''آپ یہ کانفرنس دو گھنٹے کے لیے ملتوی کر دیں.........چار کی بجائے چھ بجے۔''عمران نے کہا۔

''کیوں.........کیا ہوا۔''رازی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''دراصل فارمولا ہم نے احتیاطی تدابیر کے طور پر پاکیشیا ہی میں رہنے دیا تھا۔کیونکہ خطرہ تھا کہ کچھ تنظیمیں یہ فارمولا حاصل کرنے کی کوشش کریں گی۔اور آپ کو معلوم ہے کہ ایسا ہوا.........بہرحال ایک سپیشل جہاز فارمولا لے کر پاکیشیا سے چل پڑا تھا۔اس نے ساڑھے تین بجے پہنچنا تھا۔لیکن اب اطلاع آئی ہے کہ معمولی فنی

خرابی کی وجہ سے اسے راستے میں رکنا پڑا ہے۔ وہ ساڑھے پانچ بجے پہنچے گا۔ اس لیے کانفرنس چھ بجے رکھ لیں۔'' عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ یہ بات ہے........ تب مجبوری ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں مندوبین کو کہہ دیتا ہوں۔ چھ بجے تو ہو جائے گی یا پھر ملتوی کرنی پڑے گی۔'' رازی نے عمران سے پوچھا۔

''نہیں........ چھ بجے ہو جائے گی۔ آپ بے فکر رہیں۔ ڈاکٹر داور چھ بجے آپ کے پاس پہنچ جائیں گے فارمولے سمیت۔'' عمران نے جواب دیا۔

''او۔ کے........'' دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''کیا مطلب........ بیگ میں اصل فارمولا نہیں تھا۔'' چوہان

نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"تم نے مجھے واقعی احمق سمجھ رکھا ہے.........کہ میں اس طرح فارمولا اٹھا کر دوڑ پڑوں گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن اگر ایکسیڈنٹ نہ ہوتا تو........." چوہان نے پوچھا۔

"تو چھ بجے تک پھر بھی انتظار کرنا پڑتا.........اصل فارمولا بہر حال وہیں پہنچتا۔ جوانا کو میں خواہ مخواہ تو ساتھ نہ لے جا رہا تھا۔ اب جہاز والا تو بہانہ بنانا ہی پڑتا تھا۔ اصل بات کیسے بتا سکتا تھا۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"واقعی.........آپ کی ذہانت کام دے گئی ورنہ اس ایکسیڈنٹ سے بہت بڑا نقصان ہو جاتا۔ اصل فارمولا ہوتا۔ تو جل کر راکھ ہو چکا ہوتا۔" نعمانی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا.........تمہیں اصل فارمولے کے جلنے کا ملال ہوتا۔ اور

اگر ہم دونوں ہی چھٹی کر جاتے تو.........'' عمران نے مصنوعی غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''تو ہم صرف اللہ کی رضا کہہ کر صبر کر لیتے.........اور کیا کر سکتے تھے۔'' صدیقی نے جواب دیا اور باقی افراد ہنس پڑے۔

''مجھے تو تم سب تنویر کے ساتھی لگتے ہو.........وہ یقیناً مصلے پر بیٹھا ایسا ہی ورد کر رہا ہو گا۔'' عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر اٹھ کر وہ کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس نے آنکھ کے اشارے سے چوہان کو باہر آنے کا اشارہ کیا۔

اور پھر اس کمرے سے کافی دور جا کر اس نے چوہان سے کہا۔

''چوہان.........اس کمرے میں کوئی ایسی چیز موجود ہے جو ہماری گفتگو کہیں نشر کر رہا ہے۔ یہ ایکسیڈنٹ کیا گیا ہے اور فارمولے والا بیگ اڑایا گیا ہے۔ میں نے اسی لیے وہاں یہ باتیں کی تھیں۔ تم

یہ بتاؤ کہ جس کار میں تم ڈاکٹر داور کو لے کر آئے تھے اس کار رنگ اور ماڈل کیا تھا۔" عمران نے سرگوشی کے اندر میں پوچھا۔

"اوہ.........اس داڑھی والے کی کار۔ وہ نیلے رنگ کی آسٹن تھی۔ آکسفورڈ ماڈل نمبر تھا ایس۔ کے۔ جے۔ تیرہ صفر تیرہ۔" چوہان نے جواب میں کہا۔

"بس ٹھیک ہے.........مجھے پہلے ہی اندازہ تھا۔ وہی فارمولا لے گیا ہے۔ کیونکہ اس آدمی نے جو حلیہ بتایا ہے۔ وہ جوڈش سے ملتا جلتا تھا۔ سوائے داڑھی وغیرہ کے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مگر.........اسے کیسے معلوم ہوا کہ آپ فارمولا لے کر اس وقت وہاں جا رہے ہیں۔" چوہان نے الجھے ہوئے لہجہ میں کہا۔

"اب بھی تم سارا کھیل نہیں سمجھے.........اس نے خوب صورت

داؤ استعمال کیا تھا۔ اور ہم احمقوں کی طرح اس کے داؤ میں آ گئے'
اسے فارمولا چاہیئے تھا۔ ڈاکٹر داور نہیں' چنانچہ اس نے ڈاکٹر داور کو
اغوا کیا تو اسے تمہارے تعاقب کا پتہ چلا۔ تو اس نے یہ پروگرام بنا
لیا کہ ڈاکٹر داور کو تمہارے حوالے کر دیا۔ اور یقیناً اس نے ڈاکٹر داور
کے جسم میں کوئی ٹیلی مائیک ٹائپ کا کوئی آلہ لگا دیا ہے۔ چنانچہ تم
ڈاکٹر داور کو لے کو یہاں آ گئے تو اس نے اس کے آپریٹس سے یقیناً
یہاں کا محل وقوع اور ہماری گفتگو سن لی۔ ساری باتیں ڈاکٹر داور کے
کمرے میں ہی ہوئیں۔ نتیجہ یہ کہ اسے ہمارے سارے پروگرام اور
اصل فارمولے کا علم ہو گیا۔ اور اس نے عین موقع پر ہم سے فارمولا
چھین لیا۔ اب یہ تو ہماری قسمت تھی کہ ہم اس خوفناک ایکسیڈنٹ
سے نہ صرف بچ نکلے بلکہ ہمیں ایسا گواہ بھی مل گیا جس نے اسے بیگ
اٹھا کر جاتے ہوئے دیکھا اور مزید اس کی بدقسمتی کہ اس آدمی کا

تعلق کاروں کے بزنس سے تھا' اس لیے نمبر ماڈل اور رنگ بھی معلوم ہو گیا۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ.........اسی لیے آپ مجھے ڈاکٹر داور کے کمرے سے باہر لے آئے تھے۔" چوہان نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں.........اب تم ایسا کرو کہ اپنے ساتھیوں کو لے کر گلستان کالونی والی اسی کوٹھی کا محاصرہ کر لو۔ میں نے جان بوجھ کر اس کمرے میں بیٹھ کر چھ بجے اور اصل فارمولے کا حوالہ دیا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ جوڈش یا وہ آدمی اصل فارمولا حاصل کرنے کے لیے دوبارہ واردات کرے گا۔" عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے.........لیکن کیا ہم نے صرف نگرانی کرنی ہے۔" "یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ وہاں موجود نہ ہو۔ کسی اور جگہ گیا ہو۔" چوہان نے عمران سے کہا۔

''ہونے کو تو لڑکا بھی ہو سکتا ہے.........اور لڑکی بھی اور مخنث بھی، اس لیے تو اس بار میں تم تینوں کو ہمراہ لایا ہوں کہ تمہیں بھی تھوڑا بہت ذہن لڑانا پڑے۔ وہاں صفدر اور کیپٹن شکیل کی موجودگی نے تمہارے ذہنوں کو زنگ لگا دیا تھا۔'' عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے........ ہو جائے گی نگرانی۔'' چوہان نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔ اسے شاید عمران کے ریمارکس بورے لگے تھے۔

''سنو.........ڈاکٹر داور کے جسم میں جو آلہ لگایا گیا ہے۔ اس کا آپریٹس یقیناً انتہائی وزنی اور بڑا ہو گا۔ کہ اسے آسانی سے کہیں منتقل نہیں کیا جا سکتا۔ تم خود سوچو گلستان کالونی اور شیراز کالونی میں کم از کم دس میل کا فاصلہ ہے۔ ظاہر ہے۔ اتنے طویل فاصلے پر جو آپریٹس کام کر رہا ہو۔ وہ کوئی چھوٹا موٹا تو نہیں ہو سکتا۔ باقی رہی یہ بات کہ وہ واقعی وہیں ہو گا۔ تو اس کی کار وہیں موجود تھی۔ وہ تمہارے سامنے اندر

داخل ہوا۔ پھر اگر اسے واقعی فرار ہونا ہی تھا۔ تو وہ کہیں بھی ڈاکٹر داور اور کار کو چھوڑ کر جا سکتا تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اسی کوٹھی کے کسی خفیہ تہہ خانے میں موجود تھا۔ اور اس نے یقیناً وہیں سے ساری باتیں سنی ہوں گی۔ اور فارمولا حاصل کر لینے کے باوجود انسانی تجسس یہی ہے کہ وہ ہمارے متعلق اور ہمارے آئندہ اقدامات کے متعلق معلوم کرنا چاہے گا۔ اس لیے یقیناً وہ سیدھا وہیں گیا ہو گا۔ اب اسے معلوم تو نہیں کہ کار اور اس کے متعلق ہمیں معلوم ہو چکا ہے۔“

عمران نے تفصیل بتائی تو چوہان کو یوں محسوس ہوا جیسے واقعی اس کے ذہن کو زنگ لگ چکا ہو۔

”شکریہ عمران صاحب........واقعی ہمارے ذہنوں کو زنگ لگ چکا ہے۔ بہر حال اب آپ بے فکر رہیں نگرانی مکمل ہو گی۔ لیکن ایک کام تو ہو سکتا ہے۔ ہم چھ بجے کا انتظار کیوں کریں۔ کیوں نہ ہم پہلے

اس پر چڑھ دوڑیں۔" چوہان نے کہا۔

"یہ میرا اور جوانا کا کام ہے.......تم اپنا کام کرو۔"عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ واپس مڑ گیا۔

جوڈش نے کار ایک درخت کے نیچے روکی۔ اور پھر دروازہ کھول کر تیزی سے نیچے اتر آیا۔ یہ ایک سنسان سی سڑک تھی۔ البتہ اکا دکا کاریں آ جا رہی تھیں۔ جوڈش اس وقت اپنے اصل حلیے میں تھا۔ کار سے نیچے اتر کر وہ پیچھے کی طرف چلتا ہوا سڑک پر بڑھتا چلا گیا۔ اس

کی تیز نظریں ارد گرد کا بغور مشاہدہ کر رہی تھیں۔ اسے معلوم تھا کہ ڈاکٹر داور اور جوانا کی کار نے اسی سڑک پر سے گزرنا ہے۔ کیونکہ سائنس روڈ پر پہنچنے کے لیے اور کوئی راستہ ہی نہ تھا۔ اور وہ اس کار کا ایکسیڈنٹ کرنے کے لیے اپنی پرانی آزمودہ ترکیب استعمال کرنا چاہتا تھا۔ بگل نما پستول اس کی جیب میں موجود تھا۔ وہ اب ایسی سچویشن ڈھونڈنا چاہتا تھا جہاں اس کی مرضی کے مطابق ایکسیڈنٹ ہو سکے اور پھر اسے اپنی پسند کی سچویشن نظر آ گئی۔ اس نے ایک بار پھر ادھر ادھر دیکھا اور اس کے بعد وہ ایک درخت کے چوڑے تنے کی آڑ میں کھڑا ہو گیا۔ بگل نما پستول اس نے جیب سے نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔ وہ جب اپنی کار لینے شیراز کالونی کی پارکنگ میں پہنچا تھا۔ تو اس نے اس کوٹھی کے اندر کا بھی جائزہ لے لیا تھا۔ جس میں ڈاکٹر موجود تھا۔ اسے وہاں پورچ میں سرخ رنگ کی کار کھڑی نظر آ گئی

تھی۔ چنانچہ اب اسے اسی سرخ رنگ کی کار کا انتظار تھا۔ اس کی نظریں اس طرف لگی ہوئی تھیں۔ جدھر سے ڈاکٹر داور کی کار نے آنا تھا۔ کافی دور سڑک پر موڑ تھا۔ اور وہ جس جگہ موجود تھا۔ وہاں سے اس موڑ سے نکلنے والی کار آسانی سے نظر آ سکتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد ہی وہ چونک پڑا۔ اس نے مطلوبہ کار آتی ہوئی دیکھ لی تھی۔ وہ تیزی سے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا۔ اس نے بگل نما پستول کی نال کو زمین سے لگا دیا تھا۔ البتہ اس کی نظریں دور سے آتی ہوئی کار پر جمی ہوئی تھیں اور پھر اسے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا جوانا نظر آ گیا۔ اور اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔ کار خاصی تیز رفتاری سے آ رہی تھی۔ جاور پھر جوڈش نے ٹریگر دبا دیا۔ پستول کا ٹریگر دبتے ہی جوڈش کے ہاتھ کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اور پستول کی نال سے سیاہ رنگ کے سیال کی ایک موٹی سی دھار زمین

سے ہو کر سڑک پر پھیلتی چلی گئی۔

دوسرے ہی لمحے جوانا کی کار کے پہیے اس سیال پر آئے‘ اور اس کے ساتھ ہی کار کا رخ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور پھر جیسے لوہا مقناطیس کی طرف کھنچتا ہے۔ کار بھی بجلی کی سی تیزی سے مڑ اکر اس موٹے درخت کی طرف بڑھی۔ جو اس دھار سے ایک مخصوص زاویے پر موجود تھا۔ اور دوسرے ہی لمحہ کار ایک خوف ناک دھماکے سے اس درخت سے ٹکرا کر پیچھے ہٹی‘ اور اس نے کار کے پچھلے دروازے کو اڑ کر ایک طرف گرتے اور ساتھ ہی ڈاکٹر داورکو زمین پر گرتے ہوئے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں سرخ رنگ کا بریف کیس تھا۔ وہ شاید اسے پکڑے ہوئے تھا۔ بریف کیس اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر اڑتا ہوا جوڈش کے قریب آ گرا۔ کار ایک بار پھر خوف ناک دھماکے سے درخت سے جا ٹکرائی تھی۔

جوڈش نے انتہائی پھرتی سے بریف کیس اٹھایا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسی لمحے اس نے مخالف سمت سے ایک کار کو آتے اور پھر اس کے پہیوں کو سڑک کے ساتھ رگڑ کھا کر چیختے ہوئے سنا۔ لیکن اس نے اس کار کی پرواہ کیے بغیر بریف کیس کار میں اچھالا اور اچھل کر ڈرائیونگ سوٹ پر بیٹھ گیا اور دوسرے لمحے اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھتی چلی گئی' اس نے دو اور کاروں کو بھی وہاں رکتے ہوئے دیکھا۔ لیکن اس نے ایکسیلیٹر کو اور زیادہ دبا دیا۔ ظاہر ہے وہ وہاں کسی طور پر بھی نہ رک سکتا تھا اور پھر مختلف سڑکوں سے گذرنے کے بعد وہ گلستان کالونی میں داخل ہو گیا۔ اس نے کار کو ایک سینما کی پارکنگ میں کھڑا کیا۔ وہ اس کار کو اپنی رہائش گاہ پر نہ لے جانا چاہتا تھا۔ بظاہر کوئی وجہ تو نہ تھی۔ لیکن احتیاط اس کی فطرت میں شامل تھی۔ چنانچہ کار کو پارکنگ میں

چھوڑ کر وہ بریف کیس اٹھائے تیزی سے سڑک پر آیا۔ اور پھر اپنی کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس کا چہرہ فتح مندی کے جذبے سے جگ مگ رہا تھا۔ وہ یہ قیمتی فارمولا آخر کار حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ کوٹھی میں داخل ہو کر وہ راہداری میں خلا پیدا کر کے تہہ خانے میں پہنچ گیا۔ اس نے بریف کیس ایک طرف رکھا اور خود اس نے کرسی پر بیٹھ کر میز پر رکھی ہوئی مشین کو آن کر دیا۔ وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا۔ کہ جب کار ایکسیڈنٹ کی خبر عمران کے ساتھیوں کو ملے گی۔ تو ان کا ردعمل کیا ہو گا۔ وہ اب اپنی آئندہ پالیسی اس ردعمل کو چیک کرنے کے بعد ہی بنانا چاہتا تھا۔ مشین پر موجود سکرین پر وہی کمرہ نظر آرہا تھا۔ جس میں ڈاکٹر داور موجود تھے۔ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ جوڈش خاموش بیٹھا ہوا سکرین کی طرف دیکھ رہا تھا۔

اچانک اسے ایک خیال آیا اور اس نے پھرتی سے پاس پڑے ہوئے بریف کیس کو اپنی طرف کھینچا۔ اور پھر بڑی احتیاط سے ان کے تالوں کو چیک کرنے لگا۔ چند لمحے وہ تالوں کو دیکھتا رہا۔ بظاہر وہ عام سے تالے تھے۔ جنہیں وہ آسانی سے کھول سکتا تھا۔ لیکن اس کی احتیاط پسند طبیعت یہاں بھی آڑے آئی۔ اسے معلوم تھا کہ بعض اوقات تالوں کے ساتھ اندر بے ہوش کر دینے والی گیس کا سلنڈر فٹ کر دیا جاتا ہے یا بم ہوتا ہے۔ اس طرح تالے کھولنے والا بے ہوش یا مر جاتا ہے' اس لیے وہ ان تالوں کو کھولنے سے ہچکچا رہا تھا اور پھر کچھ سوچتے ہوئے اس نے جیکٹ کی جیب سے ایک تیز دھار والا چاقو نکالا اور اسے کھول کر اس نے بیگ کے اوپر اس کی نوک رکھ کر اسے زور سے دبا دیا۔ تیز نوک اندر گھستی چلی گئی۔ گو اندر ہارڈ بورڈ تھا لیکن چاقو کی تیز نوک نے اسے پھاڑ دیا تھا اور پھر جوڈش نے پوری

طاقت لگا کر چاقو کو دائیں طرف کو دبانا شروع کر دیا۔ اور بریف کیس کی اوپر والی سطح کٹتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد جوڈش نے بیگ کی سطح کو چوکور انداز میں کاٹ ڈالا اور پھر اس نے آہستہ سے اس سطح کو پکڑ اور باہر کی طرف کھینچا اور بریف کیس کا ایک چوکور ٹکڑا کٹ کر باہر آ گیا۔

اب بریف کیس کے اندر موجود وہ لفافہ نظر آ رہا تھا۔ جس پر مہریں لگی ہوئی تھیں اور جسے جوانا نے لا کر عمران کو دیا تھا گا۔ اس نے اس چوکور حصے سے تالوں کی اندرونی سمت کا بغور معائنہ کیا۔ لیکن اسے کہیں کوئی گیس سلنڈر یا بم نظر نہ آیا۔

اس نے چاقو کی نوک سے ان تالوں کو کھولنا شروع کر دیا۔ اور چند ہی لمحوں میں وہ انہیں کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ تالے کھول کر اس نے بریف کیس کا بقایا بچا ہوا ڈھکن اوپر اٹھا دیا۔ اور پھر اس میں سے فارمولے والا لفافہ نکال کر ایک طرف میز پر رکھا اور کٹے ہوئے

بریف کیس کو کمرے کے ایک کونے کی طرف اچھال دیا۔

اسی لمحے مشین سے ایک آواز سنائی دی اور یہ آواز سنتے ہی وہ بری طرح چونک پڑا۔ آواز عمران کی تھی۔ جو اس کار میں موجود تھا۔ جس کا ایکسیڈنٹ وہ کر کے آیا تھا۔ وہ تیزی سے مشین کی طرف مڑا اور پھر سکرین پر نظریں پڑتے ہی حیرت کی شدت سے اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ اس نے کمرے میں عمران کو ڈاکٹر داور کے میک اپ میں اور پیچھے جوانا کو کھڑے دیکھا۔ وہ دونوں صحیح سالم تھے۔ البتہ جوانا کے سر پر پٹی بندھی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ ان کے کپڑے مسلے ہوئے تھے۔

”اوہ.........تو یہ اس خوفناک ایکسیڈنٹ سے بچ نکلے۔ حیرت ہے“ جوڈش نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اس نے عمران کو ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرتے دیکھا۔ اور پھر جب اس نے اس کی گفتگو سنی۔ تو وہ محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً کرسی

پر سے اچھل پڑا۔ کیونکہ عمران اس ڈائریکٹر جنرل رازی کو بتا رہا تھا کہ اصل فارمولا جہاز سے آ رہا ہے۔ اس لیے میٹنگ چھ بجے رکھ لیں۔

"نہیں.........یہ بکواس ہے۔ اصل فارمولا یہی ہے۔ ورنہ وہ اسے لے کر ہی کیوں جاتے۔" جوڈش نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اپنے آپ کو یقین دلا رہا ہو۔ کہ اس کے پاس ہی اصل فارمولا ہے۔

لیکن چند ہی لمحوں بعد اسے اپنے سوال کا جواب مل گیا۔

عمران اپنے ساتھی کو یہی بتا رہا تھا۔ کہ اس نے صرف ڈاج دینے کے لیے یہ نقلی فارمولا استعمال کیا تھا اور اصل فارمولا واقعی جہاز سے آ رہا تھا۔

"اوہ.........یہ لوگ تو انتہائی حد تک چکر باز ہیں۔" جوڈش نے

بڑ بڑاتے ہوئے کہا۔ اور اب وہ خالی خالی نظروں سے میز پر پڑے ہوئے اس لفافے کو گھور رہا تھا۔ جس کی قیمت اب اس کی نظروں میں ردی کاغذوں کے سوا اور کچھ نہ رہی تھی۔

عمران اور اس کا ساتھی چوہان۔ اب کمرے سے باہر چلے گئے تھے۔ اور جوڈش سوچ رہا تھا۔ کہ اب اسے ایک بار پھر حرکت میں آنا پڑے گا۔ ابھی یہ غنیمت تھا۔ کہ عمران اسے ایک عام ایکسیڈنٹ سمجھ رہا تھا۔ اور اس نے کہا بھی ہی تھا کہ اصل فارمولا جل گیا۔

اس کا مطلب تھا کہ اسے جوڈش کی کاروائی کا علم نہیں ہو سکا۔ اور ہو بھی کیسے سکے گا سیال غائب ہو چکا تھا اور ایکسیڈنٹ کی بظاہر قدرتی حادثے کے اور کوئی وجہ باقی ہی نہ رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہی وجہ تھی کہ عمران نے کانفرنس کا مقام بدلنے کی تجویز پیش نہ کی تھی۔ بلکہ صرف وقت بڑھانے کے لیے ڈائرکٹر جنرل رازی سے بات کی تھی۔

لیکن اب اسے اس عمران کی بات پر سے اعتبار اٹھ گیا تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ یہ چکر باز آدمی ہے۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ آخری لمحات میں فون کر کے وہ کانفرنس کا مقام بدلوا دے۔ اس لیے اس نے مشین کے ساتھ ہی چمٹے رہنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور ساتھ ہی ساتھ اس کے ذہن میں کھچڑی سی پک رہی تھی۔ وہ اصل فارمولا حاصل کرنے کا کوئی ایسا منصوبہ بنانا چاہتا تھا جس میں کامیابی کا امکان سو فی صد ہو۔

جوڈش جانتا تھا کہ یہ لوگ اس کی توقع سے کہیں زیادہ ذہین واقع ہوئے ہیں۔ اس لیے ہو سکتا ہے۔ کہ اس بار اس کی یہ ترکیب کارگر نہ ہو۔

چنانچہ وہ کوئی اور منصوبہ سوچ رہا تھا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ہی وہ چونک پڑا۔ اور اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑنے لگی۔ ایک اور منصوبہ اس کے ذہن میں آ گیا تھا۔ ایک ایسا منصوبہ جس میں

کامیابی سو فیصد یقینی تھی۔“

اسے کانفرنس والے مقام کا پتہ تھا۔ چنانچہ اس نے یہی سوچا۔ کہ وہ وقت سے پہلے وہاں پہنچ جائے۔ اور پھر وہاں موجود کسی شخص کو اغوا کر کے میک اپ میں اس کی جگہ سنبھال لے‘ اس طرح وہ یقینی طور پر اصل فارمولے تک پہنچ سکتا ہے۔ اسے معلوم تھا کہ اس کام کے لیے اسے خاصے افراد کی ضرورت پڑے گی۔ لہٰذا اس نے اس سلسلے میں راشیل سے رابطہ قائم کرنے کے بارے میں سوچا۔ وہ اسے اس کے مطلب کے آدمی مہیا کر سکتا ہے۔ چنانچہ وہ کرسی سے اٹھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کیونکہ فون اوپر والے کمرے میں تھا۔

عمران نے کار گلستان کالونی کے پہلے چوک کے پاس روکی اور پھر اس نے پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے جوانا کو مخصوص اشارہ کیا۔ اور جوانا کار سے نیچے اتر کر تیز تیز قدم بڑھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ جوانا نے سر پر پی کیپ پہنی ہوئی تھی اور اس نے کیپ کا شیڈ کافی نیچے تک

جھکایا ہوا تھا۔ جس سے اس کا چہرہ نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ پتلون کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے یوں اطمینان سے چل رہا تھا جیسے اس کے پاس کوئی کام نہ ہو اور وہ یوں ہی ٹہلنے کے لیے اپنے گھر سے باہر نکل آیا ہو۔

جب وہ کار سے کافی فاصلے پر پہنچ گیا۔ تو عمران کار سے نیچے اترا اور وہ فٹ پاتھ پر چلنے والے افراد میں شامل ہو گیا۔ ابھی اس نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ اچانک ایک دیوار کی آڑ سے چوہان باہر آیا۔ اور عمران کے ساتھ چلنے لگا۔

''وہ نیلی کار یہاں ایک سینما کی پارکنگ میں موجود ہے........''چوہان نے عمران کی طرف منہ کیے بغیر آہستہ سے کہا۔

''ٹھیک ہے........اس کا مطلب ہے۔ میرا اندازہ درست ہے۔ وہ اندر ہی ہو گا۔''عمران نے کہا اور پھر اس نے قدم تیز کر دیئے۔

"اب ہمارے لیے کیا حکم ہے.........." چوہان نے پوچھا۔

"جوانا اور میں اندر جائیں گے.........تم کوٹھی کے گرد پھیل جاؤ۔ ضرورت پڑی تو تمہیں کاشن دے دوں گا۔" عمران نے جواب دیا اور چوہان سر ہلاتا ہوا ایک طرف کو مڑ گیا۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کوٹھی تک پہنچ گیا۔ جس کی نشاندہی چوہان نے کی تھی۔ جوانا اس کوٹھی سے ذرا ہٹ کر ایک کھمبے کے ساتھ کھڑا سگریٹ سلگانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ وہ بار بار تیلی جلاتا لیکن وہ سگریٹ لگنے سے پہلے ہی بجھ جاتی۔

عمران اس کے قریب سے گزرا۔ اور پھر سائیڈ والی کوٹھی جس پر 'کرائے کے لیے خالی ہے' کا بورڈ لگا ہوا تھا' کی ملحقہ گلی میں مڑ گیا۔ جوانا نے بھی جھنجھلا کر تیلی ایک طرف پھینکی اور سگریٹ کو بغیر سلگائے منہ میں دبائے۔ وہ آگے بڑھا۔ اور پھر وہ بھی اسی گلی میں مڑ گیا۔

دیوار کے ساتھ اسے عمران کھڑا نظر آ گیا۔ جوانا نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر عمران کو سر ہلا کر اشارہ کیا۔ اور عمران پلک جھپکنے میں دیوار پر چڑھا اور پھر آہستہ سے دوسری طرف کود گیا۔ وہ چند لمحے وہاں دبکا رہا۔ پھر اٹھ کر تیزی سے ملحقہ کوٹھی کی درمیانی دیوار کی طرف بڑھنے لگا۔ جب وہ درمیانی دیوار تک پہنچا۔ تو اس نے اپنی پشت پر ہلکا سا دھماکا سنا۔ اور وہ سانپ کی سی تیزی سے مڑا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے وہ سیدھا ہو گیا۔ کیونکہ کودنے والا جوانا تھا۔ جوانا نیچے کودتے ہی لمبے لمبے قدم اٹھاتا عمران کے قریب پہنچ گیا۔ عمران نے دیوار کے اوپر سے دوسری طرف جھانکا۔ کوٹھی کا لان، پورچ اور برآمدہ خالی پڑا ہوا تھا۔ عمران چند لمحے اندر کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر آہستہ سے دیوار پر چڑھا اور اس بار اس نے دوسری طرف چھلانگ لگانے کی بجائے دیوار پر ہاتھ جمائے اور اپنے جسم کو اٹھا کر وہ پنجوں کے بل دوسری طرف زمین پر کھڑا ہو گیا اور

اس طرح ہلکی سی آواز بھی پیدا نہ ہوئی جوانا نے بھی اس کی پیروی کی اور وہ بھی اسی طرح نیچے اتر آیا۔

عمران نے جیب سے ریوالور نکال لیا اور پھر وہ آہستہ سے عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔عمران کو خطرہ تھا کہ کہیں کسی تہہ خانے سے انہیں چیک نہ کیا جا رہا ہو۔اس لیے وہ ضرورت سے زیادہ احتیاط برت رہا تھا۔وہ دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے اس جگہ تک پہنچے جہاں سے اصل عمارت شروع ہو رہی تھی۔اور پھر وہ کمرے کی بیرونی کھڑکی کے نیچے سے جھک کر گزرتے ہوئے برآمدے تک پہنچ گئے۔

برآمدے کے قریب پہنچتے ہی وہ ٹھٹھک کر رہ گیا۔اور اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنے پیچھے آنے والے جوانا کو رکنے کا اشارہ کیا۔اسے دور سے کسی کے باتیں کرنے کی ہلکی سی آواز سنائی دے رہی تھی۔

''یہ آواز جوڈش کی ہے ماسٹر.........''جوانا نے سرگوشی کرتے

ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

پھر وہ آہستہ سے آگے بڑھا اور برآمدے میں پہنچ کر اس راہداری کی طرف بڑھنے لگا۔ جدھر سے اسے آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ اب آوازیں واضح طور پر سنائی دے رہی تھیں۔ یہ آوازیں راہداری میں بنے ہوئے ایک کمرے میں سے آ رہی تھیں۔ جوڈش کسی سے فون پر باتیں کر رہا تھا۔ وہ دونوں ہی پنجوں کے بل چلتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ وہ دروازے کے قریب پہنچ کر رک گئے۔ کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

''مجھے ایسے آدمی چاہئیں راشیل ....جو اغوا کرنے کے ماہر ہوں۔ میں اپنے قد و قامت کے ایک آدمی کو ایک عمارت سے اغوا کرنا چاہتا ہوں۔'' جوڈش کہہ رہا تھا۔

''اغوا کر کے اسے کہاں لے آنا ہے.........؟'' دوسری طرف

سے پوچھا گیا۔

''اسی عمارت کے کسی خالی کمرے میں.........میں وہاں اس آدمی کا میک اپ کرلوں گا۔ اور تمہارے آدمی اس کو باہر لے جا کر کہیں مار کر دفن کر دیں گے۔'' جوڈش نے کہا۔

''ٹھیک ہے.........میرے خیال میں اس کام کے لیے تین آدمی کافی رہیں گے۔ کہاں بھیج دوں ان کو۔'' دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''تم مجھے بتاؤ.........میں انہیں کہاں سے پک کروں۔'' جوڈش نے شاید اپنی احتیاط پسند طبیعت کی وجہ سے اسے اپنا پتہ بتانے سے گریز کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے.........کیفے پنگ پانگ کے برآمدے میں وہ اب سے آدھے گھنٹے بعد موجود ہوں گے۔ ان کے کوٹ کے کالر پر حملہ

کرتے ہوئے چیتے کا سٹکر لگا ہوا ہو گا۔ تم سرخ رنگ کی ٹائی لگا کر آ جانا۔ اس طرح دونوں کو شناخت کرنے میں آسانی ہو گی۔'' دوسری طرف سے کہا گیا۔

''سرخ ٹائی نہیں ....میں نے ایک سائنس دان کا لباس پہننا ہے۔ اس لیے بھورے رنگ کی ٹائی ٹھیک رہے گی۔ البتہ میں اس پر ایک ٹائی پن لگا لوں گا۔ چھ کونوں والی ہیرے والی ٹائی پن۔'' جوڈش نے جوب دیتے ہوئے کہا۔

''او۔کے ....ٹھیک ہے۔ میں انہیں بتا دوں گا۔ معاوضہ بیس ہزار ڈالر ہو گا۔'' دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ٹھیک ہے.........کام کرنے والے ماہر ہونے چاہئیں۔'' جوڈش نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''بے فکر رہو.........میں اناڑیوں کو اپنے ساتھ کبھی نہیں رکھتا۔''

دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور جوڈش نے اوکے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''بڑی رقم ہے تمہارے پاس جو یوں لٹاتے پھر رہے ہو۔'' عمران نے اس کے رسیور رکھتے ہی کمرے میں داخل ہوتے ہوئے زور سے کہا اور جوڈش جو رسیور رکھ کر مڑ ہی رہا تھا' بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کا ہاتھ بڑی پھرتی سے جیب کی طرف بڑھا۔ لیکن عمران کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر وہ رک گیا، اسی لمحے جوانا بھی کمرے کے اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں بھی ایک ریوالور موجود تھا۔

''یہ لالچ میں پھنس گیا ہے ماسٹر.........زیادہ دولت کمانے کے لالچ میں۔'' جوانا نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ہاں تو مسٹر جوڈش.........وہ سرخ بریف کیس کہاں ہے۔ جو تم ہماری کار کا ایکسیڈنٹ کر کے اڑا لائے تھے۔'' عمران نے سنجیدہ

لہجے میں جوڈش سے کہا۔

’’سرخ بریف کیس .... کار کا ایکسیڈنٹ .... کیا کہہ رہے ہو تم۔ میری سمجھ میں تو یہ باتیں نہیں آ رہیں۔‘‘ جوڈش نے قدرے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

’’جوانا .... یہ تمہارا اہم پیشہ ہے۔ اس کی یادداشت قدرے کمزور محسوس ہو رہی ہے۔ ذرا اسے بادام اور حریرہ مقوی دماغ کھلاؤ تاکہ میری باتیں اس کی سمجھ میں آنا شروع ہو جائیں۔‘‘ عمران نے اپنے ساتھ کھڑے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’سنو .... تم جو کوئی بھی ہو۔ تم شاید مجھے نہیں جانتے۔ اس لیے جوانا سے پوچھ لو۔ بہتر یہی ہے کہ جس طرح تم آئے ہو۔ اسی طرح واپس چلے جاؤ۔ ورنہ میرے لیے مکھیاں مارنا اور انسانوں کو قتل کرنا ایک برابر ہوتا ہے۔‘‘ جوڈش نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

''تم آج تک مکھیاں ہی مارتے رہے ہو جوڈش.........انسانوں سے تمہارا واسطہ پڑا ہی نہیں۔ کیوں جوانا' میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا۔'' عمران نے جوانا کی طرف مڑ کر کہا۔

''ہاں ماسٹر.........اسے بڑی شدید غلط فہمی ہے اپنے متعلق۔ اور اس نے کار کا ایکسیڈنٹ کر کے ہمیں مارنے کی اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے، اس لیے اب اگر ہم جوابی وار کریں تو اصول کے مطابق اسے کوئی گلہ نہیں ہونا چاہئیے۔'' جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے قدم آگے کی طرف بڑھائے۔ ریوالور ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔

لیکن جیسے ہی اس نے قدم آگے بڑھائے جوڈش بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور اس کی لات پوری قوت سے جوانا کے اس ہاتھ پر پڑی۔ جس میں اس نے ریوالور پکڑ رکھا تھا۔ اور ریوالور اس

کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ جوڈش کے قدم جیسے ہی زمین پر

دوبارہ پڑے اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی جیب سے ریوالور نکال

لیا۔لیکن اسی لمحے عمرن کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور نکال لیا۔

لیکن اسی لمحے عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور نے شعلہ

اگلا۔ اور جوڈش کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا۔

''مجھے تمہارا انداز پسند آیا ہے جوڈش.........لیکن اب یہ جنگ

خالی ہاتھ ہو گی۔''عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے جوانا نے جوڈش پر چھلانگ لگا دی۔ لیکن جوڈش

جوانا سے کہیں زیادہ پھرتیلا تھا۔ وہ تیزی سے ایک طرف کو ہٹا اور

جوانا اپنے ہی زور میں اس کے پیچھے موجود میز سے جا ٹکرایا۔ اسی لمحے

جوڈش نے انتہائی ماہرانہ انداز میں اس کی پشت پر لات جما دی۔ اور

جوانا میز کے اوپر سے ہوتا ہوا الٹ کر دوسری طرف جا گرا۔ جب کہ

جوڈش نے دوسرے ہی لمحے الٹی چھلانگ لگائی۔ اور اس نے قلابازی کھا کر بڑی پھرتی سے دونوں ٹانگیں عمران کے سینے پر مارنی چاہیں' لیکن عمران نے بڑے اطمینان سے اچھل کر لات ماری جو جوڈش کے کولہوں پر پڑی اور جوڈش فضا میں ہی پلٹ کر دوبارہ میز کے سامنے جا گرا۔

''آپس میں لڑو بھائی.........میں تو صرف ریفری ہوں۔''

عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

جوڈش نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اٹھا۔ لیکن جوانا پہلے ہی اٹھ چکا تھا۔ اور پھر جیسے بھوکا شیر کسی ہرنی پر جھپٹتا ہے۔ جوانا جوڈش پر جھپٹا۔ اور جوڈش چیختا ہوا' اس کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا کمرے کی پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔

''ویل ڈن جوانا.........عمران نے داد دیتے ہوئے کہا۔

جوڈش دیوار سے ٹکرا کر کسی گیند کی طرح واپس پلٹا اور اس کی فلائنگ کک پوری قوت سے جوانا کے سینے پر پڑی اور جوانا پشت کے بل الٹ کر نیچے گرا۔ جب کہ جوڈش قلابازی کھا کر سیدھا ہو گیا۔

"ویل ڈن جوڈش.........اچھا داؤ تھا۔" عمران نے یوں جوڈش کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ جیسے واقعی وہ کسی ریسلنگ میچ کا ریفری ہو۔

جوڈش قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور پھر اس نے زمین سے اٹھتے ہوئے جوانا پر چھلانگ لگائی۔ جوانا تیزی سے کروٹ بدل گیا۔ لیکن جوڈش نے دراصل ایک اور داؤ کھیلا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ زمین پر ٹکے اور دوسرے لمحے وہ الٹی قلابازی کھا کر بجلی کی سی تیزی سے عمران کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا دروازہ کراس کر کے باہر راہداری میں جا گرا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران مڑتا وہ اٹھ کر بھاگنے ہی لگا تھا

کہ پھر جوڈش چیختا ہوا دوبارہ کمرے میں آ گرا۔ اس کے پہلو پر زبردست کک لگی تھی اور یہ کک لگانے والا چوہان تھا۔ جو کافی دیر عمران کے اندر رہنے کی وجہ سے خود ہی کوٹھی کے اندر آ گیا تھا۔ کیونکہ جوڈش کے اندر گرتے ہی وہ دروازے میں نمودار ہو گیا تھا۔

''اوہ، تم.........چلو اچھا ہوا۔ تم آ گئے۔ اپنے ساتھیوں کو بھی بلا لو یہاں بغیر ٹکٹ کے ورلڈ چمپئن کے لیے میچ ہو رہا ہے۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور چوہان سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

ادھر جوانا اور جوڈش دونوں ایک بار پھر آمنے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ جوڈش کا قد گو جوانا سے دبتا ہوا تھا۔ لیکن وہ لڑائی بڑائی کے فن میں جوانا سے کہیں زیادہ ماہر دکھائی دیتا تھا۔ اور یوں بھی اس کے جسم میں خاصی طاقت تھی۔

چند لمحے وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے

کھڑے رہے۔ پھر دونوں نے بیک وقت حرکت کی اور وہ دونوں ایک دوسرے سے پوری قوت سے ٹکرا گئے۔ ان کے ٹکرانے سے یوں دھماکہ ہوا جیسے دو وحشی سانڈ ایک دوسرے سے ٹکرائے ہوں۔ جوڈش نے ٹکراتے ہی پوری قوت سے جوانا کے زیر ناف گھٹنا مارا۔ ادھر جوانا کی ٹکر پوری قوت سے اس کی ناک پر پڑی۔ اور دونوں ہی لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ اور پھر جوانا کا داؤ چل گیا۔ پیچھے ہٹتے ہی اس کا جسم کمان کی طرح پیچھے کو مڑا۔ اور پھر جیسے کمان سے تیر نکلتا ہے۔ اسی طرح وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھلا' اسکے دونوں ہاتھ پلک جھپکنے میں زمین پر لگے اور اس کی دونوں ٹانگیں الٹ کر پوری قوت سے جوڈش کے سینے پر پڑیں اور جوڈش چیختا ہوا پشت کے بل فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ اور جوانا الٹی قلابازی کھا کر ایک لمحے کے لیے سیدھا ہوا اور دوسرے ہی لمحے وہ فرش پر پڑے جوڈش کے اوپر پوری قوت سے

جا گرا۔ جوڈش نے نیچے گرتے ہی تیزی سے اپنی جگہ بدلنی چاہی لیکن
جوانا نے اتنی پھرتی سے کام لیا تھا کہ وہ پہلو نہ بچا سکا۔ اور جوانا کسی
پہاڑ کی طرح اس کے جسم پر گرا۔ اس کے دونوں ہاتھ جوڈش کے
کندھوں پر جمے اور اس کے ساتھ ہی جوانا سر کے بل زمین پر دونوں
ہاتھ ٹکا کر اٹھا۔ اس کی دونوں ٹانگیں قینچی کی طرح جوڈش کی گردن
کے گرد جمیں اور اس کے ساتھ ہی جوانا سر کے بل زمین پر دونوں ہاتھ
ٹکا کر اٹھا اور اس کا جسم جوڈش سمیت فضا میں اٹھتا چلا گیا۔ اور پھر
بھاری بھرکم جوڈش کسی گیند کی طرح اس کی ٹانگوں میں جکڑا ہوا فضا
میں اچھلا۔ اور ایک زوردار دھماکے سے دروازے کے ساتھ والی
دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس بار اس کی کھوپڑی دیوار سے ٹکرائی تھی' اس
لیے دیوار سے ٹکرا کر وہ ریت کی بوری کی طرح زمین پر گرا اور جوانا
نے آگے بڑھ کر اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر اسے گھسیٹا اور پھر اس نے

انتہائی پھرتی سے اپنی ایک ٹانگ اس کی دونوں ٹانگوں میں پھنسا کر اپنے جسم کو کسی لٹو کی طرح گھمایا۔ اسی طرح گھومنے سے جوڈش کا جسم بھی مچھلی کی طرح تڑپ کر گھوما۔ مگر جوانا کی دوسری لات نے اسے پوری طرح گھومنے سے روک دیا۔ اور جوڈش کے حلق سے ذبح ہوتے ہوئے بکرے کی طرح غرغراہٹ سی نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ البتہ اس کا سر اچھل اچھل کر زمین سے ٹکرا رہا تھا۔ جوانا نے سپر لیگ لاک لگا کر اس کے دونوں کولہوں کے جوڑ اکھاڑ دیئے تھے۔ اور اب جوڈش کا نچلا جسم بے کار ہو گیا تھا۔

کٹاک کٹاک کی آوازیں بیک وقت ابھری تھیں۔ اور جوانا تیزی سے مڑ کر سیدھا ہو گیا تھا۔ اب جوڈش بے بس ہو فرش پر پڑا ہوا تھا۔ وہ مسلسل سر پٹک رہا تھا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔

اسی لمحے راہداری میں قدموں کی آوازیں ابھریں اور عمران چونک کر سیدھا ہو گیا۔ لیکن آنے والے........ نعمانی اور صدیقی تھے۔

”ارے تم اب آئے ہو........ جب میچ کا فیصلہ ہو گیا ہے۔“ عمران نے چہکتے ہوئے کہا۔

”کوئی بات نہیں........ ہم ری بیک کر کے فلم دیکھ لیں گے۔“ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جوڈش........ اب میرے خیال میں میری باتیں تمہاری سمجھ میں آ جائیں گی۔ بتاؤ وہ سرخ بریف کیس کہاں ہے۔“ عمران نے فرش پر پڑے ہوئے جوڈش سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور جواب میں جوڈش کے حلق سے گالیوں کی بوچھاڑ برآمد ہوئی۔ جوانا گالیاں سنتے ہی غصے سے بپھر کر دوبارہ اس پر جھپٹنے لگا۔

''ٹھہرو.........اب تمہارا کام ختم ہو گیا ہے۔اب میرا کام شروع ہو گیا۔''عمران نے اسے روکتے ہوئے کہا اور جوانا پیچھے ہٹ گیا۔

''چوہان.........تم پوری کوٹھی کو کھنگال ڈالو۔اس میں لازماً کوئی تہہ خانہ موجود ہو گا۔میں ذرا جوڈش کو ان گالیوں کا مطلب سمجھا دوں۔''عمران نے ریوالور کو جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔اور چوہان اور اس کے ساتھی سر ہلاتے ہوئے واپس مڑ گئے۔

عمران بڑے اطمینان سے آگے بڑھ کر جھکا اور پھر اس نے جھک کر جوڈش کی ایک ٹانگ پکڑی اور پھر ایک جھٹکے سے اسے یوں اٹھا لیا۔جیسے وہ بھاری جسم کا آدمی نہ ہو۔بلکہ معصوم سا بچہ ہو۔وہ عمران کے ہاتھ میں الٹا لٹکا ہوا تھا۔جوڈش نے اوپر اٹھتے ہی دونوں ہاتھ عمران کے پہلو میں مارنے چاہے۔مگر عمران نے اس کے جسم کو

اسی طرح کمرے کے درمیان میں رکھی ہوئی میز پر پٹخ دیا۔ جیسے دھوبی کپڑے کو پٹختے ہیں۔ اور جوڈش کے حلق سے زوردار چیں نکل گئی۔

عمران نے اسے میز پر پٹخنے کے بعد اس کی ٹانگ چھوڑ دی۔ اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ اس کے سر کی پشت کی طرف آیا۔ جو میز کی دوسری طرف تھا اور پھر اس نے دونوں ہاتھ اس کی گردن اور کاندھوں کے جوڑ پر رکھے۔ اور دوسرے لمحے جوڈش کے حلق سے بے اختیار اور مسلسل چیخیں نکلنی شروع ہو گئیں۔ اس کا چہرہ لمحہ بہ لمحہ بگڑتا چلا گیا اور آنکھیں پھیلنے لگیں۔ اس کا سانس اس قدر تیز چلنے لگا۔ کہ جیسے ابھی اس کا سینہ غبارے کی طرح پھٹ جائے گا۔

''اب بولو.........کہاں ہے بریف کیس۔'' عمران نے غراتے ہوئے جوڈش سے کہا۔

''بب۔ بب.........بتاتا ہوں۔ مجھے چھوڑ دو۔'' جوڈش نے

بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے اس کے کندھوں کے پٹھوں میں گڑے ہوئے اپنے پنجوں کا دباؤ کچھ نرم کر دیا۔ اور جوڈش کا سانس تیزی سے معمول پر آنے لگا۔

"میں اسی جگہ سے تمہارے جسم کی ایک رگ چٹخا سکتا ہوں........" عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ بریف کیس میں نے جنرل بس سٹینڈ کے خفیہ لاکر میں رکھ دیا ہے........" جوڈش نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو........ تم مجھے واقعی احمق سمجھنے لگے ہو۔ مجھے سچ اور جھوٹ پہچاننے کا ملکہ حاصل ہے۔" عمران نے دوبارہ اس کی رگوں پر دباؤ ڈالا۔

اور جوڈش کا حال پہلے سے بھی زیادہ بدتر ہونے لگا۔

''باس.........یہ ایسے نہیں مانے گا۔ مجھے اس کی ایک ایک ہڈی توڑنے دو۔'' جوانا نے دونت پیستے ہوئے کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں۔ یقین کرو.........میں سچ کہہ رہا ہوں۔'' جوڈش نے مسلسل چیختے ہوئے کہا۔ اور عمران نے یکلخت اپنے ہاتھ ہٹا لیے۔

اسی لمحے چوہان اور اس کے ساتھی اندر داخل ہوئے۔

''عمران صاحب.........یہاں کوئی تہہ خانہ نہیں ہے۔ ہم نے پوری چھان بین کر لی ہے۔'' چوہان نے کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں.........بریف کیس یہاں موجود نہیں ہے۔'' جوڈش نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''نہیں.........بریف کیس یہیں ہے۔ جہاں سے تم نے بریف کیس اڑایا تھا۔ وہاں سے یہاں تک راستے میں جنرل بس

سٹینڈ نہیں آتا۔ اس کے لیے تمہیں ایک لمبا چکر کاٹ کر جانا پڑتا۔ اور میں جانتا ہوں کہ اس صورت حال میں تم ایسا نہیں کر سکتے تھے۔'' عمران نے کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں .... تم یقین کرو۔'' جوڈش نے ایک بار پھر اسے یقین دلاتے ہوئے کہا۔

''جوانا .... تم اس کا خیال رکھو۔ میں خود چیک کرتا ہوں۔'' عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

''باس .... کیوں تکلیف کرتے ہو۔ یہی بتائے گا۔ خود بتائے گا۔'' جوانا نے بھیڑیئے کے سے انداز میں غراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر جوڈش کے سر کی پشت کی طرف آیا۔ اور اس نے اس کے سر کو پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹا۔ پھر جیسے ہی جوڈش کا سر میز کے کنارے سے نیچے جھکا۔ جوانا نے اس کا سر پکڑ کر گھمانا چاہا۔ مگر

اسی لمحے جوڈش کے دونوں ہاتھ کسی سانپ کی طرح لہرائے اور اس کے خوفناک پنجے پوری قوت سے جوانا کی گردن پر پڑے اور جوانا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی گردن پر وحشت سوار ہو گئی۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس نے پوری قوت سے دونوں ہاتھ جوڈش کے سر پر رکھ کر اپنے جسم کا پورا وزن ڈال دیا۔ کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی جوڈش کی گردن کی ہڈی ٹوٹتی چلی گئی۔ اس کا سر پہلے ہی میز کے کنارے سے باہر نکلا ہوا تھا جوانا کے جسم کے پورے دباؤ نے ایک ہی لمحے میں اس کی گردن کی ہڈی توڑ ڈالی۔ اور گردن ٹوٹنے کی آواز سنتے ہی دروازے کی طرف بڑھتا ہوا عمران تیزی سے لپکا۔

”ارے.......یہ کیا کِیا۔ اسے تو زندہ رکھنا تھا۔“ عمران نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سوری باس.........اس کے پنجوں نے مجھے غصہ دلا دیا تھا۔“

جوانا نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا۔

جوڈش کا سر میز کے نیچے کی طرف لٹکا ہوا تھا۔ اور اس کا منہ ساکت ہو چکا تھا۔ وہ مر چکا تھا۔

''چلو جو ہونا تھا ہو گیا........ اب آؤ میرے ساتھ ہمیں وہ تہہ خانہ ڈھونڈنا ہے۔'' عمران نے کہا اور پھر دوبارہ دروازے کی طرف مڑ گیا۔ وہ ایک بار پھر پوری کوٹھی میں گھوم گیا۔ اور پھر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

''اس کوٹھی کی عمارت کا محل وقوع بتا رہا ہے۔ کہ اس کا تہہ خانہ اس راہداری کے عین نیچے ہے........ آؤ میرے ساتھ۔'' عمران نے کہا اور ایک بار پھر وہ راہداری میں آ گیا۔ وہ راہداری کے اختتام پر دیوار کے پاس پہنچ کر رک گیا اور پھر اس کی تیز نظریں دیوار کے ایک ایک حصے کو ٹٹولنے لگیں۔ چند لمحوں بعد ہی اس نے بنیادے دو تین

فٹ اوپر دیوار میں معمولی سا ابھار چیک کرلیا۔اس نے اس ابھار پر ہاتھ رکھا۔اور پھر اسے پوری قوت سے دبایا۔دوسرے لمحے سر رکی تیز آواز سے دیوار پھٹتی چلی گئی۔اور نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں انہیں صاف نظر آنے لگیں۔

''اوہو کمال ہے.........آپ نے تو ایسے اندازہ لگالیا۔جیسے ساری عمر تعمیرات کا کام کرتے رہے ہو۔''چوہان نے کہا۔

''ہاں.........تاج محل بھی میں نے ہی بنایا تھا۔''عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔

جیسے ہی عمران نے تیسری سیڑھی پر قدم رکھا۔دیوار سر رکی تیز آواز کے ساتھ برابر ہوگئی۔اور نعمانی جو سب سے پیچھے تھا۔اچھل کر پیچھے ہٹا ورنہ وہ دیوار میں پھنس جاتا۔

عمران نے مسکراتے ہوئے نچلی سیڑھی پر قدم رکھا۔اور پھر ہاتھ

اٹھا کر پیچھے آنے والوں کو اس سیڑھی پر اترنے سے روک دیا اور مڑ کر ایک بار پھر خود سیڑھی پر چڑھ گیا۔ اس بار جیسے ہی اس نے سیڑھی پر قدم رکھا۔ دیوار ایک بار پھر ہٹتی چلی گئی اور باہر کھڑا ہوا نعمانی مسکراتا ہوا اندر آ گیا۔ اور پھر وہ تیسری سیڑھی پھلانگتے ہوئے نیچے اترے۔

کمرے کی میز پر وہ مشین موجود تھی اور ساتھ ہی فارمولے کا لفافہ پڑا ہوا تھا جب کہ بریف کیس کٹی ہوئی حالت میں ایک طرف پڑا تھا۔

عمران تیزی سے مشین کی طرف بڑھا۔ اور پھر اس کی سکرین پر نظر ڈالتے ہی چونک پڑا۔

''ارے.........ڈاکٹر داور کو ہوش آ گیا ہے۔'' عمران نے تیز لہجے میں کہا اور وہ سب سکرین کی طرف لپکے۔ انہوں نے دیکھا کہ سکرین پر ڈاکٹر داور بیڈ پر بیٹھے ہوئے بڑی حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھ

رہے ہیں۔

''کمال ہے.........میں کہاں ہوں۔کوئی آدمی نظر نہیں آرہا۔''

ڈاکٹر داور کے حلق سے نکلنے والی آواز کمرے میں گونجی۔

''آپ کا ذہن کمال کا ہے.........آپ نے پہلے ہی اس بات کا

اندازہ لگا لیا تھا کہ اس کمرے میں ہونے والی گفتگو کو کہیں چیک کیا جا

رہا ہے۔''چوہان نے بے اختیار ہو کر کہا۔

''میں نے برے وقتوں کے لیے علم نجوم سیکھ رکھا ہے.........کبھی

ایکسٹو نے دھکا دے دیا تو کم از کم لوگوں کے زائچے بنا بنا کر روٹی تو

کما لوں گا۔''عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز پر پڑا

ہوا فارمولا اٹھایا اور تیزی سے واپس پلٹ پڑا۔اس نے مشین کا بٹن

آف کر دیا تھا۔

پھر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ اوپر آ گئے۔

''تم لوگ فوراً کوٹھی پہنچو.........ڈاکٹر داور پریشان ہیں۔ جلدی کرو' عمران نے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا اور چوہان اور اس کے ساتھی سر ہلاتے ہوئے تیزی سے پورچ کی طرف بھاگے۔ جب کے عمران اس کمرے میں داخل ہو گیا۔ جہاں ٹیلی فون ایک چھوٹی میز پر پڑا تھا۔ جس کے ساتھ بڑی میز پر جوڈش کی لاش موجود تھی۔ لاش اسی حالت میں پڑی تھی۔

تم اس کی تلاشی لو جوانا.........میں ڈاکٹر داور کو فون کر لوں۔''

عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اسے معلوم تھا کہ فون ڈاکٹر داور کے بیڈ کے پاس ہی پڑا ہے اور ڈاکٹر داور آسانی سے اسے اٹھا سکتے ہیں۔ اور وہی ہوا چند لمحے گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

''ہیلو ڈاکٹر داور.........آپ کو ہوش آ گیا ہے۔ اگر آپ اسی

طرح لمبے عرصے تک بے ہوش ہوتے رہے تو پھر کانفرنس ہو گئی۔"
عمران نے اصل لہجے میں کہا۔

"اوہ عمران تم.........کہاں سے بول رہے ہو۔ میں کہاں ہوں۔" دوسری طرف سے ڈاکٹر داور کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"میں آپ کی جگہ کانفرنس اٹینڈ کرنے گیا تھا.........لیکن وہاں مجھ سے فارمولا پڑھا ہی نہ گیا۔ میں نے تو سمجھا تھا کہ آسان سا فارمولا ہو گا۔ جیسے ہوا جگہ گھیرتی ہے۔ ہوا وزن رکھتی ہے۔ ٹائپ کا فارمولا ہو گا۔ اور میں سبق پڑھا کر آ جاؤں گا۔ لیکن ڈاکٹر داور اس فارمولے کو پڑھنا شروع کرتے ہی میری اپنی ہوا کھسکنے لگی۔ چنانچہ اس کے کھسکنے سے پہلے میں خود ہی کھسک آیا۔" عمران نے کہا۔